

سیرت النبی
بعد از
وصال النبی

(حصہ ششم)

محمد عبید پید پتی ایڈووکیٹ

سیرت النبی
بعد از
وصال النبی

(حصہ ششم)

محمد عبیدینی ایڈووکیٹ



فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ
لاہور راولپنڈی کراچی

marfat.com

Marfat.com

مجلد: 1 01688 969 0

بار اول ----- ۲۰۰۱ء

فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ

ہیڈ آفس و شوروم: 60۔ شاہراہ قائد اعظم، لاہور۔

راولپنڈی آفس: 277۔ پشاور روڈ، راولپنڈی۔

کراچی آفس: فرسٹ فلور، مہران ہائوس، مین کلفٹن روڈ، کراچی۔

Muhammad Abdul Majeed Siddique

Seerat-un-Nabi Bad Az Wisal-un-Nabi

(Vol: VI)

محمد عبدالجید صدیقی

سیرت النبی بعد از وصال النبی

(حصہ ششم)

© 2001 جملہ حقوق فیروز سنز محفوظ ہیں۔

چوتھی اشاعت ----- ۲۰۱۲ء

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں۔ اس کتاب کا کوئی حصہ فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ کی پیشگی تحریری اجازت کے بغیر نقل کرنے، نشر کرنے یا کسی بھی طریقے سے محفوظ کرنے، فوٹو کاپی کرنے یا ترسیل کرنے کی اجازت نہیں۔

کتاب کا مواد مصنف کی تحقیق اور آراء پر مبنی ہے۔ ناشر مکمل طور پر غیر جانبدار ہے۔

مطبوعہ فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ لاہور۔ باہتمام ظہیر سلام پرنٹر و پبلشر

email:support@ferozsons.com.pk

www.ferozsons.com.pk

marfat.com

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
۵	انتساب	۱
۶	وارثتک	۲
۷	فہرست منابع و ماخذ	۳
۱۱	فہرست اصحاب خواب	۴
۱۹ تا ۱۷۱	خواب بالتفصیل ۱ تا ۳۱۳	۵
۱۷۲	قطععات بے بہا	۶
۱۷۵	ایک شاہکار تعزیتی خط	۷
۱۷۶	آئیے ڈاڑھی رکھیں	۸

انتساب

- ۱- حضرت مولانا معین الدین احمد صدیقی قدس سرہ، آگرہ، بھارت۔
- ۲- مصنف کتاب ہذا کے بزرگ والدین، راولپنڈی۔
- ۳- مرضیہ خاتون مرحومہ کے بزرگ والدین، جھانسی، بھارت۔
- ۴- جناب عتیق الہ آبادی، مکہ مکرمہ۔
- ۵- جناب غازی احمد (سابق کرشن لال)، میانی، ضلع چکوال۔
- ۶- جناب مولانا قاری عبدالمالک، راولپنڈی۔
- ۷- جناب حافظ عبدالباسط، راولپنڈی۔
- ۸- جناب افتخار احمد حافظ، راولپنڈی۔
- ۹- بیگم و جناب نصیر احمد صدیقی بدایونی، اسلام آباد۔
- ۱۰- محترمہ صغیرہ بانو شیریں، لاہور۔
- ۱۱- جناب مظہر الدین انصاری، اسلام آباد۔
- ۱۲- جناب ناظم عثمانی، اسلام آباد۔
- ۱۳- جناب میاں غلام قادر، اسلام آباد۔
- ۱۴- جناب چوہدری فتح محمد مرحوم، اسلام آباد۔
- ۱۵- جناب خالد حمید سلمہ، جھانسی، بھارت۔

وارنگ

حضرت رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی کو درمیان میں
 لا کر جھوٹے خواب گھڑنے والے اپنے انجام بد سے
 ہوشیار رہیں، کیونکہ آپؐ نے ارشاد فرمادیا ہے کہ ”سب سے
 بڑا جھوٹ یہ ہے کہ آدمی اپنی آنکھوں کو وہ چیز دکھائے جو اس
 نے نہ دیکھی ہو۔“ آپؐ ہی نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ”جو کوئی
 میری جانب ایسی بات منسوب کرے گا، جو میں نے نہیں
 کہی، تو اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔“

فہرست منابع و ماخذ

الف

- ۱۔ امداد المشتاق
- ۲۔ اصح التوارخ
- ۳۔ اسلامی طب
- ۴۔ ایک مشرقی کتب خانہ
- ۵۔ اردو ادب میں سفر نامہ
- ۶۔ بزم اولیاء
- ۳۔ بخاری شریف
- ۴۔ بزم رفتگاں (حصہ اول)
- ۵۔ بھجۃ القلوب
- ۶۔ بیعت اقبال

ت

- ۱۔ تذکرۃ الرشید
- ۲۔ تفسیر روح المعانی
- ۳۔ تجلیات صدیقی
- ۴۔ تجلیات مرشد عالم
- ۵۔ تجلیات قریشی و مالکی و حبیبی
- ۶۔ تحفۃ الطاہرین
- ۷۔ تحفۃ الکرام
- ۸۔ تذکرہ مشاہیر سندھ
- ۹۔ تذکرہ اولیاء سندھ
- ۱۰۔ تذکرہ فقیہہ اعظم
- ۱۱۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ
- ۱۲۔ تذکرہ عاشق رسول محمد امین
- ۱۳۔ تین مہینے دیار حرم میں
- ۱۴۔ تذکرۃ الخلیل
- ۶۔ انفاس العارفين
- ۷۔ اشعة اللمعات
- ۸۔ الطبقات الکبریٰ
- ۹۔ آب کوثر
- ۱۰۔ المنتخب
- ۱۱۔ البشیر
- ۱۲۔ الحاکم
- ۱۳۔ ابن سعد
- ۱۴۔ انتباه خصوصي
- ۱۵۔ اشاعت خاص "البلاغ" اکرم المواعظ
- ۱۶۔ اسرار و رموز
- ۱۷۔ انیس الطالبین

ب

- ۱۔ بیسویں صدی کا ایک مسلمان ولی

- ۱۵۔ توسل بالنبی والولی
 ۱۶۔ تذکرہ توکلہ
 ۱۷۔ تذکرہ مولانا محمد ادریس کاندھلوی
 ۱۸۔ تجلیات قریشی و ماکی
 ۱۰۔ حالات مشائخ کاندھلہ
 ۱۱۔ حدیقتہ الاولیاء
 ۱۲۔ حیات عبدالحی
 ۱۳۔ حاجی امداد اللہ اور ان کے خلفاً

خ

- ۱۔ جامع الکرامات
 ۲۔ جنگ ڈائجسٹ
 ۳۔ جامع صغیر
 ۴۔ جامع کرامات اولیاء (جلد دوم)
 ۱۔ خوشبو کا سفر
 ۲۔ خطبہ جمعہ مع اردو ترجمہ
 ۳۔ خصائص حبیب الرحمن
 ۴۔ خواجہ حسن نظامی کی آپ بیتی

و

- ۱۔ چند تصویر نیکاں
 ۲۔ چراغ معرفت
 ۱۔ درس قرآن
 ۲۔ دارالشمین
 ۳۔ درۃ الناصحین

و

- ۱۔ حسن تفسیر
 ۲۔ حیاة الصحابة (جلد سوم)
 ۳۔ حیات امیر شریعت
 ۴۔ حیات جاوید
 ۵۔ طیوة الحیوان
 ۶۔ حیات و پیام علامہ اقبال
 ۷۔ حجۃ الوداع
 ۸۔ حالات مشائخ نقشبندی
 ۹۔ حیات جاوداں
 ۱۔ ڈاڑھی کا وجوب
 ۲۔ ڈاڑھی کی شرعی حیثیت
 ۱۔ ذکر و اعتکاف کی اہمیت
 ۱۔ روض الریاضین
 ۲۔ روضۃ الحبیب
 ۳۔ روزنامہ ”جنگ“

- ۳۔ روزنامہ ”نوائے وقت“
۴۔ شواہد النبوة
۵۔ رسالہ شریعت و طریقت
۶۔ شواہد الحق
۷۔ شمائل ترمذی
- ز
۱۔ زیارات مقدسہ
- س
۱۔ سبع سنابل
۲۔ سیرت یعقوب و مملوک
۳۔ سیرت رسول عربیؐ
۴۔ سیارہ ڈائجسٹ (معجزات نمبر)
۵۔ سوانح مولانا روم
۶۔ مسوعات امہودی
۷۔ سفرنامہ حجاز
۸۔ سعادت الدارین
۹۔ سیرت فخر العارفينؒ
۱۰۔ سید جان محمد حضورؐ
۱۱۔ سوانح حیات شاہ محمد غوثؒ
۱۲۔ سکینۃ الاولیاء
۱۳۔ سکینۃ العارفينؒ
۱۴۔ سیرت اقبالؒ
- ط
۱۔ طبقات الاطبا
- ف
۱۔ فتوحات مکہ
۲۔ فیوض الحرمین
۳۔ فیملی میگزین
- ق
۱۔ قطب الارشاد فقیر اللہؒ
- ک
۱۔ کتاب الحسنات
۲۔ کرامات اولیاء اللہ
۳۔ کنز العمال
۴۔ کیمیائے سعادت
۵۔ کہکشاں
۶۔ کاشف الاستار
۷۔ کرامات اہل حدیث
- ل
۱۔ لمحات من نجات القدس
۲۔ لوان قمح الانوار القدسیہ
- ش
۱۔ شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان
۲۔ شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات

- ۲۲۔ ماہنامہ ”بینات“، کراچی۔
 ۲۳۔ ماہنامہ ”السعد“
 ۲۴۔ مولانا شمس الدین شہید کے حالات
 ۲۵۔ معرفت الہیہ

ن

- ۱۔ نامہ اعمال
 ۲۔ نزمۃ المجالس
 ۳۔ نقش دوام
 ۴۔ نغمہ روح
 ۵۔ نہایہ شرح ہدایہ

و

- ۱۔ واعظ
 ۲۔ وفاء الوفا
 ۳۔ وصل حبیب

ہ

- ۱۔ ہفت روزہ ”خدام الدین“، لاہور۔

ی

- ۱۔ یوسف ظفر کی بات
 (کل کتابیں ۱۳۵ سے زیادہ)

م

- ۱۔ مسلمانوں کے لئے ایک انتباہ
 ۲۔ مناقب الحسن و فوائح العرفان
 ۳۔ ماہنامہ ”حکایت“

۴۔ مرصاد العباد

- ۵۔ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ
 ۶۔ محبتیں (حصہ دوم)
 ۷۔ معدن الحقائق
 ۸۔ منتخب النفائس
 ۹۔ معارف مثنوی
 ۱۰۔ مقامات خیر

۱۱۔ من الظلمات الی النور

۱۲۔ مدارج النبوت

۱۳۔ مسلم شریف

۱۴۔ مشکوٰۃ شریف

۱۵۔ مون ڈائجسٹ

۱۶۔ ملفوظات حسن العزیز

۱۷۔ محدث اعظم پاکستان

۱۸۔ ماثر الکرام

۱۹۔ ماہنامہ ”الرشید“، لاہور۔

۲۰۔ ماہنامہ ”رضائے مصطفیٰ“، گوجرانوالہ۔

۲۱۔ ماہنامہ ”البلاغ“، کراچی۔

فہرست اصحاب خواب

- ۱۔ مولانا محمد مظفر حسین کاندھلوی
- ۲۔ حاجی حافظ محدث محمد سلیمان خان
- ۳۔ ایک مزدور
- ۴۔ ایک بزرگ
- ۵۔ والدہ فاطمہ
- ۶۔ حمزہ زیات
- ۷۔ احمد بن علی
- ۸۔ سیدی محمد بن سعید بصری
- ۹۔ شریف مکثر قاسمی
- ۱۰۔ ایک نیک دل شخص
- ۱۱۔ ابو عبد اللہ سالم
- ۱۲۔ حضرت شیخ موسیٰ زوی
- ۱۳۔ ایک خوبصورت شیخ
- ۱۴۔ عبدالرحمن جزوی
- ۱۵۔ علامہ سہودی
- ۱۶۔ مولانا نظام الدین خاموش
- ۱۷۔ شیخ بدیع الدین سہارنپوری
- ۱۸۔ قطب الارشاد فقیر اللہ
- ۱۹۔ ایضاً
- ۲۰۔ حضرت شیخ محمد طاہر لاہوری
- ۲۱۔ حضرت صوفی برکت علی لدھیانوی
- ۲۲۔ میاں علاؤ الدین
- ۲۳۔ حضرت مجدد الف ثانی
- ۲۴۔ حضرت سالم بن عبد اللہ
- ۲۵۔ مولانا مفتی زین العابدین
- ۲۶۔ علاؤ الدین محمد بن خوارزم
- ۲۷۔ شیخ ابو الوفا
- ۲۸۔ بابوشاہ
- ۲۹۔ ایک نوجوان
- ۳۰۔ محمد عتیق
- ۳۱۔ ایک شخص کی والدہ
- ۳۲۔ یوسف ظفر
- ۳۳۔ یوسف ظفر کی سالی
- ۳۴۔ شاہد
- ۳۵۔ شاہ عبدالغنی پھولپوری
- ۳۶۔ ایضاً
- ۳۷۔ ایضاً
- ۳۸۔ ایضاً
- ۳۹۔ حضرت شہیدی
- ۴۰۔ حافظ عبدالرحمن ثانی

- ۴۱۔ الشیخ علی عبدالرحمن الحذیفی
- ۴۲۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ
- ۴۳۔ حافظ حبیب اللہ مہاجر کی و مدنیؒ
- ۴۴۔ کرنل افتخار الدین نظر
- ۴۵۔ بیگم کرنل افتخار الدین نظر
- ۴۶۔ جناب عنصر صابری
- ۴۷۔ شیخ الحدیث محمد سردار احمدؒ
- ۴۸۔ ایضاً
- ۴۹۔ صوفی محمد اسحاق
- ۵۰۔ ابوالحسن علی الباغوزائیؒ
- ۵۱۔ ایک دوست
- ۵۲۔ ایک جاٹ زمیندار
- ۵۳۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد اسلم
- ۵۴۔ شیخ الحدیث محمد سردار احمدؒ
- ۵۵۔ جمیلہ (سابق روبینہ کنول)
- ۵۶۔ عبداللہ بن الورد
- ۵۷۔ شیخ محمد عالم صدیقی علویؒ
- ۵۸۔ شاہ فضل رحمن گنج مراد آبادیؒ
- ۵۹۔ حاجی محمد امینؒ
- ۶۰۔ ہڈے صاحب (حضرت نجم الدین)
- ۶۱۔ رحمت گل
- ۶۲۔ ایک خادم
- ۶۳۔ حاجی محمد امینؒ
- ۶۴۔ محمد عمران
- ۶۵۔ مولانا عبدالرؤف
- ۶۶۔ ایک شخص
- ۶۷۔ مولوی رفیع الدین فاروقیؒ
- ۶۸۔ حضرت خواجہ حسن نظامیؒ
- ۶۹۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ
- ۷۰۔ حمیدہ بیگم
- ۷۱۔ محمد یوسف
- ۷۲۔ عبدالرؤف شیخ
- ۷۳۔ ایک مرید
- ۷۴۔ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ
- ۷۵۔ ایک شخص
- ۷۶۔ ایک صاحب
- ۷۷۔ ایک شاگرد
- ۷۸۔ ایضاً
- ۷۹۔ ابراہیم بن شیبانؒ
- ۸۰۔ ایک نوجوان
- ۸۱۔ علامہ سید سلیمان ندویؒ
- ۸۲۔ شاہ عبدالرحیمؒ
- ۸۳۔ جناب غازی احمد
- ۸۴۔ ثناء اللہ

- ۸۵۔ حافظ ڈاکٹر محمد ایوب
 ۸۶۔ شیخ نور محمد اناری
 ۸۷۔ محمد بن ابی حاتم بخاری
 ۸۸۔ محمد بن یوسف فریزی
 ۸۹۔ ابوزید مروزی
 ۹۰۔ سید مظفر حسین شاہ
 ۹۱۔ ایضاً
 ۹۲۔ حافظ عبد الباسط
 ۹۳۔ ایضاً
 ۹۴۔ فقیہ اعظم محمد شریف
 ۹۵۔ ایک بزرگ
 ۹۶۔ زین العابدین بن المنادی
 ۹۷۔ ابو محمد سبأ بن سلیمان
 ۹۸۔ سعد الدین الجبائی
 ۹۹۔ محمد اکرم
 ۱۰۰۔ شیخ ابو محمد طلحہ
 ۱۰۱۔ ایک صالح مرد
 ۱۰۲۔ حضرت ابوالقاسم عبدالرحمن
 ۱۰۳۔ حضرت عبدالرحمن بن علی الخیار
 ۱۰۴۔ حضرت عبدالرحمن اسحاق باعلوی
 ۱۰۵۔ حضرت ابو محمد عبدالرحمن
 ۱۰۶۔ شیخ اسمعیل نہبانی
 ۱۰۷۔ حضرت سلیم المسوتی الدمشقی
 ۱۰۸۔ حضرت زین العابدین
 ۱۰۹۔ حضرت قاضی شہاب الدین
 ۱۱۰۔ حضرت الشیخ خلیفہ بن موسیٰ
 ۱۱۱۔ ایضاً
 ۱۱۲۔ ایضاً
 ۱۱۳۔ حضرت السید حاتم
 ۱۱۴۔ حضرت ابو محمد الحسن بن عمر الحمیری
 ۱۱۵۔ حضرت ابو محمد الحسن
 ۱۱۶۔ کاشف غنیم
 ۱۱۷۔ حضرت جنید بغدادی
 ۱۱۸۔ حضرت بیر الیاس اماسی
 ۱۱۹۔ حضرت شیخ ایوب بن احمد خلوتی
 ۱۲۰۔ ایضاً
 ۱۲۱۔ ماسٹر مقصود احمد
 ۱۲۲۔ شیخ محمد عامر
 ۱۲۳۔ ریاض علی شاہ
 ۱۲۴۔ حاجی محمد احمد
 ۱۲۵۔ بادشاہ
 ۱۲۶۔ ایضاً
 ۱۲۷۔ ایضاً
 ۱۲۸۔ بہت سے لوگ

- ۱۲۹۔ شیخ ابراہیم رشید
 ۱۳۰۔ بہت سے علماً
 ۱۳۱۔ سیدنا احمد بن اوریس
 ۱۳۲۔ ایضاً
 ۱۳۳۔ حضرت احمد بن حسن
 ۱۳۴۔ ایک نیک شخص
 ۱۳۵۔ حضرت فقیہ اسمعیل
 ۱۳۶۔ ایضاً
 ۱۳۷۔ سخی سلطان بابا منگھو پیر
 ۱۳۸۔ عبداللہ شاہ ٹھٹھوی
 ۱۳۹۔ علامہ عبدالغفور ہمایونی
 ۱۴۰۔ حضرت مخدوم محمد امام
 ۱۴۱۔ علامہ محمد ہاشم ٹھٹھوی
 ۱۴۲۔ سید شاہ تقی بخاری
 ۱۴۳۔ میاں محمد کامل
 ۱۴۴۔ دھیو درویش
 ۱۴۵۔ ڈاکٹر شعیب
 ۱۴۶۔ ایک افریقی رئیس
 ۱۴۷۔ والدہ ریاض
 ۱۴۸۔ سید غلام جیلانی
 ۱۴۹۔ حافظ غلام حبیب نقشبندی
 ۱۵۰۔ مولانا محمد اکبر شاہ
- ۱۵۱۔ حافظ غلام حبیب نقشبندی
 ۱۵۲۔ ایضاً
 ۱۵۳۔ خواجہ محمد عبدالمالک صدیقی
 ۱۵۴۔ ایضاً
 ۱۵۵۔ ایضاً
 ۱۵۶۔ ایضاً
 ۱۵۷۔ ایضاً
 ۱۵۸۔ ایضاً
 ۱۵۹۔ ایضاً
 ۱۶۰۔ ایضاً
 ۱۶۱۔ ایضاً
 ۱۶۲۔ ایضاً
 ۱۶۳۔ ایضاً
 ۱۶۴۔ عمر رسیدہ ناخواندہ خاتون
 ۱۶۵۔ حضرت عبداللہ
 ۱۶۶۔ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی
 ۱۶۷۔ منزہ صادق
 ۱۶۸۔ حضرت احمد بن عمر انصاری
 ۱۶۹۔ حضرت ابو بکر المعروف دوہل
 ۱۷۰۔ ایک نیک بخت
 ۱۷۱۔ ایک مرید
 ۱۷۲۔ محمد رضا خان

- ۱۹۵۔ شیخ سعید نکر و نئی مدنی
- ۱۹۶۔ محمد عبدالحی اسلام آبادی
- ۱۹۷۔ میاں محمد حسین غازی پوری
- ۱۹۸۔ ایک طالب علم
- ۱۹۹۔ ڈپٹی فیض اللہ خان
- ۲۰۰۔ ایک مرید
- ۲۰۱۔ مولوی فضل الرحمن
- ۲۰۲۔ ایک پیر بھائی
- ۲۰۳۔ خواجہ عبدالقدیر بناری
- ۲۰۴۔ محمد زکی کیفی
- ۲۰۵۔ حضرت مفتی محمد شفیع
- ۲۰۶۔ مولانا عبدالاحد
- ۲۰۷۔ مولانا مجید الدین
- ۲۰۸۔ حافظ عبدالولی
- ۲۰۹۔ ایک شخص
- ۲۱۰۔ حضرت یزید فارسی
- ۲۱۱۔ سید جان محمد حضوری
- ۲۱۲۔ ایک بزرگ
- ۲۱۳۔ حضرت میاں میر
- ۲۱۴۔ نئی احمد یار عباسی
- ۲۱۵۔ ایضاً
- ۲۱۶۔ خواجہ محمد جیون عباسی
- ۱۷۳۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی
- ۱۷۴۔ مولانا رشید احمد گنگوہی
- ۱۷۵۔ امیر قطب الدین محمد مدنی
- ۱۷۶۔ ایک مخلص
- ۱۷۷۔ لوگ
- ۱۷۸۔ مولانا شفیع الدین نگیںوی
- ۱۷۹۔ ایک صاحب
- ۱۸۰۔ محمد بوٹا
- ۱۸۱۔ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا
- ۱۸۲۔ جناب عبدالحفیظ
- ۱۸۳۔ مولانا سید محمد یوسف بنوری
- ۱۸۴۔ ایضاً
- ۱۸۵۔ ایک متمول اور دین دار شخص
- ۱۸۶۔ والد حضرت مولانا محمد یوسف بنوری
- ۱۸۷۔ انور الحسن
- ۱۸۸۔ حضرت شاہ کلیم اللہ چشتی
- ۱۸۹۔ مخدوم جہانیاں جہاں گشت
- ۱۹۰۔ مولانا خلیل احمد ثم مدنی
- ۱۹۱۔ ایضاً
- ۱۹۲۔ مولوی انوار احمد
- ۱۹۳۔ حافظ مختار احمد
- ۱۹۴۔ مولانا محمد عاشق الہی میرٹھی

- ۲۲۷۔ خواجہ محمد عمر عباسیؒ
 ۲۱۸۔ خواجہ محمد عبداللہ عباسیؒ
 ۲۱۹۔ محترمہ بیگم بی بیؒ
 ۲۲۰۔ خواجہ محمد کریم اللہ عباسیؒ
 ۲۲۱۔ خواجہ محمد بشیر عباسیؒ
 ۲۲۲۔ نواب بی بی
 ۲۲۳۔ پروفیسر محمد عبداللہ
 ۲۲۴۔ شیخ محمد عابد سنائیؒ
 ۲۲۵۔ میر محمد نعمانؒ
 ۲۲۶۔ سید احمد کردیؒ
 ۲۲۷۔ شیخ احمد غزالی
 ۲۲۸۔ حضرت خواجہ محمد معصومؒ
 ۲۲۹۔ حضرت شاہ غلام علیؒ
 ۲۳۰۔ حاجی حافظ محمودؒ
 ۲۳۱۔ سائیں توکل شاہؒ
 ۲۳۲۔ سید ظہور الدین اللہ پوری
 ۲۳۳۔ سائیں توکل شاہؒ
 ۲۳۴۔ ایضاً
 ۲۳۵۔ ایضاً
 ۲۳۶۔ ایضاً
 ۲۳۷۔ ایضاً
 ۲۳۸۔ حافظ خیر الدین پنجابی
 ۲۳۹۔ ایضاً
 ۲۴۰۔ مولانا عبدالحفیظ
 ۲۴۱۔ ایک بزرگ
 ۲۴۲۔ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ
 ۲۴۳۔ مولانا عبدالحفیظ
 ۲۴۴۔ مولانا خدابخش
 ۲۴۵۔ الحاج سلمان افریقی
 ۲۴۶۔ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ
 ۲۴۷۔ ایضاً
 ۲۴۸۔ ایک بزرگ
 ۲۴۹۔ ایضاً
 ۲۵۰۔ مولانا عبدالحفیظ
 ۲۵۱۔ ایک بزرگ
 ۲۵۲۔ ایضاً
 ۲۵۳۔ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ
 ۲۵۴۔ ایک بزرگ
 ۲۵۵۔ ایضاً
 ۲۵۶۔ ایضاً
 ۲۵۷۔ ایضاً
 ۲۵۸۔ ایضاً
 ۲۵۹۔ ایضاً
 ۲۶۰۔ مولانا عبدالحفیظ

- ۲۶۱۔ ایضاً
 ۲۶۲۔ مولانا عبدالحفیظ
 ۲۶۳۔ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا
 ۲۶۴۔ ایک بزرگ
 ۲۶۵۔ ایضاً
 ۲۶۶۔ ایضاً
 ۲۶۷۔ ایضاً
 ۲۶۸۔ ایضاً
 ۲۶۹۔ مولانا عبدالحفیظ
 ۲۷۰۔ ایضاً
 ۲۷۱۔ ایضاً
 ۲۷۲۔ ایضاً
 ۲۷۳۔ ایضاً
 ۲۷۴۔ ایک بزرگ
 ۲۷۵۔ ایضاً
 ۲۷۶۔ ایضاً
 ۲۷۷۔ مولانا عبدالحفیظ
 ۲۷۸۔ ایک بزرگ
 ۲۷۹۔ ایضاً
 ۲۸۰۔ ایضاً
 ۲۸۱۔ ایضاً
 ۲۸۲۔ مولانا عبدالحفیظ
 ۲۸۳۔ ایک بزرگ
 ۲۸۴۔ ایضاً
 ۲۸۵۔ ایضاً
 ۲۸۶۔ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا
 ۲۸۷۔ ایک ہمہ وقت کارکن
 ۲۸۸۔ علامہ یوسف نبہانی کے دوست
 ۲۸۹۔ مولانا عبداللہ غزنوی
 ۲۹۰۔ سید شاہ اللہ یار
 ۲۹۱۔ سید حسن رسول نما
 ۲۹۲۔ ایضاً
 ۲۹۳۔ حضرت شاہ حسین
 ۲۹۴۔ جناب اختر علی
 ۲۹۵۔ عظیم ملک
 ۲۹۶۔ حکیم حنیف اللہ
 ۲۹۷۔ حکیم عطا اللہ
 ۲۹۸۔ مولانا محمد احمد
 ۲۹۹۔ ایک کم سن لڑکی
 ۳۰۰۔ زاہد محمود سلطان
 ۳۰۱۔ ایک نمازی نوجوان
 ۳۰۲۔ ایک بزرگ
 ۳۰۳۔ ایک بڑے میاں
 ۳۰۴۔ مولوی محمد قاسم

۳۰۵۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۰۶۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۰۷۔ ایضاً

۳۰۸۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۰۹۔ محمد ادریس

۳۱۰۔ ہندوؤں کی کتب میں پیشین گوئیاں

۳۱۱۔ ڈاکٹر نصیر احمد ناصر

۳۱۲۔ سندھی زمیندار

۳۱۳۔ سید محمد بغدادی حیدر آبادی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۔ حضرت مولانا محمد مظفر حسین کاندھلویؒ ایک مرتبہ کسی گاؤں کی ویران مسجد میں ٹھہرے۔ مغرب سے تھوڑی دیر بعد ایک غریب آدمی آیا اور جلدی جلدی نماز مغرب پڑھ کر گھر چلا گیا اور تین روٹیاں بغیر سالن یا وال کے، لا کر مولانا کو دیں۔ مولانا انہیں تناول فرما کر سو گئے۔ رات کو انہیں حضرت رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی اور عجیب و غریب انوارات و برکات ظاہر ہوئیں، لہذا اگلے دن پھر وہیں ٹھہر گئے۔ دن بھر کوئی نہ آیا البتہ مغرب کے بعد وہی شخص آیا اور آپ کو بیٹھا دیکھ کر دو روکھی روٹیاں لا کر دے دیں۔ اس رات بھی مولانا حضرت رسالت مآب ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور اگلے دن پھر ٹھہرے رہے کہ مغرب کے بعد وہی شخص آیا اور آپ کو دیکھ کر گھر سے ایک روٹی لایا اور کہا: بھائی مسافر! اب جاؤ، کل تک یہاں نہ ٹھہرنا۔ حضرت مولانا نے فرمایا: میرے یہاں ٹھہرنے کی وجہ یہ ہے کہ میں تمہاری روٹی میں عجیب لذت و حلاوت محسوس کرتا ہوں اور عجیب و غریب انوارات و برکات کا مشاہدہ کر رہا ہوں، تم حقیقت حال بتاؤ تب جاؤں گا۔

یہ سن کر اس شخص نے کہا کہ میں بہت غریب آدمی ہوں، دن بھر محنت کر کے جو پیسے ملتے ہیں ان سے تھوڑا آٹا لے آتا ہوں، جس سے تین روٹیاں پکتی ہیں، ایک میری، دوسری بیوی کی اور تیسری بچے کی۔ پہلے دن تو ہم تینوں نے فاقہ کیا اور تینوں روٹیاں تمہیں لادیں، دوسرے دن بچے کی حالت نہ دیکھی گئی، اس لیے ایک روٹی اسے دے دی اور دو تمہیں لادیں، آج بھوک کی وجہ سے بیوی بے تاب تھی، لہذا اس کی روٹی اسے دے دی اور اپنا حصہ لے آیا، اب کل مجھ میں بھی فاقہ کرنے کی طاقت نہیں اسی لئے مجبوراً تمہیں کہنا پڑا۔ یہ سن کر حضرت مولانا نے فرمایا: سچ ہے یہ اسی اکل حلال اور ایثار کے اثرات، ثمرات اور برکات ہیں (حالات مشائخ کاندھلہ از مولانا محمد احتشام الحسن کاندھلویؒ صفحہ ۳۸ تا ۳۹)۔

حضرت مولانا محمد مظفر حسین کاندھلویؒ ۱۲۲۰ھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم حضرت مفتی الہی بخشؒ سے حاصل کی، جبکہ ظاہری و باطنی تعلیم دہلی میں شاہ محمد اسحاقؒ نے پوری فرمائی، جو حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے نواسے اور شاگرد درشید تھے۔ شاہ محمد اسحاقؒ اپنے چھوٹے بھائی شاہ محمد یعقوبؒ کے ہمراہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی سے پہلے ہی مکہ مکرمہ جا کر آباد ہو گئے تھے۔ حضرت مولانا محمد مظفر حسینؒ کا شاہ محمد یعقوبؒ سے بھی گہرا تعلق تھا اور آپ ان ہی کے مرید تھے۔ علم طریقت، انوار معرفت اور اسرار حکمت اپنے عم بزرگان حضرت مفتی

الہی بخش اور حضرت مولانا شاہ کمال الدین سے بھی حاصل کیے، علاوہ ازیں آپ ان ہی دونوں بزرگوں کے خلیفہ اور جانشین سمجھے جاتے تھے۔ حضرت شاہ محمد یعقوب مہاجر کئی فرماتے تھے کہ جس شخص کو وضع، لباس اور صورت و سیرت صحابائے اکرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اپنی آنکھوں کو منور کرنا ہو، وہ مولوی مظفر حسین کو دیکھ لے (منقول از اوراق مولانا محمد سلیمان)۔ آپ طبعاً انتہائی سادہ اور بے تکلف تھے، ایک گاڑھے کا کرتہ، ایک پاجامہ، ایک نیلی لنگی آپ کا لباس اور کل اثاثہ تھی، نہایت منکسر المزاج تھے، ہر کام خود کیا کرتے تھے، اشراق پڑھ کر مسجد سے نکلتے، عزیز واقارب کے جو جو گھر تھے وہاں تشریف لے جاتے اور اگر بازار سے کسی کو کچھ منگوانا ہوتا تو لادیتے تھے، کبھی مشتبہ مال نہ کھاتے تھے اور اگر غلطی سے کھا لیتے تو فوراً اُتے ہو جاتی تھی، دعوت عام میں تشریف نہ لے جاتے تھے، البتہ غریبوں کی دعوت شوق سے قبول فرماتے۔ یہ آپ کی خاص کرامت اور برکت تھی کہ جو بھی آپ کا مرید ہو گیا پھر اس کی نماز تہجد کبھی قضا نہ ہوئی۔ اُس دور میں بیوہ کا نکاح بہت معیوب سمجھا جاتا تھا۔ آپ کو فکر ہوئی کہ اس رسم کو ختم کرنا چاہیے، لہذا ایک بیوہ سے خود نکاح کر کے اس رسم بد پر کاری ضرب لگائی اور پھر بیواؤں کا نکاح ہونے لگا۔ آپ نے سات حج پیدل کئے، آخری حج کے موقع پر مکہ مکرمہ میں اسہال کا مرض لاحق ہوا تو آپ نے حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کئی سے فرمایا کہ میرا جی چاہتا تھا کہ مدینہ منورہ میں موت آئے، لیکن بظاہر میری موت کا وقت قریب آ گیا ہے۔ حاجی صاحب نے مراقبے کے بعد فرمایا کہ آپ مدینہ منورہ پہنچ جائیں گے اور واقعی کچھ دن بعد تندرست ہو کر مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہو گئے۔ ابھی ایک منزل باقی تھی کہ بیمار ہو گئے اور ۱۰ محرم ۱۲۸۳ھ بمطابق ۲۵ مئی ۱۸۶۶ء بروز جمعہ انتقال فرمایا اور جنت البقیع میں نزد قبر مبارک حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدفون ہوئے۔ کرتہ، پاجامہ، لنگی، لوٹا اور مشکیزہ یہ کل سامان چھوڑا (حالات مشائخ کاندھلہ۔ صفحہ ۲۷ تا ۲۵ سے ماخوذ)۔

۲۔ ۱۱ نومبر ۱۹۳۳ء کو تار ملا کہ میرے والد صاحب قبلہ حاجی حافظ محدث محمد سلیمان خان صاحب نے ۷۸ سال ۸ ماہ کی عمر میں آج ایک بجے دوپہر، جس وقت نماز کی نیت باندھ رہے تھے کہ حرکت قلب بند ہو جانے سے اس دار فانی سے کوچ کیا، مجھے سخت صدمہ پہنچا کیونکہ مرحوم کو مجھ سے بچپن سے ہی بہت محبت تھی اور جب مجھے ملتے تھے ہمیشہ دعا دیتے تھے۔ زندگی کے ساڑھے بارہ سال صرف دین کی خدمت میں مشغول رہے اور صحاح ستہ اور امام مالک کی کتاب موطا سے ہر مضمون کی احادیث کو یکجا کر کے اپنے خرچ پر چار ہزار جلدیں چھپوائیں۔ روزانہ حضرت رسول اللہ ﷺ کی بشارت ہوتی تھی اور آپ نے اپنی زبان مبارک سے بعض

احادیث کو صحیح کرایا اور غلط حصہ خارج کرایا۔ ان تصحیح شدہ احادیث کو علیحدہ ایک جلد میں اپنے یہاں کاتب ملازم رکھ کر اور چھاپہ خانہ خرید کر طبع کرایا اور مفت تقسیم کیں، بلکہ ہدایت کر دی کہ بعد میں بھی دنیا بھر میں مفت تقسیم ہوں۔ اس بارہ سال کے زمانے میں رات دن، گرمی اور جاڑے سے متاثر ہوئے بغیر صرف احادیث کا کام کرتے رہے اور اپنی ریاست کا کوئی کام نہ کرتے تھے، جس میں مارہرہ ضلع ایٹھ کے دیہات، قصبہ کی ارضیات، باغات، مکانات، دکانات، ضلع بلند شہر کے دیہات اور میرٹھ کی جائیداد شامل تھی۔ عالموں سے اور موجودہ علوم جاننے والوں سے صرف گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ ملاقات کرتے تھے، اب مرحوم کے انتقال سے مجھ پر ریاست سنبھالنے کا بوجھ آ پڑا ہے، اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے (آمین)۔ اس خبر کے بعد کئی دن تک میں اسمبلی نہیں گیا (محمد یامین خان کی سوانح حیات ”نامہ اعمال“، جلد دوم، صفحہ ۲۷۸ تا ۲۷۹۔ آئینہ ادب، لاہور۔ آپ کا تعلق میرٹھ (یوپی، بھارت) سے تھا، مسلم لیگ کے مشہور لیڈر تھے اور آپ کا شمار پاکستان بنانے والوں میں ہوتا ہے)۔

(میں اس حوالے کے لئے جناب ندیم شفیق ملک کا ممنون ہوں)۔

۳۔ ایک مرد صالح روایت کرتے ہیں کہ میں ایک مسجد میں نماز ادا کرنے گیا تو وہاں ایک عابد اور ایک تاجر پہلے سے موجود تھے۔ عابد دعا کر رہا تھا: ”بار الہی! میں آج ایسا ایسا کھانا اور اس قسم کا حلوہ کھانا چاہتا ہوں۔“ تاجر نے سنا تو کہا: ”اگر یہ مجھ سے کہتا تو میں اسے ضرور کھلاتا، مگر یہ تو بہانہ سازی کر رہا ہے اور مجھے سنا کر اللہ سے دعا کر رہا ہے، تاکہ میں سن کر اسے کھلاؤں، بخدا میں تو اسے نہیں کھلاؤں گا۔“ عابد دعا سے فارغ ہو کر مسجد کے ایک گوشے میں سو گیا، تھوڑی دیر بعد ایک شخص سر پوش ڈھکا ہوا ایک خوان لئے آیا، جس میں وہ تمام کھانے تھے جن کے لیے عابد نے دعا کی تھی۔ اس نے عابد کو جگا کر وہ کھانے اسے پیش کیے تو اس نے کھانے کے بعد باقی بچا ہوا کھانا واپس کر دیا۔ یہ دیکھ کر تاجر نے لانے والے کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھا کہ کیا تم عابد کو پہلے سے جانتے ہو؟ اس نے جواب دیا: ”بخدا! میں ہرگز نہیں جانتا، میں تو ایک مزدور ہوں، میری بیوی اور بیٹی ایک سال سے ان کھانوں کی خواہش رکھتی تھیں، مگر مہیا نہیں ہو پاتے تھے، آج مزدوری میں مجھے ایک مثقال سونا ملا، جس سے میں نے گوشت وغیرہ خریدا، جب بیوی کھانا پکانے لگی تو میری آنکھ لگ گئی۔ خواب میں میں نے حضور اقدس ﷺ کو دیکھا۔ آپ نے فرمایا: ”آج تمہارے علاقے میں ایک ولی آیا ہوا ہے، اس کا قیام مسجد میں ہے، جو کھانے تم نے اپنے بال بچوں کے لیے تیار کرائے ہیں ان کا اسے بھی شوق ہے، انہیں اس کے پاس لے جاؤ، وہ اپنی اشتہا کے مطابق کھا کر واپس کر دے گا، بقیہ میں اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائے

گا اور میں تیرے لیے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔“ خواب سے بیدار ہو کر میں نے حکم کی تعمیل کی۔ تاجر نے کہا: میں نے اس شخص کو اللہ تعالیٰ سے ان ہی کھانوں کے لیے دعا کرتے سنا تھا، تو نے ان کھانوں پر کتنا خرچ کیا؟ مزدور نے کہا: ایک مثقال سونا۔ تاجر نے کہا: کیا یہ ہو سکتا ہے کہ تو مجھ سے دس مثقال سونا قبول کر کے اپنے اس عمل خیر میں مجھے ایک قیراط کا حصہ دار بنالے؟ مزدور نے کہا: یہ ناممکن ہے۔ تاجر نے کہا: اچھا میں مثقال سونا لے لے، مگر مزدور انکار کرتا رہا حتیٰ کہ تاجر سو مثقال تک پہنچ گیا۔ اس وقت مزدور نے کہا ”واللہ! جس شے کی ضمانت حضرت رسول اللہ ﷺ نے دی ہے، اگر تو اس کے بدلے دنیا کی تمام دولت بھی مجھے دیدے، تب بھی میں اسے فروخت نہیں کرونگا۔“ تاجر اپنی غفلت پر نہایت نادم و پریشان ہو کر مسجد سے نکل گیا، جیسے اس نے اپنی کوئی متاع گراں بہا گم کر دی ہو (روض الریاحین فی حکایات الصالحین از امام عبداللہ بن اسعد یافعی۔ اردو ترجمہ ”بزم اولیاء“ از مولانا بدر القادری صفحہ ۳۶۲ تا ۳۶۵)۔

۴۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں حضور انور ﷺ کی قبر مبارک کے پاس سویا ہوا تھا کہ میں نے دیکھا کہ آپ اپنے دونوں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہمراہ باہر نکلے اور کاغذ مانگا، پھر اس پر عربی میں تحریر فرمایا (جس کا ترجمہ یہ ہے): اللہ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔ محمد رسول اللہ کی طرف سے اللہ تعالیٰ کی طرف۔ میں نے جو لکھا ہے اسے تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے، بے شک میری امت نے تیری کتاب پڑھی اور تیرے نام کا ذکر کیا اور میری قبر کی زیارت کی، انہیں یہی امید ہے کہ تو انہیں بخش دے گا۔ یا اللہ! تو انہیں بخش دے۔

پھر وہ کاغذ اڑ کر چلا گیا۔ ہم اسی حالت میں تھے کہ ایک اور کاغذ آیا، جس میں اسے اس طرح قبول کیا گیا تھا۔ (ترجمہ) اللہ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔ اللہ کی طرف سے جو غالب اور حکمت والا ہے، محمد (ﷺ) کی طرف جو میرا بندہ اور رسول ہے۔ تو نے میری طرف لکھا، بے شک میں اسے تجھ سے زیادہ جانتا ہوں۔ بے شک تیری امت نے میری کتاب پڑھی، میرے نام کو یاد کیا اور تیری قبر کی زیارت کی۔ وہ امید رکھتے ہیں کہ میں انہیں بخش دوں گا، بے شک میں نے انہیں بخش دیا (نزہۃ المجالس، حصہ دوم۔ صفحہ ۱۰۸)۔

۵۔ ابو العباس احمد بن مصطفیٰ العلویؒ کی پیدائش سے کچھ عرصہ قبل ان کی والدہ فاطمہ نے خواب میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت کی۔ آپ کے ہاتھ میں ایک پھول تھا۔ آپ نے محترمہ فاطمہ کی طرف دیکھا اور مسکراتے ہوئے وہ پھول ان کی طرف پھینک دیا۔ انہوں نے نہایت احترام کے ساتھ وہ پھول اٹھا لیا اور بیدار ہونے پر یہ خواب اپنے شوہر کو سنایا۔ انہوں نے یہ تعبیر دی کہ اُن کے یہاں ایک پار سا فرزند پیدا ہوگا۔ وہ ان ایام میں اولادِ زینہ کے لیے

بڑی دعائیں کر رہے تھے، چند ہی ہفتوں بعد خواب کی تعبیر سامنے آگئی اور ایک لڑکا پیدا ہوا جو احمد العلوی بنے ("بیسویں صدی کا ایک مسلمان ولی" از محمد مارٹن لنگز۔ صفحہ ۴۸)۔

۶۔ علی بن مسہر کہتے ہیں کہ میں نے اور حمزہ زیات نے ابان بن ابی عیاش (متوفی ۱۳۸ھ) سے تقریباً پانچ سو احادیث روایت کیں۔ بعدہ میری ملاقات حمزہ زیات سے ہوئی تو انہوں نے مجھے بتایا کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو خواب میں دیکھا اور آپ کے سامنے یہ احادیث پیش کیں، تو آپ نے ان میں سے صرف پانچ یا چھ کا اعتراف کیا اور باقیوں کی بابت فرمایا کہ میں نے نہیں کہیں۔ اس پر ہم نے ابان سے روایت کرنا چھوڑ دیا (حیات جاوداں صفحہ ۱۸۲۔ از ڈاکٹر پیر محمد حسن)۔

۷۔ عقیلی کہتے ہیں کہ احمد بن علی نے بیان کیا کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ)! کیا آپ ابان بن ابی عیاش کو پسند کرتے ہیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: نہیں (حیات جاوداں۔ صفحہ ۱۸۲)۔

۸۔ شاہ یمن نے سیدی محمد بن سعید بصری شافعی کے خلاف لکھا تو آپ نے آنحضرت ﷺ کی جناب میں یوں تو سل کیا (عربی اشعار کا ترجمہ)۔ میرے واسطے نبی محمد ﷺ کی جاہ کے سوا کوئی ایسی جاہ نہیں کہ جس کے وسیلے سے میں محفوظ رہوں اور اپنے مقصد کو پہنچوں۔ بہت مرتبہ آپ کے وسیلے سے میری تکلیف دور ہوئی، حالانکہ میں ملامت کرنے والے شکر کی دانست میں محتاج اور اپاہج تھا۔ اے دل! تو بے صبری نہ کر اور اچھا مرد بن، جو احمد (ﷺ) سے غارت (دشمن کی بربادی) کا امیدوار رہے۔ آپ نے ابھی اپنا کلام مکمل نہ کیا تھا کہ نیند آگئی اور خواب میں حضور اقدس ﷺ، حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زیارت ہوئی۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: "ہم غارت (دشمن کی بربادی) کرنے کے لئے آگئے ہیں، تو ہر رات ہم پر ایک ہزار بار درود بھیجا کر۔" سورج غروب نہ ہونے پایا تھا کہ منصور شاہ یمن کی بیماری کی خبر آئی اور تیسرے دن وہ دنیا سے رخصت ہو گیا (سیرت رسول عربی از علامہ محمد نور بخش توکلؒ۔ صفحہ ۸۵۸) (جامع الکرامات) (سیارہ ڈائجسٹ۔ معجزات رسولؐ نمبر۔ صفحہ ۷۱-۳)۔

۹۔ شیخ ابو عبد اللہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں محراب فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پیچھے تھا اور شریف مکہ قاسمی وہیں سوئے ہوئے تھے، اچانک وہ اٹھ کر حضرت رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور ہمارے پاس مسکراتے ہوئے آئے۔ روضہ اطہر کے خادم نے مسکرانے کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے فرمایا کہ "میں فائقے سے تھا، اپنے گھر سے نکل کر بیت فاطمہ میں آیا اور نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ میں بھوکا ہوں، خواب میں حضور اقدس ﷺ

نے مجھے دودھ کا پیالہ عطا فرمایا، میں نے سیر ہو کر دودھ پیا، دیکھ لو یہ موجود ہے۔ ہم نے دیکھا تو ان کے منہ میں دودھ موجود تھا (سیرت رسول عربی ص ۸۴۵ بحوالہ علامہ سمہودی)۔

۱۰۔ علی بن مصطفیٰ عسقلانی فرماتے ہیں کہ ہم کشتی میں جدہ روانہ ہوئے۔ سمندر میں طغیانی آگئی اور ہم نے اپنا سبب سمندر میں پھینک دیا، جب ہم ڈوبنے لگے تو نبی کریم ﷺ سے فریاد کرنے اور پکارنے لگے: ”یا محمد! یا محمد!“ ہمارے ساتھ مغرب کا ایک نیک دل شخص بھی تھا۔ اس نے کہا: حاجیو! تم مت گھبراؤ، تم بچ جاؤ گے، کیونکہ میں نے ابھی ابھی خواب میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی ہے۔ میں نے آپ سے عرض کیا کہ آپ کے امتی فریاد کرتے ہیں۔ حضور انور ﷺ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ مدد کرو۔ راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد ہم سب خیریت سے خشکی پر پہنچ گئے (سیرت رسول عربی۔ صفحہ ۸۵۱)۔

۱۱۔ ابو عبد اللہ سالم فرماتے ہیں کہ میں نے خواب دیکھا کہ دریائے نیل کے ایک جزیرے میں ہوں اور ایک مگر چھ مجھ پر حملہ کرنا چاہتا ہے، میں اس سے ڈر گیا کہ یکا یک ایک شخص نے، جو میرے ذہن میں آیا کہ نبی کریم ﷺ ہیں، مجھ سے فرمایا کہ توجہ کسی سختی میں ہو تو یوں پکار ”انا مُستجیرٌ بک یا رسول اللہ“ (یا رسول اللہ میں آپ کی پناہ کا طلبگار ہوں)۔ اتفاق سے ان ہی دنوں ایک نابینا شخص نے حضور اقدس ﷺ کی زیارت کا ارادہ کیا۔ میں نے اس سے اپنا خواب بیان کیا اور کہا کہ اس طرح کہا کر۔ وہ روانہ ہو کر رابع پہنچا جہاں پانی کی کمی تھی، جب نابینا تنگ آ گیا اور پانی نہ ملا تو اس نے یہ الفاظ کہے اور اچانک ایک شخص کی آواز اس کے کانوں میں آئی کہ تو اپنی مشک بھر لے، پھر اس نے مشک میں پانی گرنے کی آواز سنی یہاں تک کہ وہ بھر گئی (سیرت رسول عربی۔ صفحہ ۸۵۰)۔

۱۲۔ حضرت شیخ موسیٰ زونیؒ کو بحالت بیداری حضرت رسول اللہ ﷺ کی بہت زیارت ہوتی تھی اور ان کے اکثر کام آنحضرت ﷺ کی اجازت سے ہوتے تھے (الطبقات الکبریٰ از علامہ عبد الوہاب شعرانیؒ۔ صفحہ ۲۷۳)۔

۱۳۔ شیخ ابوالحسن فرماتے ہیں کہ جزیرہ میں ایک شہر تونہ ہے، جہاں مشہد نبی ﷺ اور مشہد علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بابت دریافت کیا تو لوگوں نے ایک خوبصورت شیخ کے متعلق بتایا کہ یہ شخص جذام میں مبتلا ہو گیا تھا، لوگوں نے اس کی بیماری کے ڈر سے جزیرہ کے ایک طرف نکال دیا تھا، ایک رات اس نے غل مچایا، لوگ پہنچے تو اسے تندرست کھڑا دیکھا، جب اس کا حال پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ میں نے اس جگہ خواب میں حضور اقدس ﷺ کو دیکھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ”یہاں مسجد بنوؤ۔“ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ)! میں بیمار ہوں، لوگ میری بات کا

یقین نہیں کریں گے۔ یہ سن کر آپ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ”اے علی! اس کا ہاتھ پکڑو۔“ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا ہاتھ میری طرف بڑھایا اور میں تندرست ہو کر کھڑا ہو گیا جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو، وہاں مسجد بنائی گی جسے ”مسجد النبی“ کہتے ہیں (سیرت رسول عربی ص ۸۵۲ بحوالہ شواہد الحق از علامہ یوسف نبہانی)۔

۱۴۔ علامہ یوسف نبہانی شواہد الحق میں عبدالرحمن جزوی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ فرماتے تھے کہ میری آنکھ ہر سال خراب ہو جاتی تھی۔ ایک سال مدینہ منورہ میں میری آنکھ دکھنے لگی، تو میں نے بارگاہ رسول اللہ ﷺ میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کی حمایت میں ہوں اور میری آنکھ دکھ رہی ہے۔ مجھے اسی وقت آرام آ گیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت سے میری آنکھ میں پھر کبھی تکلیف نہ ہوئی۔

۱۵۔ علامہ سمہودی بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد نبوی (علی صاحبہ صلوٰۃ و سلاما) میں تھا کہ مصر کے حاجیوں کا ایک قافلہ زیارت کے لیے آیا۔ میرے ہاتھ میں خلوت کی کنجی تھی اور وہاں میری کتابیں تھیں۔ ایک مصری عالم نے کہا کہ میرے ہمراہ روضہ اقدس پر چلو۔ جب میں واپس آیا تو مجھے کنجی نہ ملی، مجھے بہت ناگوار معلوم ہوا کیونکہ مجھے اس وقت کنجی کی سخت ضرورت تھی، لہذا میں نے حضرت رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میری خلوت کی کنجی گم ہو گئی ہے، مجھے اس کی ضرورت ہے، میں اسے آپ کے دروازے سے مانگتا ہوں۔ یہ عرض کر کے میں واپس آ گیا کہ اتنے میں ایک لڑکے کو جسے میں نہیں جانتا تھا، خلوت کے قریب دیکھا، جس کے ہاتھ میں کنجی تھی۔ میں نے پوچھا: تمہیں یہ کہاں سے ملی؟ اس نے کہا کہ آنحضور ﷺ کے مواجہہ شریف کے پاس پڑی تھی، میں نے اسے وہاں سے اٹھایا ہے (سیرت رسول عربی ص ۸۴ بحوالہ وفا الوفا جز ثانی ص ۴۲۹)۔

۱۶۔ واعظ کاشفی ”رشحات“ میں لکھتے ہیں کہ جب خواجہ علاؤ الدین، مولانا نظام الدین خاموش سے ناراض ہوئے تو چاہا کہ ان سے نسبت سلب کر لیں۔ ناراضگی کی وجہ یہ تھی کہ ارباب غرض میں سے کسی نے حضرت خواجہ سے اس طرح عرض کیا کہ مولانا نظام الدین خاموش کو شیخ اور بزرگ ہونے کا دعویٰ ہے اور انہوں نے اس سلسلے میں بہت باتیں کہی ہیں۔ مولانا نظام الدین فرماتے ہیں کہ میں نے مراقبے میں اپنے آپ کو کبوتر کی طرح پایا اور دیکھا کہ حضرت خواجہ، شہباز کی طرح میرے پیچھے اڑ رہے ہیں، میں جہاں جاتا ہوں وہ میرے پیچھے ہوتے ہیں، یہاں تک کہ میں بے چین ہو گیا اور حضرت رسالت پناہ ﷺ کی روحانیت سے پناہ چاہی، اس پر آنحضرت ﷺ کی طرف سے حضرت خواجہ علاؤ الدین کو پیام پہنچا کہ ”نظام الدین ہماری ملکیت ہے“

اور کسی کو اس پر تصرف کی مجال نہیں۔“ (مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی۔ جلد دوم۔ مکتوب ۲۸) ۱۷۔ حضرت شیخ بدیع الدین سہارنپوری، حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں تحریر کرتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کی طرف سے خاص بشارات پاتا ہوں، آپ مہربانیاں اور نصیحتیں فرماتے ہیں۔ ایک دن آپ نے ارشاد فرمایا کہ ”توسراج الہند ہے“ اور ساتھ ہی زیادہ فرمانبرداری کا حکم فرمایا (حالات مشائخ نقشبندیہ صفحہ ۲۳۳)۔

۱۸۔ قطب الارشاد فقیر اللہ بن عبدالرحمن شکارپوری فرماتے ہیں کہ مجھے نفی و اثبات کے ذکر کی تلقین کی نسبت بغیر کسی واسطے کے براہ راست حضرت رسول اللہ ﷺ سے حاصل ہوئی، میں نے آپ کو شکارپور کی جامع مسجد میں داہنے ستون کے قریب بیٹھے ہوئے دیکھا، آپ دیوار کی طرف پیٹھ کیے تشریف رکھتے ہیں، چہرہ انور مشرق کی طرف ہے، میں آپ کے سامنے دو زانو بیٹھا ہوں، اس کے بعد میں نے نفی اثبات کا ذکر شروع کیا اور لا الہ کہتے ہوئے اپنے دل سے ابتداء کی اور اسے اپنے سر تک لے گیا اور پھر اپنے دائیں کندھے تک لے آیا، پھر الا اللہ کی ضرب اپنے دل پر لگائی اور عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ)! آپ نے مجھے اس طرح تلقین فرمایا ہے۔ پس حضرت رسول اللہ ﷺ نے اس کی تصدیق فرمائی اور اس طرح مجھے یہ بہت بڑی نسبت حاصل ہوئی (قطب الارشاد فقیر اللہ۔ صفحہ ۵۲)۔

۱۹۔ حضرت فقیر اللہ فرماتے ہیں کہ میں جلال آباد کے قرب و جوار میں واقع ایک قلعے میں تھا کہ میں نے حضرت رسول اللہ ﷺ سے قرآن مجید کا پڑھنا سنا، جب کہ آپ نماز ادا فرما رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا اس پر بہت شکر ادا کرتا ہوں (قطب الارشاد۔ صفحہ ۵۲)۔

۲۰۔ حضرت شیخ محمد طاہر لاہوری لکھتے ہیں کہ تینوں طریقوں کی نسبت جلوہ گر ہے، مشائخ کی ارواح فوج در فوج آتی ہیں اور بہت نوازشات فرماتی ہیں، خصوصاً خواجہ بزرگ حضرت غوث الثقلین اور حضرت بابا فرید شکر گنج قدس اسرار ہم بہت مہربانی فرماتے ہیں، نیز ذکر اور نماز تراویح کے حلقے میں حضرت رسالت مآب ﷺ کئی ہزار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور مشائخ کے ساتھ تشریف لائے، دیر تک بیٹھے رہے اور بڑی مہربانیاں فرمائیں (حالات مشائخ نقشبندیہ۔ صفحہ ۲۳۱) (وصل حبیب اللہ از پروفیسر محمد اقبال ملک۔ صفحہ ۲۲۰)۔

۲۱۔ ابوانیس حضرت صوفی برکت علی لدھیانوی کے پیر و مرشد سید امیر الحسن قدس سرہ کے عرس پر تمام اولیاء، غوث، قطب اور ابدال ایک مجلس میں بیٹھے تھے۔ سید صاحب بھی وہاں تشریف فرما تھے، چنانچہ جوں ہی حضور اقدس ﷺ اس مجلس میں تشریف لائے تو تمام اولیاء اکرام مع سید امیر الحسن احتراماً کھڑے ہو گئے۔ اس پر حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: ”امیر الحسن

آپ بیٹھ جائیں، کیونکہ آپ کی سادگی مجھے بہت پسند ہے۔“ (ماہنامہ مون ڈائجسٹ کی خصوصی اشاعت نمبر ۵، جس میں حضرت صوفی محمد برکت علی لدھیانویؒ کی تعلیمات وغیرہ کا ذکر ہے۔ شمارہ فروری ۱۹۹۸ء۔ صفحہ ۱۹۸) (مون ڈائجسٹ، لاہور کے پانچوں خصوصی نمبروں کے لیے میں جناب شیخ محمد یونس، اسلام آباد کا ممنون ہوں)۔

۲۲۔ عید میلاد النبیؐ کے سلسلے میں جناب خواجہ محمد شریف، ایڈوکیٹ جنرل، ہائی کورٹ، لاہور کے گھر پر تقریب تھی جس میں محفل ذکر بھی منعقد ہوئی تھی۔ دوسرے دن میں گھر آیا تو دیکھا کہ باباجی ابوانیس صوفی محمد برکت علی لدھیانویؒ کے ایک عقیدت مند میاں علاؤالدین اور ایک دوسرے مرید جو کہ پکی ٹھنٹی، لاہور میں شادی گھر کے مالک ہیں، باہر لان میں نماز ادا کر رہے ہیں، دونوں نماز سے فارغ ہو گئے تو میں نے سلام کیا۔ میاں علاؤالدین صاحب کہنے لگے کہ خواجہ صاحب ہم آپ سے ملاقات نہیں کرنا چاہتے تھے، دراصل مجھے رات خواب میں اس مقام پر حضور انور ﷺ کی زیارت ہوئی تھی، اس لئے میں تو یہاں نوافل کی ادائیگی کے لیے آیا تھا۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ حضرت صوفی محمد برکت علیؒ کے ساتھ تعلق اور محافل ذکر کے انعقاد کی بدولت یہ عظیم معاملہ پیش آیا، ورنہ کہاں مجھ جیسے خطا کار انسان کا گھر اور کہاں حضور اقدس ﷺ کی ذات پر انوار۔ میاں علاؤالدین نے مجھے بتایا کہ خواجہ صاحب رات کو ہم محفل ذکر کے بعد جب آپ کے گھر سے چلے گئے تو نماز تہجد کے وقت مجھے حضور سرور کونین ﷺ کی زیارت بابرکت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ”علاؤالدین! تینوں پتہ اے کہ اے کہدا گھراے“؟ میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا: ”ایہہ خواجہ شریف دا گھراے۔“ لان میں جس مقام پر مجھے زیارت ہوئی اسی مقام پر آکر میں یہ نوافل ادا کر رہا ہوں، پھر میں نے یہ بات گھر والوں کو بتائی تو میری بیوی اور والدہ محترمہ نے بھی اسی مقام پر نوافل ادا کیے۔ (مون ڈائجسٹ، لاہور کا خصوصی اشاعت نمبر پانچ۔ صفحہ ۸۴)۔

۲۳۔ حضرت خواجہ محمد معصوم ولیؒ، حضرت مجدد الف ثانیؒ کے صاحبزادے تھے۔ آپ کی پیدائش سے پہلے حضور اقدس ﷺ نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کو آپ کی پیدائش کی بشارت دی اور فرمایا: ”عنقریب تیرے گھر میں ایک فرزند پیدا ہوگا، جو کامل ولیوں میں سے ولی ہوگا، بچے کا نام محمد معصوم رکھنا۔“ حضرت مجدد الف ثانیؒ یہ خواب دیکھ کر بے حد خوش تھے۔ صبح اپنی اہلیہ سے خواب کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے بھی رات حضور اقدس ﷺ نے یہی بشارت سنائی ہے۔ میاں بیوی دونوں بے حد خوش ہوئے۔ ۱۰۰۷ھ میں حضرت خواجہ محمد معصوم پیدا ہوئے، جو اپنے والد محترم کی طرح بے حد لائق، ذہین اور برگزیدہ تھے اور قطب وقت تھے۔

اورنگ زیب عالمگیر کو بادشاہت کی نوید آپ ہی نے سنائی تھی۔ ۹ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ کو آپ سورہ یسین شریف تلاوت فرما رہے تھے کہ دوران تلاوت با آواز بلند آپ نے یانہی سلام علیک کہا اور آپ کی روح پرواز کر گئی۔ آپ کا عالی شان مقبرہ اورنگ زیب کی ہمشیرہ روشن آرا نے تعمیر کرایا، جو مرجع خلاق ہے (کرامات اولیاء اللہ از پروفیسر مرزا مشرف علی جامی۔ صفحہ ۱۳۶ تا ۱۳۷)۔

۲۴۔ حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کل رات خواب میں تمام انبیاء علیہم السلام کو دیکھا، ہر نبی کے ساتھ چار چار چراغ تھے اور ان کے ہر صحابی کے ساتھ ایک ایک چراغ تھا، ان میں ایک ایسے بھی دیکھے جن کی روشنی مشرق سے مغرب تک پہنچ رہی تھی، ان کے سر کے ہر بال میں چراغ تھا اور ان کے اصحاب میں سے ہر ایک کے ساتھ چار چار چراغ تھے۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ تو بتایا گیا کہ یہ حضور اقدس ﷺ ہیں۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن رہے تھے۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا: تم کس سے اس کی روایت کر رہے ہو؟ تو میں نے انہیں بتایا کہ میں نے نیند کی حالت میں یہ خواب دیکھا ہے۔ اس پر حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے تم تورات پڑھ رہے ہو، کیونکہ میں نے یہ بات تورات میں پڑھی ہے (نزہۃ المجالس حصہ دوم۔ صفحہ ۲۷۷) (حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام قبول کرنے سے پہلے یہودی تھے)۔

۲۵۔ میں بصد احترام روضہ رسول (علی صاحب صلوة و سلاما) پر پہنچا تو دیکھا کہ قبر مبارک کے باہر سفید رنگ کا ایک بہت بڑا کتا اس طرح بیٹھا ہے، جیسے کسی پر حملہ کرنے والا ہے اور نہایت تیز نظروں سے قبر مبارک (علی صاحب صلوة و سلاما) کو گھور رہا ہے، اس کے ایک پنچے میں آگ کا گولہ ہے، یہ سب کچھ دیکھ کر میں بے حد فکر مند ہوں کہ اتنے میں آقائے دو جہان فخر الرسل ﷺ بنگے سر باہر تشریف لاتے ہیں، چہرہ انور سے انتہائی پریشانی ہویدا ہے، اضطرابی حالت میں دائیں بائیں دیکھتے ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس سے فوری طور پر چھٹکارا حاصل کرنا چاہتے ہیں، آپ کی بے چینی اور اضطرابی کیفیت ناقابل بیان ہے اور اتنے میں میری آنکھ کھل جاتی ہے (غیر مطبوعہ)۔

حال ہی میں یہ خواب مولانا مفتی زین العابدین صاحب نے دیکھا ہے جو تبلیغی جماعت کے نہایت اہم بزرگوں میں شمار کیے جاتے ہیں، بارہا تبلیغ دین کے سلسلے میں بیرونی اسفار پر جا چکے ہیں، فیصل آباد میں مستقل قیام رہتا ہے جہاں قرآن و سنت کی تعلیم پھیلانے میں مشغول رہتے ہیں۔ (خوفناک کتے سے مراد وہ امریکی افواج ہیں، جنہوں نے ہزار ہا کی تعداد میں سعودی عرب کی پاک سرزمین پر ڈیرے ڈال رکھے ہیں)۔

۲۶۔ حضرت رسول مقبول ﷺ نے خراسان کے بادشاہ علاؤ الدین محمد بن خوارزم کو اپنی

زیارت سے مشرف فرما کر ارشاد فرمایا کہ ”احمد الحسین خطیبی“ سے اپنی دختر کا نکاح کر دو۔“ بادشاہ صبح نہایت شاداں و فرحاں بیدار ہوا اور مولانا خطیبی کو نہایت اعزاز و احترام سے بلا کر ارشاد نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان کیا۔ آپ نے بھی اس مبارک تعلق کو منظور فرمایا۔ بادشاہ نے نہایت مناسب طرز سے مولانا حسین خطیبی کی شادی اپنی بیٹی سے کر دی۔ نو ماہ گذرے تھے کہ حضرت حسین خطیبی کے گھر میں شہزادی کے بطن سے بیٹا تولد ہوا، جس کا نام محمد بہاؤ الدین رکھا گیا۔ ابھی دس برس کے تھے کہ آپ کے والد حسین خطیبی کا انتقال ہو گیا۔ محمد بہاؤ الدین نے تیزی سے علوم دین میں ترقی کی اور جلد مولانا محمد بہاؤ الدین بن گئے، اسی کے ساتھ مدارج باطنی طے کرنے شروع کر دیئے اور حضرت شیخ نجم الدین جو اپنے زمانے کے اولیاء میں سے تھے، ان کے اعلیٰ درجے کے خلفاء میں شمار ہونے لگے۔ حضرت مولانا محمد بہاؤ الدین کے خواب میں تشریف لا کر حضرت رسول اللہ ﷺ نے آپ کو سلطان العلماء کا معزز خطاب عطا فرما کر عزت بخشی، بڑے بڑے اولیاء اکرام آپ کی زیارت کو آتے، عوام و خواص، ادنیٰ و اعلیٰ، اکابر علماء و رؤساء سب ہی آپ کی صحبت و ملاقات کو غنیمت سمجھتے، آپ ہی مثنوی مولانا روم کے خالق مولانا جلال الدین رومی کے والد بزرگوار تھے۔ آپ کو خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں ہونے کا بھی شرف حاصل ہے (سوانح مولانا روم از مولانا سید میاں اصغر حسین۔ محدث دارالعلوم، دیوبند۔ صفحہ ۷ تا ۹ سے ماخوذ۔ ادارہ اسلامیات۔ ۱۹۰۔ انارکلی، لاہور)۔

۲۷۔ مولانا حسام الدین کا پرانا نام حسن تھا اور والد کا نام محمد۔ سلسلہ نسب شمس تبریزی سے جا ملتا ہے اور سلسلہ بیعت میں حضرت شیخ ابوالوفا کردی بغدادی سے منسوب ہیں۔ شیخ ابوالوفا بالکل پڑھے لکھے نہ تھے، مگر سب ان کو مانتے تھے اور پیشوائے وقت تھے۔ ایک مرتبہ لوگوں نے وعظ کے لیے مجبور کیا تو انہوں نے کل کا وعدہ کر لیا اور رات اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی کہ ”یا اللہ! تیری مدد کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔“ خواب میں سرور دو جہاں علیہ السلام کو دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ ”اللہ تعالیٰ کے اسمِ علیم و حکیم کا تم پر ظہور ہو گا۔“ اگلے روز جا کر بیان شروع کیا اور ابتدائے وعظ میں فرمایا کہ ”امسیت کردیا“ و ”اصححت عربیا“ یعنی ”رات میں کر دی تھا اور اب اللہ تعالیٰ نے عربی بنا دیا۔“ اللہ پاک نے ان پر علم کے خزانے کھول دیئے اور وہ مضامین بیان کیے کہ لوگ دنگ رہ گئے۔ (سوانح مولانا روم صفحہ ۵۹ تا ۶۰)۔

حضرت مولانا محمد جلال الدین رومی (۶ ربیع الاول ۶۰۴ھ تا ۵ جمادی الثانی ۶۷۲ھ) بلخ میں پیدا ہوئے اور قونیہ (ترکی) میں مزار مبارک بنا، جو آج بھی مرجع خلایق ہے۔ مولانا نے

مثنوی کے دیباچے میں مولانا حسام الدین کی جس قدر تعریف کی ہے اس سے زیادہ ہو ہی نہیں سکتی۔ دراصل مثنوی معنوی مولانا روم نے ان ہی کی استدعا پر لکھی ہے، جس کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے:

سے مثنوی مولوی معنوی ہست قرآن در زبان پہلوی

بعض حضرات نے فرمایا کہ جامع الفنون ہونے میں جو پایہ صحیح بخاری شریف کا ہے، جامعیت علوم مختلفہ میں وہی بات مثنوی کو حاصل ہے۔ حضرت مولانا روم کا ایک حرف بھی قانون شرع اور عقائد اسلامیہ کے خلاف نہیں، اگر کسی کو کچھ خلاف نظر آتا ہے تو وہ اس کی نظر کا قصور ہے۔ سابقہ دور میں علماء، مشاہیر اور دانشوروں کو مثنوی کے ہزار ہا اشعار از بر ہوتے تھے، جن سے وہ اپنی تقاریر اور تحریروں کو چار چاند لگا دیتے تھے۔ تمام عبقری اور نابغہ روزگار (genius) حضرات کی طرح مولانا روم بھی نہایت زندہ دل تھے۔ ایک روز حالت شوق میں فرمایا کہ ”رباب میں سے ہم کو بہشت کے دروازے کی آواز آتی ہے، اس لیے مدہوش ہو جاتے ہیں۔“ کسی شخص نے اعتراض کیا کہ جناب ہم بھی تو وہی آواز سنتے ہیں، پھر مست کیوں نہیں ہوتے؟ اس پر مولانا نے مسکرا کر فرمایا کہ ”تم جس آواز کو سنتے ہو وہ بہشت کا دروازہ بند ہونے کی آواز ہوتی ہے اور ہم دروازہ کھلنے کی آواز سنتے ہیں۔“

مثنوی کے چھ دفاتر (حصوں) میں مولانا روم کے ساڑھے اٹھائیس ہزار اشعار ہیں۔ آپ نے پیشین گوئی فرمائی تھی کہ میرے بعد ایک نور جاں آئے گا جو اس مثنوی کا تکرار کرے گا، چنانچہ اس نور جاں کا مصداق اللہ پاک نے مفتی الہی بخش کاندھلوی کو بنایا، جنہوں نے مثنوی کی تکمیل فرمائی۔ دفتر سادس (ساتویں حصہ) کے لئے مفتی صاحب نے اپنی روح پر مولانا روم کی روح کا فیض مشاہدہ کیا اور فرمایا: اگرچہ یہ کلام میری زبان سے نکلا ہے، لیکن درحقیقت یہ حضرت روم ہی کا کلام ہے۔ مفتی صاحب بارہویں صدی ہجری کے بزرگ ہیں جب کہ مولانا روم ساتویں ہجری کے۔ مفتی صاحب نے ظاہری علوم کی تکمیل حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے کی تھی۔ آپ کو مثنوی مولانا روم از بر تھی اور کئی بار آپ کو حضور اقدس ﷺ کی زیارت بابرکت کا شرف حاصل ہوا، جس کا ذکر اس کتاب کے پانچویں حصہ میں ملے گا۔

۲۸۔ میں حضور پاک ﷺ کے سامنے باادب کھڑا ہوں، میرے ساتھ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی ہیں، جو گھوڑے پر سوار ہیں اور جنگ کے لیے جا رہے ہیں، پیچھے لشکر بھی ہے اور ہم نبی پاک ﷺ سے اجازت مانگ رہے ہیں۔ حضور اقدس ﷺ چادر اوڑھے کھڑے ہیں، مگر آپ کا چہرہ انور واضح طور پر دکھائی نہیں دیتا کہ میری آنکھ کھل جاتی ہے۔

مذکورہ بالا خواب سکھر کے بابوشاہ نے دیکھا جس کی تعبیر جناب عابد عسکری نے یوں فرمائی:۔ اس سے بہتر خواب کیا ہو سکتا ہے کیونکہ بزرگان دین کی زیارت تکمیل ایمان کی علامت ہے۔ آپ کو دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل ہوگی، انشاء اللہ تعالیٰ (نوائے وقت کا ہفت روزہ فیملی میگزین۔ مورخہ ۲۶ اپریل تا ۲ مئی ۱۹۹۸ء، لاہور۔ صفحہ ۵۵)۔

۲۹۔ عبدالقادر نینسی فقیروں کی طرح سفر کر رہے تھے۔ مدینہ منورہ پہنچ کر انہوں نے حضور اقدس ﷺ کے روضہ اطہر (علی صاحبہ صلوٰۃ و سلاما) پر حاضر ہو کر کچھ عرض کیا، بھوک کی شکایت کی اور پھر وہیں سو گئے، تھوڑی دیر بعد ایک نوجوان انہیں جگا کر اپنے گھر لے گیا اور تریڈ کا ایک پیالہ، کئی قسم کی کھجوریں اور بہت سی روٹیاں پیش کیں۔ عبدالقادر نینسی نے خوب سیر ہو کر کھایا، پھر نوجوان نے ان کا توشہ دان گوشت، روٹیوں اور کھجوروں سے بھر دیا۔ اس کے بعد اس نوجوان نے کہا:

جناب میں نماز چاشت کے بعد سو رہا تھا کہ خواب میں حضرت رسول اللہ ﷺ کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا کہ میں آپ کو یہ کھانا پہنچا دوں۔ حضور ﷺ نے مجھے آپ کی جگہ بھی بتادی تھی اور یہ بھی فرمادیا تھا کہ آپ نے حضور سرور کائنات ﷺ سے یہی تمنا کی تھی (مسموعات امہودی) (سیارہ ڈائجسٹ، معجزات رسول نمبر۔ صفحہ ۳۹۲)۔

۳۰۔ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد موسیٰ خان روحانی البازئی کے صاحبزادے محمد عتیق صاحب نے اپنے والد ماجد کی رحلت سے تین دن قبل عالم رویا میں دیکھا کہ ایک کمرے میں فخر موجودات محمد مصطفیٰ ﷺ استراحت فرما رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ”جاؤ موسیٰ خان سے کہو کہ ہمارے پاس آجائیں۔“ یہ سن کر عتیق صاحب دوڑتے ہوئے گھر کی طرف جاتے ہیں، دروازے پر پہنچتے ہیں تو والد صاحب دارالحدیث میں طلباً کو پڑھانے کی غرض سے نکل رہے ہیں، میں آپ کو حضور اقدس ﷺ کا پیغام دیتا ہوں، تو والد محترم وہیں سے میرے ساتھ چل پڑتے ہیں، وہاں پہنچ کر حضور انور ﷺ سے مصافحہ فرماتے ہیں اور آپ ﷺ مولانا کو اپنے ساتھ لٹا کر اوپر سفید چادر ڈال دیتے ہیں اور اس کے بعد خود بھی سفید چادر اوڑھ کر پر سکون آرام فرمانے لگتے ہیں۔ اس خواب کے تیسرے دن حضرت مولانا محمد موسیٰ خان صاحب کی نماز عصر میں طبیعت خراب ہوئی اور اسی روز بوقت نماز مغرب مالک حقیقی سے جا ملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

دراز قد، بارعب، روشن چہرہ، پر وقار شخصیت، جلالت علم سے لبریز مولانا محمد موسیٰ خان جنہیں ”حضرت شیخ“ کے یادگار لقب سے یاد کیا جاتا تھا، ۱۹۳۵ء میں کلبہ خیل، ضلع ڈیرہ

اسمعیل خان میں حضرت مولانا شیر محمد کے گھر پیدا ہوئے، جو خود ولی کامل اور درویش صفت عالم تھے۔ آباؤ اجداد غزنی (افغانستان) کے رہنے والے تھے۔ ابھی پانچ سال ہی کے تھے کہ شفیق والد وفات پا گئے۔ ایک دن کم عمر شیخ نے والد کی قبر سے لحن داؤدی میں قرآن مجید کی تلاوت کی آواز سنی۔ یہ اشارہ دینی علوم کے حصول کے لئے تھا۔ آپ کو نابغہ عصر اساتذہ مولانا شمس الحق افغانی، مولانا مفتی محمود، مولانا عبدالحق، مولانا جان محمد، مولانا غلام اللہ خان سے اکتساب فیض کا موقع ملا۔ اعلیٰ دینی علوم کے حصول کے بعد آپ نے درس و تدریس کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا۔ ۱۹۷۱ء میں جامعہ اشرفیہ، لاہور کے نائب مہتمم حضرت مولانا عبدالرحمن اشرفی کی درخواست پر جامعہ اشرفیہ تشریف لے آئے اور عالم اسلام کے معروف استاد الکل شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا محمد رسول خان صاحب کے وصال کے بعد درس ترمذی کی مسند پر جلوہ افروز ہوئے اور زندگی کے آخری دن تک ترمذی شریف پڑھاتے رہے۔ آپ جب طلباء کے جلو میں درس گاہ تشریف لاتے تو یوں لگتا کہ اللہ کی رحمت چلی آرہی ہے۔ آپ نے دو سو سے زیادہ کتابیں تصنیف فرمائیں نیز آپ ان عبقری ہستیوں میں سے تھے، جن کی زندگی ہی میں آپ کی لکھی ہوئی کتب دینی مدرسوں کے نصاب میں شامل ہو چکی تھیں۔ آپ کا قلم ایک مفسر، محدث، محقق اور مجتہد کا قلم تھا۔ آپ کی فصیح و بلیغ عربی دیکھ کر معلوم ہوتا تھا کہ آپ دیار عرب کے عالم اور شیخ ہیں۔ عرب کے مشہور عالم شیخ عبداللہ فتح الدین نے ایک موقع پر کہا تھا کہ شیخ مولانا محمد موسیٰ روحانی البازی اسلامی علوم کا زندہ اور متحرک انسائیکلو پیڈیا ہیں۔ ۱۹ اکتوبر ۱۹۹۸ء بروز پیر آپ نے دنیائے فانی کو خیر باد کہا، آخری لمحات تک اللہ اکبر، اللہ اکبر اور کلمہ طیبہ کا ورد زبان پر جاری رہا اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہتے رہے۔ ”اللهم انی عبدک الضعیف“ (اے اللہ! میں تیرا کمزور بندہ ہوں)۔ ۲۰ اکتوبر کو قبرستان میانی صاحب، لاہور میں حضرت مولانا لاہوری (مولانا احمد علی) کے پہلو میں آپ کو سپرد خاک کر دیا گیا۔ (غیر مطبوعہ)

سرخ کتابھی کریں ان کا زمانے والے جانے والے تو نہیں لوٹ کے آنے والے
کیسی بے فیض سی رہ جاتی ہے دل کی بستی کیسے چپ چاپ چلے جاتے ہیں جانے والے

۳۱۔ ماں اس دنیا کی ایک عظیم ہستی ہے، جس کی جتنی بھی قدر اور خدمت کی جائے کم ہے۔
افسوس کہ ہماری والدہ ۱۴ رمضان المبارک ۱۴۱۸ھ کو یہ دنیا چھوڑ گئیں۔ اللہ انہیں جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے۔ (آمین)

میری والدہ گردے کی مریضہ تھیں اور ہر ہفتے میں دو مرتبہ ان کا ڈایلیسیس ہوتا تھا۔
اس قسم کے مریض کا واحد علاج گردے کی تبدیلی ہے جس کے لیے بھائی، بہن یا ماں بہتر ڈونر

ہوتے ہیں، مگر خاندان کے تمام افراد نے گردہ دینے سے انکار کر دیا۔ بیٹے کی حیثیت سے میں نے دینا چاہا تو والدہ تیار نہ ہوئیں اور جب تیار ہوئیں تو بہت تاخیر ہو چکی تھی۔ یہ واقعہ ہماری والدہ کے انتقال سے ڈیڑھ ماہ قبل کا ہے۔ ایک شام اچانک انہوں نے ہم سب کو پیار کرنا شروع کر دیا اور مجھ سے کہا: بیٹا! تم سب کا خیال رکھنا۔ ہم لوگ فوراً والدہ کو لے کر ہسپتال گئے۔ ڈاکٹروں نے دیکھ کر کہا: انہیں کچھ نہیں ہوا، ٹھیک ہیں۔ گھر لانے کے بعد والدہ نے کہنا شروع کر دیا کہ اللہ کے رسول ﷺ مجھے لینے کے لئے آگئے۔ رات کے اڑھائی بجے انہوں نے کہا کہ دروازہ کھول دو رسول اللہ ﷺ آگئے ہیں۔ اس وقت پورے خاندان والوں کو بلوایا اور تمام رات اسی طرح باتیں کرتی رہیں۔ صبح ہم پھر ہسپتال لے کر گئے، جہاں ڈاکٹر عامر جیسے فرشتہ صفت انسان نے نہایت ذمہ داری سے والدہ کا علاج کیا۔ ڈائیلیسس ہوا اور وہ بہتر ہو گئیں۔ تندرست ہونے کے کچھ دن بعد انہوں نے بتایا کہ بیٹا! اس رات موت کا فرشتہ مجھے لینے آ گیا تھا اور حضور ﷺ بھی تشریف لے آئے تھے، آپ نے ہر اچھے پہنا ہوا تھا اور آپ کے گرد نور کا ہالا تھا، آپ جب گھر کے اندر داخل ہوئے تو پورا کمرہ ہرا ہوا گیا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ”تم پریشان نہ ہونا، یہ تمہیں بہت اچھی جگہ لے کر جائیں گے۔“ پھر والدہ نے کہا: مجھے ایسا لگا کہ میں آہستہ آہستہ اوپر جا رہی ہوں، میں نے ایسے پھل کھائے، جو کبھی دنیا میں نہیں دیکھے تھے اور مجھے ایسی ہوا میں لگ رہی تھیں، جو میں نے دنیا میں کبھی محسوس نہیں کی تھیں، پھر وہ کہنے لگیں کہ موت کا فرشتہ کہنے لگا کہ تمہیں پھر لے جائیں گے، ابھی تمہارے بچے بہت رو رہے ہیں اور اللہ کا ایک نیک بندہ تمہارے لیے بہت دعا کر رہا ہے۔ اس واقعہ کے تقریباً ڈیڑھ ماہ بعد والدہ کا انتقال ہو گیا۔ میری قارئین سے گزارش ہے کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ کسی کو بھی کوئی بیماری نہ دے اور اگر کسی کو تبدیلی گردہ کا مشورہ دیا گیا ہو تو اسے اپنا گردہ دینے میں دریغ نہ کریں۔ عین ممکن ہے آپ کی یہ قربانی آخرت میں آپ کو بہت بلند مقام پر پہنچا دے اور آپ کی اس مدد سے شاید کسی ماں، بہن یا بھائی کی زندگی بچ جائے (روز نامہ جنگ، کراچی۔ جنگ ڈائجسٹ۔ اتوار ایڈیشن۔ ۱۷ مئی ۱۹۹۸ء)۔

۳۲۔ یوسف ظفر کو دو بار حج کی سعادت نصیب ہوئی۔ پہلے بار ۱۹۶۳ء میں وہ عالمی ادارہ برائے خوراک و زراعت (F.A.O) کی کانفرنس میں شرکت کے لیے مصر گئے، گو اس سال مصر اور سعودی عرب میں تعلقات کشیدہ تھے مگر آپ کو حج کی سعادت حاصل ہو ہی گئی۔ حج کے دوران خواب دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ نے ان کے رخسار پر بوسہ دیا ہے۔ یوسف ظفر پہلے کلین شیو تھے، اب ڈاڑھی رکھ لی۔ پاکستان واپس پہنچے تو بیوی اور کئی عزیزوں نے مخالفت کی اور

ڈاڑھی منڈوانے کے لئے اصرار کیا۔ ایک روز تنگ آ کر اہلیہ سے کہا: ”آج رات میرے ڈاڑھی رکھنے یا منڈوانے کے بارے میں تمہیں خواب میں کوئی اشارہ ہوگا، اس کے بعد جیسے کہو گی ویسا ہی کروں گا۔“ صبح ہوئی تو اہلیہ خاموش تھیں۔ پوچھا: کہو، کوئی اشارہ ہوا؟ تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد بیوی نے کہا: ”رات خواب میں کسی نے آواز دی کہ حضور ﷺ نے پیغام بھیجا ہے کہ آج وہ بہت مصروف ہیں کسی سے نہیں مل سکتے۔ اس طرح یوسف ظفر کی ڈاڑھی کو ان کے اہل خانہ نے بھی قبول کر لیا (یوسف ظفر کی بات از ڈاکٹر تصدق حسین راجہ۔ صفحہ ۵۲ تا ۵۳۔ مکتبہ دانیال حیدر راجہ، اسلام آباد)۔

۳۳۔ کچھ ہی عرصے بعد یوسف ظفر کی سالی کو خواب میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت ہوئی، جس میں انہوں نے دیکھا کہ آپ کے دونوں رخساروں پر ڈاڑھی ہے، لیکن ٹھوڑی کے نیچے ڈاڑھی نہیں۔ انہوں نے حضور اقدس ﷺ سے پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا: ”لوگ میری دوسری سنتوں پر تو عمل کر لیتے ہیں، مگر ڈاڑھی نہیں رکھتے۔“ اب کسی اعتراض کی گنجائش نہیں رہی تھی۔ (یوسف ظفر کی بات، صفحہ ۵۳)۔

یوسف ظفر یکم دسمبر ۱۹۱۴ء کو مری میں پیدا ہوئے، اگرچہ آبائی وطن وزیر آباد تھا۔ والد شیخ غلام رسول کا ۱۹۲۹ء میں انتقال ہو گیا تھا۔ ابتدائی زمانہ بہت مشکل میں گزارا۔ ۱۹۳۶ء سناتن دھرم کالج، لاہور سے بی اے کیا۔ پھر گو شاعر تھے اور فی البدیہہ اشعار کہنے میں لاثانی تھے۔ سچے پاکستانی اور عاشق رسول تھے۔ سقوط ڈھاکہ کی خبر نے انہیں نڈھال کر دیا اور ۶ اور ۷ مارچ کی درمیانی شب ۱۹۷۲ء کو مالک حقیقی سے جا ملے۔ چار بیٹے، دو بیٹیاں اور ایک بیوہ چھوڑی۔ انتقال کے وقت ریڈیو پاکستان راولپنڈی کے ریجنل ڈائریکٹر تھے۔ ویسٹرنج، راولپنڈی کے قبرستان میں دفن ہیں۔ ان کی موت پر مولوی محمد سعید نے ان کے بیٹوں سے کہا: یوسف چیز ہی ایسی ہے، کبھی اسے باپ گم کر دیتا ہے کبھی بیٹا۔ حج بیت اللہ کے بعد نمایاں تبدیلی آگئی تھی۔ عشق رسول اللہ ﷺ کی چنگاری جو اب تک سلگ رہی تھی، بھڑک اٹھی، نعت کہتے تو جذبات کی عجیب کیفیت ہوتی، نعت سنتے تو وجد میں آجاتے اور آنسو تھمتے نہ تھے۔ آخری ایام میں ہر وقت یاد الہی اور اللہ بس باقی ہو کا ورد رہتا۔ آپ کے چھ دیوان ہیں، مگر آپ کی کتاب ”یہودیت“ آپ کو زندہ جاوید بنا دینے کے لئے کافی ہے۔ آپ کی یہ اہم ترین تاریخی اور تحقیقی یادگار ہے۔ مسئلہ کشمیر سے بھی والہانہ وابستگی تھی۔

یہ مسئلہ زندہ رہا یوسف ہی کے دم سے
کس درجہ محبت تھی اسے دین و وطن سے

سہ لکھتا رہا لکھتا رہا کشمیر پہ برسوں
دلدادہ شریعت تھا وہ قانون کا پابند

۳۴۔ شاہد صاحب! حضور اقدس ﷺ کی حیات طیبہ کے بارے میں خواب دیکھنا اور آپ کی زیارت کرنا بہت ہی مبارک خواب ہے۔ یہ آپ کے ایمان اور روحانی مضبوطی پر دلالت کرتا ہے۔ آپ یہ خواب کسی کو نہ بتائیں اور کثرت سے درود شریف پڑھا کریں۔ ابھی تو آپ کو اسی قسم کے مزید ایمان افروز خواب دیکھنے ہیں (فیملی میگزین، نوائے وقت۔ ۱۴ تا ۲۰ جون ۱۹۹۸ء۔ خوابوں کی روحانی تعبیر۔ صفحہ ۴۹)۔

۳۵۔ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری نے حضور اقدس ﷺ کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے اس حدیث میں ”لولاك مما خلقت السموات والارضين“ میں ارضین پہلے فرمایا ہے یا سموات پہلے فرمایا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ ”میں نے پہلے ”ارضین“ فرمایا تھا، لیکن محدثین سے یہ لفظ موخر ہو گیا ہے۔“ (معرفت الہیہ مرتبہ حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب۔ صفحہ ۴۰۔ ناشر۔ کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، کراچی)۔

اس خواب سے بیدار ہونے کے بعد مولانا نے تفسیر کی تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ زمین کا تودہ آسمان سے پہلے پیدا کیا گیا، مگر اس کو آسمان کی تخلیق کے بعد پھیلا یا گیا۔

۳۶۔ بروز شنبہ بتاریخ ۶ رجب المرجب ۱۳۳۲ھ بعد نماز تہجد حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری سو گئے، تو انہیں جناب رسول اللہ ﷺ کی زیارت بابرکت جامع مسجد جونپور (یو۔ پی، بھارت) میں نصیب ہوئی۔ سامنے سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ تشریف فرما ہیں۔ حضرت علیؑ اٹھے اور کچھ ہی اٹھنے پائے تھے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مزاجاً تبسم فرماتے ہوئے پیر پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیے اور میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس خیال سے سر پکڑ لیا کہ مبادا کسی پتھر سے سر مبارک نہ ٹکرا جائے اور حضور ﷺ نے ان کے دونوں پیروں کو اٹھالیا اور اتر (شمال) کی جانب نہایت زور سے لے چلے، جبکہ میں سر مبارک کو نہایت ادب سے گود میں لیے ہوئے چل رہا ہوں، یکا یک ایک دوسرے در کے گوشے میں حضور ﷺ رک گئے تو میں نے اس مہلت کو غنیمت سمجھا، سر مبارک کو خوب خوب بوسہ دیا، سجدہ کی جگہ کو جہاں نشان سجدہ بن جاتا ہے، اُسے بھی بوسہ دیا اور دل ہی دل میں کہتا ہوں کہ اپنے احباب سے مل کر کہوں گا کہ اب میرا منہ چومنے کے قابل ہو گیا ہے (معرفت الہیہ۔ صفحہ ۴۴)۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نے مذکورہ بالا خواب کی تعبیر کے سلسلے میں فرمایا کہ آپ حافظ علوم ولایت ہوں گے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر سلاسل کے منتہی ہیں، اور سر میں دماغ ہوتا ہے جو علوم کا خزانہ ہے، تو سر کی حفاظت حمل ہے علوم ولایت کا اور پاؤں پکڑ لینا ناعیت ہے، بلکہ وہ رفتار غیر معتاد یعنی مخفی ہے کیونکہ علوم ولایت ناشی

ہیں احوال و اذواق خاصہ کا اور اظہار آپ کے تحقیق بکلا النوعین کی مجموعی حالت آپ کی مانعیت ہے۔ خدا تعالیٰ کا شکر کرو کہ وہ مزید عطا فرمائیں۔ (معرفت الہیہ۔ صفحہ ۴۵)۔

۳۷۔ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ مزید فرماتے ہیں: پھر دیکھتا ہوں کہ حضرات صحابہ اکرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اس مسجد میں اتر کی جانب لیٹے ہوئے ہیں۔ مجھے خیال ہوا کہ اس مجمع میں حضور اقدس ﷺ بھی تشریف فرما ہوں گے، تو میں نے عرض کیا اسلام علیکم یا رسول اللہ (ﷺ)! تو آپ نے جواب دیا وعلیکم السلام۔ میں مصافحہ کرنے کی غرض سے تیز چلا تو دیکھتا ہوں کہ حضور اکرم ﷺ انوار کے ٹکڑوں کے مثل ہو کر نظر سے غائب ہو گئے۔ الحمد للہ! استقامت عطا ہوتی چلی جاتی ہے۔ (معرفت الہیہ۔ صفحہ ۴۴ تا ۴۵)۔

۳۸۔ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ نے ایک عریضہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی خدمت میں ارسال کیا۔ عریضہ روانہ کر چکے تو مذکورہ بالا خواب کے متعلق سخت اضطراب ہوا اور عجیب عجیب باتیں دل پر گذریں، جب رات ہوئی تو اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ بذریعہ جناب رسول اللہ ﷺ میری تسلی فرمادی جائے اور اس کی تعبیر سے مشرف فرما دیا جائے تاکہ اضطراب رفع ہو، جب سویا تو یہ چار الفاظ دربار رسول مقبول ﷺ سے اس خواب کی تعبیر میں ارشاد ہوئے:- اضمار در اضمار، استار در استار، انتہا در انتہا، اختتام در اختتام، پھر مجھے تسلی تام ہو گئی۔ (معرفت الہیہ۔ صفحہ ۴۶)۔

تعبیر کے سلسلے میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے تحریر فرمایا کہ اس خواب کی تعبیر لکھ چکا ہوں۔ الحمد للہ کہ خود حضرت رسول اللہ ﷺ کے ارشاد سے اس کی تائید ہو گئی۔ اضمار در اضمار، استار در استار علوم ولایت سے متعلق ہے، جسے میں نے لکھا تھا کہ یہ علوم مخفی ہیں اور غایت تاکید کے لئے چار الفاظ استعمال فرمائے گئے ہیں اور انتہا در انتہا، اختتام در اختتام علوم نبوت سے متعلق ہے، قرینہ تقابل سے اس میں اظہار کی قید ملحوظ ہے اور غایت تاکید کے لئے یہاں بھی چار الفاظ استعمال فرمائے گئے ہیں۔ فیض نبوت انتہا در جہ ظاہر ہوگا (ملفوظات حسن العزیز جلد اول کا آخری ضمیمہ، صفحہ ۵۲)۔

حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ نور اللہ مرقدہ، کاسن ولادت ۱۲۹۳ھ ہے۔ آپ اپنے پیر و مرشد حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ قدس سرہ سے عمر میں ۱۳ سال چھوٹے تھے۔ آپ کے والد ماجد کا نام شیخ عبدالوہاب تھا اور آپ ضلع اعظم گڑھ کے ایک گاؤں مسکی بہ چھاؤں کے رہنے والے تھے، عمر کا بیشتر حصہ چونکہ قصبہ پھولپور میں گذرا، اس لیے پھولپوری مشہور ہوئے، پھولپور گاؤں سے ۱۱ میل کے فاصلے پر ہے اور یہ تمام مقامات یو۔ پی،

بھارت کے ہیں، اپنے دور کے جید عالم تھے مگر اس قدر سادگی تھی کہ معلوم ہی نہ ہوتے تھے کہ پڑھے لکھے بھی ہیں، کرتے کے بٹن ہمیشہ کھلے رکھتے تھے اور اس کا مسنون ہونا ثابت ہے، ظہر کے وضو سے عشاء کی نماز پڑھنے کا معمول تھا، تلاوت قرآن مجید کا خاص انداز تھا، نو دس آیات کی تلاوت کے بعد زور سے آہ فرماتے اور یا اللہ کہتے، اس آہ اور اللہ میں ایسی کیفیت ہوتی کہ سننے والے کا دل حرکت میں آجاتا تھا، مثنوی مولانا روم سے بے حد شغف تھا اور نہایت دردناک لحن میں اشعار پڑھتے تھے۔ آپ نے ۸۸ سال عمر پائی۔ فرماتے تھے کہ ۷۰ سال تک مجھے بڑھاپا محسوس نہ ہوا۔ حضرت تھانویؒ کو آپ سے بہت حسن ظن تھا (ماخوذ از معرفت الہیہ۔ مجھے یہ کتاب جناب سید محمد شاہ جمال ولد جناب سید محمد شاہ جلال مرحوم، اسلام آباد نے عنایت فرمائی جس کے لیے میں ان کا ممنون ہوں)۔

۳۹۔ عصر کی نماز کے وقت شہیدیؒ کی قبر آئی۔ یہ مقام مدینہ منورہ سے ایک منزل دور ہے۔ حج کے موقع پر منزل بہ منزل فاصلہ طے کرتے ہوئے قافلہ جب یہاں آکر رکا تو ایک معلم نے مدینہ طیبہ سے آکر دریافت کیا کہ اس قافلے میں شہیدیؒ نام کا آدمی کون ہے؟ سالار قافلہ اور دیگر کئی زائرین نے کہا کہ اس نام کا اس قافلے میں کوئی آدمی نہیں ہے۔ معلم نے کہا: ضرور ہوگا، مجھے جو فرمان ملا ہے وہ کبھی غلط نہیں ہو سکتا۔ ایک شخص نے کہا کہ ایک دیوانہ قافلے سے الگ ٹھہرا ہوا ہے، وہ اپنے اشعار میں شہیدیؒ نام لیا کرتا ہے، شاید وہی ہوگا۔ معلم نے اس کے پاس جا کر پوچھا کہ کیا تمہارا نام شہیدیؒ ہے؟ بولا: ہاں۔ معلم نے اس پر کہا کہ تمہارے لئے حضور اقدس ﷺ کی طرف سے یہ فرمان ہے کہ تمہارا حج بھی قبول اور زیارت بھی قبول، یہیں سے واپس چلے جاؤ۔ شہیدیؒ نے جب یہ سنا تو فرط محبت سے معلم کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور خوشی سے اچھلنے کودنے لگا۔ لوگوں نے کہا: واقعی یہ شخص پاگل ہے، حضرت رسول اللہ ﷺ نے اسے رد کر دیا ہے اور حکم دیا ہے کہ ہمارے پاس نہ آؤ اور یہ شخص خوش ہو رہا ہے۔ شہیدیؒ نے اس پر کہا: میری نہیں تمہاری عقل ٹھکانے نہیں، بھلا بتاؤ اتنے بڑے قافلے میں حضور اقدس ﷺ نے اور کس کو یاد کیا ہے؟۔ پھر شہیدیؒ نے معلم سے کہا: میں یہیں سے واپس چلا جاؤں گا، بس اجازت دے دو کہ اس پہاڑی پر چڑھ کر حضور ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت کر لوں۔ معلم جو حقیقت حال سے آگاہ نہ تھا اس نے اجازت دے دی۔ شہیدیؒ دوڑ کر پہاڑی پر چڑھ گئے، روضہ اقدس کو دیکھتے ہی بے خود ہو کر ایک چیخ ماری اور یا رسول اللہ (ﷺ) کہتے ہی گر پڑے۔ لوگوں نے دیکھا تو روح قفسِ عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔ وہیں نماز جنازہ پڑھ کر انہیں سڑک کے کنارے دفن کر دیا، جہاں آج بھی اس عاشق صادق کی قبر موجود ہے ("تین

مہینے دیار حرم میں "یعنی پیر طریقت شیخ المشائخ حضرت علامہ عبدالرحمن ثانی کا سفر حج، مرتبہ محمد عارف عاصم بی اے، اسلامک پبلشرز، میرپور (آزاد کشمیر) جون ۱۹۶۵ء۔ صفحہ ۷۲ تا ۷۳)۔

۴۰۔ عید گاہ، راولپنڈی والے حضرت حافظ خواجہ عبدالکریم قدس سرہ کا سلسلہ نسب مغل بادشاہ ظہیر الدین بابر سے جا ملتا ہے۔ آپ کے صاحبزادے اور جانشین حضرت حافظ عبدالرحمن ثانی کے دل میں حج بیت اللہ کی بے پناہ خواہش تھی، مگر والدین کی خدمت زیادہ ضروری تھی۔ ابھی آپ ۳۶ ویں برس میں تھے کہ خواجہ صاحب المعروف باباجی نے بیٹے سے فرمایا کہ حج کی تیاری کرو، ہماری طرف سے اجازت ہے۔ والدہ ماجدہ نے بھی ایسا ہی ارشاد فرمایا۔ اسی رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ روضۃ الرسول مقبول ﷺ پر حاضر ہوں، اور بھی بے شمار مخلوق حاضر ہے، حجرہ مبارک کا دروازہ کھلا، آنحضرت ﷺ باہر تشریف لائے تو میں نے آپ کے قدم مبارک پر گر کر بوسہ دیا۔ آنحضرت ﷺ نے مجھ پر دست شفقت پھیرتے ہوئے فارسی میں ارشاد فرمایا: "خوش آمدید۔" و فور محبت سے بے تحاشا میرے آنسو جاری ہو گئے، اسی حالت میں بیدار ہو گیا تو آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے اور دل مطمئن تھا کہ انشاء اللہ ظاہری زیارت بھی میسر آئے گی۔ ("تین مہینے دیار حرم میں۔" صفحہ ۷۱)۔

حضرت حافظ عبدالرحمن ثانی ۸ جون ۱۸۹۶ء بروز دو شنبہ، بوقت صبح صادق پیدا ہوئے۔ مدرسہ دیوبند (یو۔ پی، بھارت) سے دستار فضیلت حاصل کی۔ آپ حضرت باباجی کے ہنشلے فرزندار جمند تھے۔ آپ کے باقی چار بھائی حضرت باباجی کی حیات ہی میں وفات پا گئے تھے۔ آپ بے کار بحثوں سے اعراض فرماتے تھے اور علما کو ہمیشہ نصیحت فرماتے کہ اختلافی مسائل کی بجائے عملی مسائل بیان کیا کریں اور فروعی اختلافات کو موضوع خن نہ بنایا کریں۔ کسی کی غیبت پسند نہ کرتے تھے اور دوستوں کو آپس میں صلح صفائی کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی کرامات زبان زد عام ہیں اور پاک و ہند کا کوئی مقام ایسا نہیں جہاں تبلیغ دین کے لئے نہ گئے ہوں، البتہ آخری پانچ سال میں سفر کرنا بالکل موقوف کر دیا تھا۔ یکم جنوری ۱۹۶۱ء کو رحلت فرمائی اور اپنے صاحبزادے حبیب الرحمن صاحب کو خلافت کے لئے منتخب فرمایا۔ آپ کا سالانہ عرس ۲ جنوری کو عید گاہ شریف میں منعقد ہوتا ہے۔ آپ ۱۱ فروری ۱۹۳۲ء کو سفر حج کے لئے روانہ ہوئے تھے۔ حج سے پہلے عراق، شام اور فلسطین کا دورہ کیا جس کا "تین مہینے دیار حرم میں" بڑے دلچسپ انداز میں بیان ہے۔ آج سے ۶۶ سال پہلے کا یہ حج بھی نہایت معلوماتی ہے۔ کاش یہ سفر نامہ برابر شائع ہوتا رہے۔

۴۱۔ مسجد نبوی (علی صاحبہ صلوٰۃ و سلاما) کے امام صلوٰۃ و خطیب، شیخ القراء الشیخ علی عبدالرحمن

الحذیفی کے تاریخی، فکر انگیز، چشم کشا اور جرأت مندانہ خطبہ جمعہ کا اصل محرک کیا تھا؟ اس سلسلے میں جو حقائق سامنے آئے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ شیخ حذیفی نے اپنے خطبے میں جو حقائق بیان کئے تھے، سچے ہونے کی وجہ سے کڑے تھے (الحق مر = سچ کڑوا ہوتا ہے) اس کے رد عمل میں جیل کی سزا بھگتنے کے بعد جب اپنے گاؤں ”ایہا“ پہنچے تو ایک خصوصی مجلس میں انکشاف کیا کہ ”سابق ایرانی صدر رفسنجانی سعودی عرب کے دورے پر آیا تو مدینہ طیبہ بھی پہنچا، حکومت نے اس کا مسجد نبوی (علی صاحبہ صلوٰۃ و سلاما) کا دورہ میرے ذمہ لگا دیا، میں رفسنجانی کو لے کر روضہ اطہر (علی صاحبہ صلوٰۃ و سلاما) پر حاضر ہوا تو اس نے حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے حسب دستور رو رو پڑھا اور رک گیا، میں نے کہا کہ آگے حضرات شیخین (حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ) ہیں، تو رفسنجانی نے (نقل کفر کفر نہ باشد) بے ساختہ کہا: ”اللہ یلعنہما“ (ان دونوں پر اللہ کی لعنت ہو) (العیاذ باللہ) اس کی دیدہ دلیری دیکھ کر میں سخت پریشان ہوا اور ورطہ حیرت میں پڑ گیا۔ شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

سے بغض جس سینے میں ہو صدیق اور فاروق سے ہے ضروری ایسا سینہ رات دن پٹتا رہے
صبح جمعہ تھا۔ رات سویا تو خواب میں حضور اقدس ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: ”میرے دروازے پر میرے ساتھیوں پر لعنت بھیجی جا رہی ہے، میری مسجد کے ارد گرد یہود و نصاریٰ کی افواج نے محاصرہ کر رکھا ہے، تمہاری زبانیں کب تک گنگ رہیں گی اور تم کب تک خاموش رہو گے؟“
(منبر نبوی سے امام حرم الشیخ علی عبدالرحمن الحذیفی کے تاریخی خطبہ جمعہ ذیقعد ۱۴۱۸ھ کا مکمل اردو ترجمہ۔ ناشر = ادارہ مطبوعات انصار پاکستان۔ ملنے کا پتہ = کتب خانہ رشیدیہ، راجہ بازار، راولپنڈی + محبوب پلازہ نزد کوہ نور ملز، پشاور روڈ۔ پوسٹ بکس نمبر ۳۵۶۔ صدر، راولپنڈی)۔

امام موصوف نے روایتی طریق کار سے ہٹ کر عالم اسلام کے زندہ مسائل کو موضوع بنایا۔ یہ طویل عربی خطبہ ذیقعد ۱۴۱۸ھ کے پہلے جمعہ المبارک کو منبر رسول ﷺ سے دیا گیا تھا۔ اس خطبہ کی آڈیو کیسٹ مع نہایت ہی شاندار اردو ترجمہ پاکستان کے ہر بڑے شہر میں دستیاب ہے، جسے ہر مسلمان کو سننا چاہیے۔ فرمایا کہ امریکہ اور اس کے حواریں کی جزیرۃ العرب میں افواج کی موجودگی کے چھ اہداف ہیں:-

(۱) اسرائیل کا تحفظ (۲) ہیکل سلیمانی کی تعمیر کے لئے راہ ہموار کرنا (۳) مشرق وسطیٰ پر فوجی تسلط (۴) عربوں کی دولت کا استحصال (۵) اسلام کی دعوت کا راستہ روکنا (۶) اسلامی اقدار اور تہذیب کا خاتمہ۔

تاریخ شاہد ہے کہ یہود و نصاریٰ اسلام کے سب سے بڑے دشمن ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے

قرآن مجید میں یہود و نصاریٰ اور مشرکین سے مسلمانوں کو دوستانہ تعلقات سے واضح طور پر منع فرمایا ہے اور حضور نبی پاک ﷺ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ یہود و نصاریٰ کو جزیرہ عرب سے نکال دیں، جبکہ آج نہ صرف یہاں امریکی افواج موجود ہیں، بلکہ عرب ممالک کے اندرونی معاملات میں مداخلت کر رہی ہیں۔ اسلامی دنیا کے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ ان دشمنان اسلام اور دشمنان مسلمان کو یہاں سے نکال دینے کے لئے سینہ سپر ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ امام موصوف کی عمر اور علم میں برکت عطا فرمائے اور وہ اپنے عہدے پر بحال کر دیئے جائیں۔ آپ اپنے تقویٰ اور علم و فضل کے حوالے سے عالم اسلام کی معروف شخصیت اور قرأت قرآن میں تو بے مثال ہیں۔ آپ کی پرسوز قرأت نماز کے حسن کو دوبالا کر دیتی ہے۔

۴۲۔ مشہد فیوض الحرمین مصنف حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (علما کرام کا مقام حضرت رسول اللہ ﷺ کے نزدیک بہت بلند ہے)۔

شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول اللہ ﷺ سے ان اعتراضات کی تردید کرنے کی اجازت چاہی، جو علما حرمین نے بعض صوفیوں پر کئے ہیں تو مجھے اس چیز کی اجازت نہ ملی، میں نے علما عالمین کو دیکھا کہ جن کا علم مشغولین تصفیہ کے موافق ہے، جو علم و دین نشر کرتے ہیں اور آپ کو عزیز ہیں۔ ان صوفیوں سے آپ کو محبت ہے، اگرچہ یہ اہل فتنہ اور بقا کے اس جذبے سے تعلق رکھتے ہوں جو نفس ناطقہ میں سے ظہور کرے اور اہل توحید و غیرہ میں سے ہوں، جو صوفیوں کے ہاں اعلیٰ مقامات ہیں۔

۴۳۔ حافظ حبیب اللہ مہاجر کی و مدنی نے خواب میں دیکھا کہ میرے دائیں اور بائیں جانب دور دور تک خیمے لگے ہوئے ہیں۔ ان خیموں میں انسان ہی انسان ہیں کہ اچانک سید کونین ﷺ تشریف لائے اور آپ نے مجھ سے پوچھا: ”حبیب اللہ! تمہیں معلوم ہے کہ ان خیموں میں کون لوگ ہیں؟“ میں نے عرض کیا: حضور (ﷺ)! مجھے معلوم نہیں۔ اس پر آپ نے خود ہی فرمایا: ”دائیں جانب رہنے والے لوگ وہ ہیں، جنہوں نے آپ کے والد صاحب سے قرآن سیکھا ہے اور بائیں جانب والے وہ ہیں، جنہوں نے آپ کے والد صاحب سے اللہ تعالیٰ کا نام سیکھا ہے۔“ (کتاب الحسنات یعنی سوانح حیات سید العارفین شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی (مولانا لاہوری) نور اللہ مرقدہ از ڈاکٹر لال دین اختر ایم اے، پی ایچ ڈی۔ مکتبہ خدام الدین۔ شیرانوالہ دروازہ، لاہور۔ (صفحہ ۵۱۶)۔

حافظ حبیب اللہ، حضرت مولانا لاہوری کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے جو ۱۹۳۷ء میں حج بیت اللہ کے لیے تشریف لے گئے اور پھر واپس نہ آئے، تقریباً ۲۶ سال مدینہ

منورہ اور مکہ مکرمہ کی قدسی فضاؤں میں رہ کر مدینہ منورہ میں وصال فرمایا۔ مولانا لاہوریؒ (۱۳۰۴ھ تا ۱۳۸۱ھ) کی مذکورہ بالا سوانح حیات پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ مسلکادیوبندی تھے مگر ہر مسلک کے لوگ آپ کا بے حد احترام کرتے تھے۔ اپنے دور کے جید ترین عالم اور بے نظیر مفسر قرآن تھے، جن کے شاگرد پوری دنیا میں دینی کام کر رہے ہیں۔ آپ کے پوتے میاں محمد اجمل قادری آج کل شیرانوالہ گیٹ، لاہور میں آپ کے جانشین ہیں۔

۴۴۔ کرنل افتخار الدین نظر ولد بدیع الدین نظر نے ۸ سال قبل جب وہ کراچی میں تھے، ایک رات خواب دیکھا کہ ایک مسجد میں باجماعت نماز ادا کر رہے ہیں۔ نماز کے بعد لوگوں نے کہا کہ حضور اقدس ﷺ باہر جانے کے لئے تشریف لارہے ہیں۔ یہ سن کر کرنل صاحب تیزی سے اس جگہ گئے جہاں نمازی جوتے اتارتے ہیں اور حضور انور ﷺ کے نعلیں مبارک کو صاف کر کے آپ کے سامنے رکھ دیئے، بس پھر آنکھ کھل گئی (غیر مطبوعہ)۔

۴۵۔ یہ خواب کرنل افتخار الدین نظر کی اہلیہ نے دو سال قبل دیکھا تھا۔ انہوں نے مجھے (مصنف کتاب ہذا) بتایا کہ ”اُن دنوں ہمارا قیام منگلا چھاؤنی میں تھا، جمعہ کا دن تھا اور میں نے عصر سے مغرب تک درود شریف پڑھا، رات خواب دیکھا کہ چودہ سو سال پرانا مدینہ طیبہ ہے جہاں کے مکانات کچے ہیں، ہمارا مکان بھی کچا ہے مگر ہے صاف ستھرا، کرنل صاحب نے مجھ سے کہا کہ حضور اکرم ﷺ کو مدینہ منورہ والے ستاتے ہیں، اگر میں انہیں اپنے یہاں لے آؤں تو تمہارا کیا خیال ہے؟ یہ سن کر میں نے کہا کہ بھلا اس سے بہتر اور مبارک بات اور کیا ہو سکتی ہے؟ اونٹ گاڑی قسم کی پرانے زمانے کی ایک گاڑی پر آپ ہمارے یہاں تشریف لاتے ہیں، ایک تگن سا بن جاتا ہے جس کے ایک کونے پر میں، دوسرے کونے پر کرنل صاحب اور درمیان میں حضور نبی پاک ﷺ کھڑے ہم دونوں کو دیکھ کر مسکرا رہے ہیں اور ہم دونوں بھی اپنے درمیان آپ کو دیکھ کر اس قدر خوش ہیں کہ جس کا اندازہ لگایا ہی نہیں جاسکتا، تھوڑی دیر بعد آنکھ کھل گئی، مجھ پر اس مبارک خواب کا اثر تھا اور میں بے حد مسرور تھی، آنکھوں سے آنسو اور زبان پر درود شریف جاری تھا۔ (غیر مطبوعہ)۔

مسز حمیرا عمر، والدہ عامر احمد جان سی اے، ڈاکٹر عاطف احمد جان اور حافظ عابد احمد جان کامیاب شکر گزار ہوں، جن کی بدولت مجھے مذکورہ بالا دونوں خواب ملے۔ آپ کرنل صاحب کی تایازاد بہن اور ان کی اہلیہ کی خالہ ہیں، نہایت نیک اور بزرگ خاتون ہیں اور یہ سب لوگ پنجاب کے مشہور صدیقی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔

۴۶۔ بہت سے مفکر، صوفی اور صاحب دل توشب خمی کی تعریف کرتے ہیں مگر میں یہ

کہنے میں حق بجانب ہوں کہ شب خیزی نہیں، نیند میں میرے مقدر نے یادری کی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آقائے نامدار، مدنی تاجدار، فخرِ رسل ﷺ جن کے چہرہ اقدس کو دیکھنے کی تاب نہیں، اپنے دائیں بازو میں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ اور بائیں بازو میں اسی جسامت کی شخصیت یعنی جسم کے اعتبار سے اسی قدر ہیں، حضرت مولانا محمد سردار احمد کو لئے ہوئے شاہ عالمی اور موچی دروازے کے درمیان باغ کے درختوں کے اوپر بلندیوں میں پرواز کرتے جا رہے ہیں۔ زہے قسمت خدایا ایسے کرم باردگر کن ("خوشبو کا سفر" از قلم عنصر صابری، ایم اے۔ چاہ میراں، لاہور۔)

اس خواب میں جناب عنصر صابری کے لئے لطیف اشارہ ہے کہ محدث اعظم، شیخ الحدیث، مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد چشتی قادری قدس سرہ، حضور اقدس ﷺ کی حفاظت میں ہیں اور انہیں دنیا کی کوئی طاقت گزند نہیں پہنچا سکتی (محدث اعظم پاکستان، مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد چشتی قادری قدس سرہ کے احوال و آثار۔ دینی، علمی، تبلیغی اور سیاسی خدمات۔ جلد اول، صفحہ ۱۹۸۔ تالیف: مولانا محمد جلال الدین قادری۔ ناشر = مکتبہ قادریہ، لاہور۔)

۴۷۔ حضرت شیخ الحدیث محمد سردار احمد قدس سرہ کی اولاد نرینہ میں سب سے بڑے صاحبزادے قاضی محمد فضل رسول ہیں۔ آپ کی ولادت سے قبل والد گرامی کو حضور نبی اکرم، نور مجسم ﷺ نے بیٹے کی ولادت کی بشارت دی اور فرمایا: "میرے نام پر تو مولود کا نام رکھنا۔" پس چند دن بعد آبائی گاؤں دیالی گڑھ سے بذریعہ خط اطلاع ملی کہ آپ کے یہاں فرزند ارجمند کی ولادت (۹ رمضان المبارک ۱۳۶۱ھ بمطابق ۱۹ ستمبر ۱۹۴۲ء) ہوئی ہے۔ ہدایت کے مطابق آپ کا نام محمد اور بلانے کے لئے فضل رسول تجویز ہوا۔ عرف عام میں آپ "قاضی صاحب" اور "پیر صاحب" کے نام سے متعارف ہیں۔ ۱۳۸۱ھ بمطابق ۱۹۶۱ء کو حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے علماء و مشائخ کی موجودگی میں اپنے ان خلف اکبر کو جمیع سلاسل کی خلافت عطا فرما کر اپنا سجادہ نشین مقرر فرمایا (محدث اعظم پاکستان۔ جلد اول، صفحہ ۲۰۷)۔

۴۸۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے مولانا حاجی محمد فضل کریم کی ولادت شبِ برات ۱۵ شعبان المعظم ۱۳۷۳ھ بمطابق ۱۹ اپریل ۱۹۵۴ء بروز پیر لاکل پور (فیصل آباد) میں ہوئی۔ آپ کو حضور نبی کریم ﷺ نے بچے کی ولادت کی بشارت دی اور ساتھ ہی ایک نورانی تختی پر سنہرے حروف میں "محمد شفیع" لکھا دکھائی دیا، نام محمد رکھا گیا اور بلانے کے لئے فضل کریم تجویز ہوا۔ بچپن ہی سے آپ "حاجی صاحب" کے عرف سے مشہور ہیں۔ (محدث اعظم پاکستان، جلد اول۔ صفحہ ۲۱۶)۔

۴۹۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے ایک برادر طریقت کالڑکا محمد اسحق افعال شنیعہ کا عادی تھا۔ اس کے والد بے حد پریشان تھے۔ ایک روز اسے لے کر حضرت شیخ الحدیث کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت شیخ الحدیث نے بیعت لینے کے بعد اسے نماز، روزہ اور احکام شرع کی پابندی کا حکم دیا۔ محمد اسحق نے جواب دیا کہ مجھ سے توقع نہ رکھیں، میں ایسا نہیں کر سکتا۔ ہاں! اگر آپ زبردستی کرالیں تو اور بات ہے۔ کچھ عرصہ تو وہ اپنی بدعادات پر قائم رہا اور پھر اچانک روزہ، نماز اور احکام شرع کا پابند ہو گیا اور ڈاڑھی تک رکھ لی۔ والد نے اس تبدیلی کے بارے میں دریافت کیا تو محمد اسحق نے ایک خواب کا ذکر کیا اور کہا کہ ایک رات میں نے حضور اقدس ﷺ کی مجلس دیکھی اور چاہا کہ آپ کی زیارت کر لوں۔ اس پر حاضرین مجلس میں سے چند لوگ اٹھے اور مجھ سے پوچھا کہ تم کون ہو اور بغیر اجازت یہاں کیسے آئے؟ تمہیں معلوم نہیں یہاں آنے کے لئے اجازت نامے کی ضرورت ہوتی ہے، اور یہ کہہ کر مجھے مارنا شروع کر دیا اور میرے کندھوں پر ڈنڈے مارے۔ صبح اٹھا تو ضربوں سے کندھوں میں سخت درد تھا۔ میں نے محسوس کیا کہ یہ حضرت شیخ الحدیث کا تصرف ہے اور میری حالت بدل گئی۔ وہی محمد اسحق اب صوفی محمد اسحق بن چکے ہیں، اڈالاریاں فیصل آباد میں ہوٹل کے مالک ہیں اور شوق سے اپنا یہ واقعہ لوگوں کو سناتے ہیں (محدث اعظم پاکستان، جلد اول صفحہ ۴۳۱ تا ۴۳۲)۔

۵۰۔ شیخ ابوالحسن علی الباغوزائی نے حضور انور، نور مجسم ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ ان کی انگلیوں میں انگلیاں ڈالے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ ”اے ابوالحسن علی! جو میرے ہاتھ کی انگلیوں میں انگلیاں ڈالے گا جنت میں داخل ہوگا۔“ آپ نے یہ جملہ سات بار دہرایا۔ حضرت ابوالحسن علی جب بیدار ہوئے تو اس ”مصافحہ منامیہ“ کا اثر انگلیوں پر واضح تھا (محدث اعظم پاکستان، جلد دوم۔ صفحہ ۹۳)۔

۵۱۔ مولانا محمد سلیم (ناظم مکتبہ اویسیہ، حامد آباد، بہاولپور) اپنے ایک دوست کا خواب بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے خواب میں شیخ الحدیث محمد سردار احمد چشتی قادری قدس سرہ کو دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ کو اپنی گود میں لیا ہوا ہے اور آپ کی ڈاڑھی کو اپنا دست مبارک لگا کر صحابہ اکرام علیہم الرضوان سے تعارف کر رہے ہیں اور صحابہ اکرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بہت خوش ہو رہے ہیں (محدث اعظم پاکستان، جلد دوم۔ صفحہ ۱۱۵)۔

۵۲۔ حکیم اہل سنت مولانا حکیم محمد موسیٰ امرتسری ضیائی مدظلہ کی موجودگی میں ۲۸ ذیقعدہ ۱۴۰۳ھ کو مولانا اسد نظامی (جہانیاں) نے یہ واقعہ بیان کیا: ۱۹۵۸ء میں حضرت شیخ الحدیث کے ہمراہ میں، مولانا محمد حنیف (فیصل آباد) مولانا حسن علی رضوی (میلسی) جہانیاں سے میلسی جا

رہے تھے کہ میلیسی سے ادھر کوئی پانچ چھ میل کے فاصلے پر ڈھمکی نہر کے پل کے قریب بس خراب ہو گئی، سواریاں نیچے اتر آئیں، مولانا حسن علی رضوی نے کبل بچھا دیا، جس پر حضرت شیخ الحدیث بیٹھ گئے، سامنے ایک جاٹ ہل چلا رہا تھا، آپ نے دوران گفتگو اس جاٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حضوری ہے۔ اس پر وہ جاٹ ہل چھوڑ کر آگیا اور آتے ہی پنجابی زبان میں کہا: ”مولوی صاحب! آپ نے میرا پردہ فاش کر دیا ہے، لیکن اپنے بارے میں بھی کہیے، آپ تو مجھ سے بھی پہلے وہاں دربار رسالت (ﷺ) میں حاضر ہوتے ہیں۔“ زمیندار کے چلے جانے کے بعد ہم نے آپ کو مزید کریدنا چاہا، مگر آپ خاموش رہے (محدث اعظم پاکستان، جلد دوم۔ صفحہ ۷۱)۔

۵۳۔ اپنی قلمی یادداشت میں ڈاکٹر محمد اسلم (ایم ایس سی۔ پی ایچ ڈی حال مقیم سید پور، راولپنڈی) بیان کرتے ہیں کہ لاکل پور کے قیام کے دوران میری یہ عادت تھی کہ نماز سے فارغ ہو کر حضرت شیخ الحدیثؒ جب مسجد سے باہر جانے کا قصد فرماتے تو میں آپ کا جوتا حاضر کرتا۔ ایک روز بارش کی وجہ سے نعلین بھیگ گئیں تو میں نے جیب سے رومال نکال کر انہیں خشک کیا اور یہ رومال میرے لئے تبرک بن گیا۔

جب میں پنجاب یونیورسٹی میں پروفیسر تھا تو ایک روز حضور رسول اکرم ﷺ کی زیارت بابرکت کے لئے انتہائی تڑپ پیدا ہوئی۔ رات نماز عشا کے بعد سر پر عمامہ باندھا اور مذکورہ بالا رومال اس میں رکھ کر مدینہ منورہ کی طرف رخ کر کے درود شریف کا ورد شروع کر دیا اور دل میں تہیہ کر لیا کہ جب تک حضور اقدس ﷺ کی زیارت نہ ہوگی بیٹھوں گانہ لیٹوں گا، درود شریف پڑھتے پڑھتے نامعلوم کتنا وقت گذر گیا کہ پتہ نہ چلا اور اچانک نیند غالب آگئی، اسی دوران مجھے سرکارِ دو عالم ﷺ نے اپنی زیارت بابرکت سے مشرف فرمایا۔ بڑے ہی جاہ و حشم سے تشریف فرما ہیں اور کسی کی آمد کے منتظر ہیں۔ چند ہی لمحات بعد حضرت شیخ الحدیثؒ حضور اقدس ﷺ کی خدمت بابرکت میں نہایت ادب سے حاضر ہوئے۔ (محدث اعظم پاکستان، جلد دوم۔ صفحہ ۱۳۰ تا ۱۳۱)۔

سے کشتی نوح میں نار نمود میں بطن ماہی میں یونس کی فریاد میں

آپ کا نام نامی اے صل علی ہر جگہ ہر مصیبت میں کام آگیا

۵۴۔ حضرت شیخ الحدیثؒ کی بیاض سے ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۷۹ھ بمطابق ۱۸ اکتوبر ۱۹۵۹ء

شب جمعہ المبارک آپ کے خواب کا ایک حصہ ملاحظہ ہو..... نماز عشاء کے بعد بڑے کمرے کی

چھت پر آرام کیا، خوب نیند آئی تو خواب میں دیکھا کہ مدینہ طیبہ، روضہ اقدس پر حاضر ہوں

اور چند بزرگان دین اور بعض عزیز و احباب بھی ساتھ ہیں۔ سنہری جالیوں کے باہر نہیں بلکہ حجرہ مقدسہ جس جگہ روضہ مقدسہ ہے اس میں حاضر ہوں اور خواب میں یہی کہتا ہوں: یہ تو سرکارِ دو عالم ﷺ کا روضہ مقدسہ ہے اور یہ دونوں قبریں کس کی ہیں؟ چند بار یہ کہا اور پھر خود ہی جواب دیتا ہوں کہ ایک قبر شریف حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسری حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔ خواب کے درمیان آنکھ کھلی، بیدار ہوا، خواب روح پرور اور ایمان افروز تھا، آنکھ پھر لگ گئی، چونکہ دل میں ایک تمنا تھی کہ پھر یہی لطف حاصل ہو، لہذا رات دو تین بار ایسا ہی ہوا اور پھر خواب اور بیداری میں متخیر رہا کہ روضہ پاک کے اندر کیسے حاضر ہوا؟ پھر دل میں خیال آیا کہ خواب میں حاضری ہے اور یہ مستبعد نہیں ہے۔ حضور نور مجسم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر مبارک درس و تدریس کے وقت ہوتا ہے اور آپ کا فیض ہے کہ اپنے گداؤں کو کرم سے نوازتے ہیں۔ اللہ پاک اپنے حبیب پاک ﷺ کے وسیلے سے استقامت عطا فرمائے اور دین و ایمان پر خاتمہ فرمائے (محدث اعظم پاکستان، جلد دوم صفحہ ۱۵۷)۔

چونکہ حضرت شیخ الحدیث عاشق حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تھے اور اس کثرت سے آپ کا ذکر کرتے تھے کہ باید و شاید۔ اس وجہ سے آپ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دولت حضوری حاصل تھی، پس عالم خواب اور عالم بیداری میں آپ کے ذکر کی برکات ہر وقت موجود رہتی تھیں۔

شیخ الحدیث الحاج مولانا محمد سردار احمد قدس سرہ دیال گڑھ، ضلع گورداسپور میں پیدا ہوئے۔ والد چوہدری میراں بخش کا تعلق سیہول جٹ خاندان سے تھا، کاشتکاری کرتے تھے اور میٹرک کے سرٹیفکیٹ سے تاریخ پیدائش ۲۳ ستمبر ۱۹۰۳ء (بمطابق ۲۹ جمادی الآخر ۱۳۲۱ھ) ہے۔ مزید تعلیم حاصل کرنے لاہور آئے، مگر یہاں حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان خلف اکبر و خلیفہ امام احمد رضا خان بریلوی سے ملاقات ہو گئی اور ان کے ہمراہ بریلی چلے گئے۔ وہاں درسیات کی تکمیل کی اور پھر دس سال دارالعلوم مظہر الاسلام، بریلی (یو۔ پی، بھارت) میں شیخ الحدیث کی حیثیت سے خدمت انجام دی۔ آپ حجۃ الاسلام کے شاگرد، قادری سلسلے میں آپ کے خلیفہ اور چشتیہ سلسلے میں حضرت خواجہ شاہ سراج الحق کے مرید و خلیفہ تھے۔ ۱۹۴۸ء میں پاکستان آگئے اور دارالعلوم جامعہ رضویہ مظہر الاسلام، لائل پور کی بنیاد رکھی اور وہاں ۱۴ سال بطور شیخ الحدیث خدمت انجام دی۔ آپ نے محدثین اور اساتذہ حدیث کی بہت بڑی جماعت تیار کی اس وجہ سے ”محدث اعظم پاکستان“ کہلائے گئے۔ شریعت و طریقت کے جامع تھے اور معلوم ہوتا تھا کہ آپ کے اجزا بدنی کی ترکیب عشق رسول اللہ ﷺ سے کی گئی ہے۔ یکم شعبان المعظم ۱۳۸۲ھ بمطابق ۲۹ دسمبر ۱۹۶۲ء جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی شب کراچی میں وصال فرمایا۔ لاکھوں

آدمیوں نے جنازے میں شرکت کی، پھر نعش اتوار کو شاہین ایکسپریس کے ذریعے لاکل پور (جو ۱۹۷۵ء میں فیصل آباد ہو چکا ہے) پہنچائی گئی، جہاں تقریباً تین لاکھ آدمیوں نے نماز جنازہ ادا کی، جو تاریخ لاکل پور کا سب سے بڑا جنازہ بن گیا۔ اس کے بعد جسد مقدس سنی رضوی جامع مسجد کے پہلو میں سپرد خاک کر دیا گیا اور اب یہی آپ کی آخری آرام گاہ ہے۔

سے آسمان سے نور افشانی ہوئی تابوت پر کیا مقدس بندۂ غفار تھے شیخ الحدیث

دیکھ کر منظر جنازہ کا یہ ظاہر ہو گیا اہل حق کے سید و سردار تھے شیخ الحدیث

۵۵۔ جمیلہ سابق مس روہینہ کنول، محمد نگر، لاہور نے ۴ جنوری ۱۹۶۹ء کو اسلامی مشن سنت نگر، لاہور کے سربراہ سید اختر احسن صاحب کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

بتاتی ہیں کہ ”میں نے ایک رات خواب دیکھا کہ آسمان پر بادل کا ٹکڑا ہے، جس سے نور کی شعاعیں پھوٹ رہی ہیں اور بہت سے لوگ اُسے دیکھ رہے ہیں۔ مجھے بھی شوق ہوا اور لوگوں سے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: کیا تم نہیں جانتیں کہ آج حضور اقدس ﷺ کے دیدار ہونگے؟ میں پھر بغور دیکھنے لگی، تو ایسا محسوس ہوا کہ ایک بزرگ ہاتھ میں عصا لیے کھڑے ہیں، مگر چہرہ مبارک پر بادل کا ہلکا سا ٹکڑا ہے جس کی وجہ سے چہرہ انور نہ دیکھ سکی۔ تعبیر پوچھنے پر معلوم ہوا کہ اسلام کی سچائی اور خوبیوں کی معترف ہونے کے باوجود کلمہ نہیں پڑھا، اس وجہ سے چہرہ مبارک کا دیدار نہ ہو سکا، پس میں نور ایمان سے آراستہ ہو کر فوراً مسلمان ہو گئی (ہم مسلمان کیوں ہوئے؟ اسلامی مشن۔ سنت نگر، لاہور۔ صفحہ ۴۸) (ہم کیوں مسلمان ہوئے؟ مرتبہ پروفیسر عبدالغنی فاروق صفحہ ۷۰ تا ۷۱)۔

۵۶۔ عبد اللہ بن الورد فرماتے ہیں کہ مجھے حضور انور ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ میں نے آپ سے حضرت امام احمد بن حنبل کی بابت دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا: ”تمہارے پاس موسیٰ کلیم اللہ بن عمران تشریف لائیں گے، ان سے پوچھ لینا۔“ فوراً ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لے آئے۔ میں نے ان سے حضرت امام احمد کا حال پوچھا۔ آپ نے فرمایا: احمد کو خوشحال اور مصیبت زدہ کر کے، غرض دونوں طرح آزمایا گیا، وہ صبر و شکر کا پیکر نکلے اور سچے ثابت ہوئے، چنانچہ انہیں صدیقین میں شامل کر لیا گیا۔ حضور اقدس ﷺ نے خود جواب عنایت نہ فرمایا بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دلویا۔ اس میں چند حکمتوں کی طرف اشارہ مقصود تھا:

اول یہ کہ امت محمدیہ کی دیگر تمام امتوں پر فضیلت معلوم ہو جائے۔ حتیٰ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جو جلیل القدر پیغمبروں میں سے ہیں، اسے بیان اور ثابت کر رہے ہیں۔ دوم یہ کہ حضرت امام احمد بن حنبل جو سنت محمدیہ کا نمونہ تھے، ان کی اس میں فضیلت ہے کہ انہیں مصائب میں مبتلا

کیا گیا اور اس کے بدلے میں انہیں اجر عظیم ملا، حتیٰ کہ آپ کے مقام اور فضل کی گواہی حضرت رسول اللہ ﷺ نے دی۔ سوم یہ کہ حضرت امام احمدؒ کو مسئلہ خلق قرآن میں بتلا کیا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ ہیں، کیونکہ آپ نے کوہ طور پر اللہ تعالیٰ سے گفتگو فرمائی تھی، حضرت موسیٰ علیہ السلام خوب جانتے ہیں کہ قرآن کریم اللہ کی نازل کردہ کتاب ہے مخلوق نہیں بلکہ کلام اللہ ہے۔ اس مناسبت سے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے اور ان کا یہ عقیدہ درجہ یقین کو پہنچ جائے کہ قرآن مجید اللہ جل شانہ کا نازل کردہ کلام ہے، مخلوق نہیں (حیات الحیوان۔ مؤلف مصنف علامہ کمال الدین الدمیری حصہ اول۔ صفحہ ۲۷۲)۔

(میں اس خواب کے لئے جناب شیخ سلیم اختر، لاہور کا ممنون ہوں)۔

۵۷۔ شیخ محمد عالم صدیقی علوی صاحب (۱۹۷۲ھ تا ۱۴۰۲ھ) ”لمحات من نجات القدس“ میں فرماتے ہیں: اس وقت بندہ ۱۳ برس کا تھا اور قرآن پاک حفظ کر رہا تھا، لیکن صحت خراب ہونے کے باعث حفظ کرنے میں تاخیر ہو کر عمر ۲۱ سال ہو گئی تھی۔ ایک شب حضرت شیخ قاسمؒ کی بابرکت ذات کے سبب تائید نبی سے حضرت نبی کریم ﷺ کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوا۔ آپ کے بائیں پہلو میں امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے ہیں اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرا ہاتھ حضور نبی اکرم ﷺ کے دست مبارک میں دے دیتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں: ”یہ ابو بکر کے فرزند ہیں۔“ بعد ازاں مجھ سے فرمایا: ”قرآن سناؤ۔“ میں نے چند آیات تلاوت کیں۔ اس واقعہ کے بعد حضور اقدس ﷺ کی نظر التفات سے قرآن مجید جیسی عظیم کتاب صرف ۸ دن میں حفظ ہو گئی۔

۵۸۔ مولانا حفیظ اللہ بندی خور (ضلع اعظم گڑھ، یو۔ پی، بھارت) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم غازی پور میں حاصل کر کے لکھنؤ آ کر مولانا عبدالحی فرنگی محلی کے نامور شاگرد ہوئے۔ کاکوری، رامپور، ڈھاکہ اور لکھنؤ میں مدرس رہے۔ ۱۹۲۰ء میں شمس العلماء کا خطاب ملا اور حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ ۱۹۳۱ء میں کبرسنی کی وجہ سے ندوہ، لکھنؤ کے پرنسپل کی حیثیت سے ریٹائر ہو کر نومبر ۱۹۴۳ء میں وفات پائی۔ آپ کو مولانا فضل رحمن گنج مراد آبادی سے بھی عقیدت تھی۔ ان کے جذبہ اتباع سنت کی بڑی قدر کرتے تھے۔ طالب علمی کے دور میں ملاقات کے لئے گنج مراد آباد گئے اور اپنا ایک قلمی رسالہ نذر کیا، جس میں یہ ثابت کیا گیا تھا کہ وضو کے بعد رومال سے پانی نہ پونچھنا چاہیے۔ مولانا نے رسالے پر ایک نظر ڈالی اور فرمایا کچھ حرج نہیں۔ پھر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہیں اور فرما رہے ہیں کہ کوئی حرج نہیں۔ مولانا حفیظ اللہ نے عرض کیا: حضرت یہ آپ کا کشف ہے، مگر ہمارے لیے حجت نہیں۔ اس

جواب سے مولانا فضل رحمان بہت خوش ہوئے اور فرمایا: تم نے ٹھیک کہا ہے، تمہیں کہنا چاہیے تھا (چند تصویریں کا مرتبہ مشیر الحق، مکتبہ جامعہ، نئی دہلی ۱۹۸۹ء)۔

۵۹۔ حضرت الحاج محمد امینؒ ۱۹۰۱ء میں پیدا ہوئے۔ لنڈی کوتل، خیبر ایجنسی کے مشہور خلیل مہمند قوم کے شیخ محمد خیل کی ذیلی شاخ عالم خان سے تعلق رکھتے تھے۔ والد نے نام امین خان رکھا مگر آپ نے خود محمد امین رکھ لیا۔ حصول علم کے بعد اپنے گاؤں سلیمان خیل میں تمام عمر ذکر و عبادت الہی میں گزار دی۔ شروع سے ہی آپ پر اللہ کا خصوصی فضل تھا۔ شعر و شاعری اور نعت گوئی کا شوق تھا اور حج بیت اللہ کا بھی بے حد شوق تھا مگر عمر چھوٹی ہونے کی وجہ سے والدہ اجازت نہ دیتی تھیں، مگر بہت شوق اور اصرار دیکھ کر اجازت دے دی۔ حج کے بعد مدینہ طیبہ سے واپس آنا نہ چاہتے تھے کہ خواب میں سرور دو عالم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ پوچھا: کیوں رو رہے ہو؟ کہا: میں وطن واپس جانا نہیں چاہتا، جب کہ آپ مجھے واپس بھیج رہے ہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: ”اس مرتبہ چلے جائیں، لوگوں کو وعظ و نصیحت کریں، آپ کو پھر بلاؤں گا اور آپ کو ایک نشانی دیتا ہوں۔“ پھر حضور اکرم ﷺ نے اپنی مبارک انگلیاں حاجی صاحب کے منہ میں ڈال کر آپ کا ایک دانت نکال کر آپ کے بازو میں پوست کر دیا اور فرمایا: ”یہ نشانی ہے کہ آپ پھر آئیں گے۔“ پھر فرمایا: ”اپنا لعاب دہن تھوکیں۔“ تھوکتے ہی خواب سے بیدار ہو گئے۔ دیکھا کہ دانت اپنی جگہ پر صحیح سالم موجود ہے، مگر گریبان پر خون کے چھینٹے پڑے ہیں، واپس آ کر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام اور عشق رسول ﷺ میں ڈوبے اشعار کہنے شروع کر دیئے اور کچھ عرصے بعد حج کے لئے روانہ ہو گئے (تذکرہ عاشق رسول ﷺ (فخر کشمیر) حضرت الحاج محمد امینؒ۔ تالیف از تحسین اللہ (ایم اے اردو۔ بی ایڈ)۔ ناشر = ادارہ نشر و اشاعت جماعت ناجیہ، الجاہد آباد، عمر زئی، چارسدہ (صوبہ سرحد) (صفحہ ۵۹ تا ۶۰)۔

۶۰۔ حضرت الحاج محمد امین (حاجی صاحب) کے پیر و مرشد جناب استاد صاحب ہڈے شریف میں رہتے تھے اور عصر کی نماز کے بعد مغرب تک کسی سے بات چیت نہیں کرتے تھے، صرف اور اور وظائف میں مشغول رہتے تھے، جب بہت اصرار ہوا کہ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ تو فرمایا کہ ایک مرتبہ خواب دیکھا کہ ہڈے شریف میں ہمارے سلسلے کے تمام پیران عظام تشریف فرما ہیں۔ ہڈے صاحب (حضرت نجم الدین صاحب) نے مجھ سے کہا کہ مجاہد کبیر حضرت اخوند عبدالغفور صاحب سوات قدس سرہ سے ملو۔ میں نے آگے بڑھ کر ان سے ہاتھ ملایا، تو انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر لوگوں سے کہا کہ اس لڑکے کو سامنے والی عمارت میں کون لے جائے گا؟ ہڈے صاحب نے فرمایا: میں لے جاؤں گا۔ وہ ایسی شاندار عمارت تھی کہ اس کی مثل پہلے کبھی نہ دیکھی

تھی، چند کمروں سے گزرنے کے بعد انہوں نے فرمایا کہ مجھے آگے جانے کی اجازت نہیں، آپ سامنے والے کمرے میں چلے جائیں، وہاں حضور اقدس ﷺ اور آپ کے چاروں یار تشریف فرما ہیں۔ میں نہایت ادب و احترام سے کمرے میں داخل ہوا تو حضور اقدس ﷺ کی ایک جانب حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر فاروق اور دوسری جانب حضرت عثمان غنی و حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما تشریف فرما تھے اور ساتھ ہی حضرت حاجی محمد امین بیٹھے تھے۔ حضور اقدس ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ ”آپ کے حوالے ایک کام کرتا ہوں اس کو پورا کرو گے؟“ میں نے سوچا انکار کی تو گنجائش ہی نہیں مگر جو بات آپ فرمانے والے ہیں، اسے میں پورا نہ کر سکا تو پھر کیا کروں گا؟ میں اسی کشمکش میں مبتلا تھا کہ حضور اقدس ﷺ نے دوبارہ فرمایا۔ تیسری مرتبہ فرمانے پر حاجی صاحب نے حضور انور ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے اجازت ہو تو میں کچھ عرض کروں۔ اجازت کے بعد حاجی صاحب نے عرض کیا یہ ضرور پورا کریں گے۔ اس پر حضور انور ﷺ مسکرائے اور فرمایا: ”آپ کو کیا پتہ میں کیا کہنے والا ہوں؟“ اس پر حاجی صاحب نے کہا کہ آپ ان سے یہی فرمانا چاہتے ہیں کہ عصر اور مغرب کے درمیان کسی سے بات چیت نہ کیا کریں۔ حضور اقدس ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: ”ہاں! اسی طرح کہنے والا تھا۔“ اس کے بعد میں خواب سے بیدار ہوا تو وہ دن اور آج کا دن میں نے اپنا معمول بنا لیا ہے اور عصر و مغرب کے درمیان کسی سے بات چیت نہیں کرتا (تذکرہ عاشق رسول ﷺ (فخر کشمیر) حضرت الحاج محمد امین۔ (صفحہ ۸۹ تا ۹۰)۔

۶۱۔ ۵ صفر ۱۳۶۹ھ بروز جمعہ المجاہد آباد میں رحمت گل نامی ایک شخص آیا جو ترنگزئی نامی علاقے کا رہنے والا تھا۔ اس نے حضرت حاجی محمد امین کو اپنا خواب سنایا کہ مجھے خواب میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت ہوئی، تو آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ ”المجاہد آباد کو کون سا راستہ جاتا ہے؟“ میں نے عرض کیا: میں آپ کے ساتھ جاؤں گا، لہذا میں آپ کو المجاہد آباد لے آیا، آپ کے ساتھ بہت سے ساتھی تھے، غالباً عید کا دن تھا، مسجد میں تشریف لا کر سب سے دعا سلام کی، وعظ و نصیحت کے بعد نعت خوانی شروع ہو گئی، حضور اقدس ﷺ حضرت حاجی محمد امین کے ہمراہ کتب خانے میں تشریف لے گئے اور حاجی صاحب سے حکومت پاکستان کا حال دریافت فرمایا کہ ”شریعت کا حکم جاری ہوایا نہیں؟“ حاجی صاحب نے عرض کیا کہ بہت کوشش کی مگر ناکام رہے، آپ دعا فرمائیے کہ پاکستان میں جلد از جلد شریعت کا نفاذ ہو۔ آپ بہت زیادہ خفا ہوئے اور بہت زیادہ افسردگی سے اپنے سر مبارک کو ہلایا، پھر نماز کا وقت ہو گیا اور ایک آدمی نے اذان دی، جب وہ محمد رسول اللہ پر پہنچا تو آپ نے فرمایا کہ ”الحمد للہ ابھی تک میرا نام اذان میں ہے۔“ پھر آپ وہاں زیادہ دیر نہ ٹھہرے اور افسوس کے ساتھ یہ کہتے چلے گئے کہ ”پاکستان

میں شریعت کا نفاذ نہیں ہوا۔“

رحمت گل نے کہا کہ آپ نے مجھ سے پوچھا: ”سبق پڑھتے ہو؟“ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا: ”تھوڑا سا پڑھ کر مجھے سناؤ۔“ جب میں نے سبق شروع کیا اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کہا تو آپ نے فرمایا: بس۔ اس کے بعد میرے سینے پر دست مبارک پھیرا اور وہاں سے تشریف لے گئے (تذکرہ عاشق رسول ﷺ (فخر کشمیر) حضرت الحاج محمد امینؒ۔ (صفحہ ۲۱۳ تا ۲۱۵)۔

۶۲۔ ۲۹ شوال ۱۳۷۵ھ بمطابق ۹ جون ۱۹۵۶ء بروز ہفتہ چھٹی مرتبہ حج بیت اللہ کے لیے تشریف لے گئے۔ ربیع الاول میں حجاج صاحبان واپس ہونے لگے تو آپ نے مزید ایک سال وہاں رہنے کا ارادہ کیا مگر سعودی حکام اجازت نہیں دے رہے تھے۔ مسجد نبوی (علی صاحبہ صلوٰۃ و سلاما) کے ایک خادم نے حاجی صاحبؒ سے کہا کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا کہ جناب حضرت حاجی محمد امینؒ حکومت سے ڈرتے ہیں اور یہاں رہنے کا ارادہ بھی رکھتے ہیں۔ اس پر حضور رسالت مآب ﷺ نے فرمایا: ”محمد امین میرا مہمان ہے، اس کو کوئی نہیں نکال سکتا۔“ (تذکرہ عاشق رسول ﷺ (فخر کشمیر) حضرت الحاج محمد امینؒ۔ (صفحہ ۲۲۲)۔

۶۳۔ اسی زمانے میں حضرت حاجی محمد امینؒ نے عبادت سے فارغ ہونے کے بعد کے اوقات میں تاجدار مدینہ ﷺ کے حکم سے پنجرہ مبارک کے پاس (اسطوانہ سریر اور اسطوانہ حرس کے مابین) اپنی مشہور کتاب ”روضۃ الحبیب“ تصنیف فرمائی (تذکرہ عاشق رسول ﷺ (فخر کشمیر) حضرت الحاج محمد امینؒ۔ (صفحہ ۲۲۲)۔

۶۴۔ محمد عمران ساکن مردان (صوبہ سرحد، پاکستان) نے تقریباً ۳۱ حج کیے، اس کے باوجود زیارت بابرکت حضور نبی پاک ﷺ نہ ہوئی، گودل میں بے حد خواہش تھی۔ سوچتے تھے کہ پتہ نہیں میرے حج قبول بھی ہوئے یا نہیں؟ ایک مرتبہ پھر حج پر گئے تو ساری رات عبادت میں گزار دی، آخری پہر آنکھ لگی تو خواب میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت بابرکت کا شرف حاصل ہوا۔ آپؐ نہایت شفقت سے ملے اور جب جانے لگے تو ارشاد فرمایا: ”اے محمد عمران! تو اس بات پر خوش نہ ہو کہ میں نے تیرے ساتھ اتنی شفقت برتی، جب کہ یہ شفقت اس لئے کی ہے کہ تو میرے عاشق حاجی محمد امین کے ملک کارہنے والا ہے۔“ جب خواب سے بیدار ہوا تو پریشان تھا، کیونکہ حاجی صاحب میرے نسوار استعمال کرنے کی وجہ سے مجھ سے ناراض تھے۔ میں نے حاجی صاحب کو تیسرے دن اچانک مدینہ منورہ کی گلیوں میں ننگے پیر چلتے دیکھا، تو فوراً آپ کے قدموں پر گر پڑا، معافی مانگی اور عرض کیا کہ آپ کی بدولت مجھے حضرت رسول اللہ ﷺ کی زیارت بابرکت نصیب ہوئی ہے۔ حاجی صاحب نے مجھے معاف فرمادیا۔ (تذکرہ عاشق رسول ﷺ

(فخر کشمیر) حضرت الحاج محمد امینؒ۔ (صفحہ ۲۹۳ تا ۲۹۴)۔

۶۵۔ الحاج محمد امینؒ کے شاگرد اور معتقد مولانا عبدالرؤف فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ حضور انور ﷺ اپنے چاروں اصحاب یعنی حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہمراہ ہیں، آپؐ کی پشت مبارک کے پیچھے حضرت حاجی محمد امینؒ ہیں اور میں سب کے پیچھے جا رہا ہوں۔ کچھ دیر بعد حضرت حاجی صاحبؒ نے حضور اقدس ﷺ سے التجا کی کہ آپؐ میرے اس طالب علم کے لئے دعا فرمائیں۔ حضور اقدس ﷺ نے حاجی صاحب کی التماس پر میرے لئے دعا فرمائی (تذکرہ عاشق رسول ﷺ) (فخر کشمیر) حضرت الحاج محمد امینؒ۔ (صفحہ ۳۱۷)۔

۶۶۔ شاہ افغانستان امیر عبدالرحمن (متوفی ۱۳۱۹ھ ۱۹۰۱ء) کے پاس سات مومئے مبارک تھے۔ ایک مرتبہ بزرگ وزیر سید گل بادشاہ سے کہا: اگر کوئی خواہش ہو تو بتاؤ۔ سید گل بادشاہ نے کہا: آپ کے پاس جو مومئے مبارک ہیں، ان میں سے کچھ مجھے عنایت فرمائیں تو مجھ پر بڑا احسان ہوگا۔ بادشاہ نے حیرانی سے کہا: یہ تو ہمارے آباؤ اجداد کی نشانی ہے۔ پھر کافی سوچ بچار کے بعد دو مومئے مبارک عطا کر دیئے۔ رشتہ داری کی وجہ سے پھر کوٹ کے شہزاد گل تک پہنچے۔ حضرت حاجی محمد امینؒ کو پتہ چلا تو روزانہ لہم سے کوٹ ۲۰ کلو میٹر طے کر کے مومئے مبارک کی زیارت کو جاتے۔ اس دوران آپ نے مومئے مبارک کے حصول کے لئے کئی بار علماء کرام کاجرگہ شہزاد گل کے پاس بھیجا مگر وہ ہر مرتبہ انکار کر دیتے، پھر آپ واپس المجاہد چلے گئے۔ کچھ دن بعد خلیل کاکا ترنگزی جو حاجی صاحبؒ کے مرید تھے، ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کی موجودگی میں ایک شخص نے حاجی صاحبؒ سے عرض کیا کہ میں علماء کی ایک مجلس میں بیٹھا تھا، جس میں کئی بزرگان دین بھی تھے کہ یکایک ان کے درمیان آواز آئی کہ حاجی محمد امین کی آرزو پوری ہوگی۔ ادھر کوٹ کے خلیفہ مجاز مولانا حسین خان اور ان کے رفقاء بار بار کوشش کرتے رہے کہ مومئے مبارک حاجی صاحبؒ کو مل جائیں۔ آخر ان کی کوششیں رنگ لائیں اور ایک جرگے کی شکل میں مومئے مبارک المجاہد آباد حاجی صاحب کی خدمت میں پہنچا دیئے گئے۔ آپ نے وفد کا گرم جوشی سے استقبال کیا، گھر میں موجود تمام سونا، چاندی و نقدی ان کی خدمت میں پیش کر دی اور انہیں پورے اعزاز و احترام سے رخصت کیا۔ مومئے مبارک پانی میں ڈال کر وہ پانی سب کو پلایا گیا اور پھر وہ مومئے مبارک ایک شیشے کے برتن میں رکھ دیئے گئے۔

مومئے مبارک کے عظیم تبرکات کو صحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنے پاس بطور تبرک محفوظ رکھا، وہ ان کی بہت تعظیم کرتے اور دنیا و مافیہا سے محبوب رکھتے تھے۔ حضرت محمد بن سیرین تابعیؒ

فرماتے ہیں: ”میں نے عبیدہ سے کہا کہ ہمارے پاس حضور اقدس ﷺ کے کچھ بال مبارک ہیں، جو ہمیں حضرت انسؓ یا آل النبیؓ سے ملے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عبیدہ نے کہا کہ میرے پاس ان بالوں میں سے ایک بال (موئے مبارک) کا ہونا دنیا و ما فیہا سے محبوب تر ہے“ (بخاری صفحہ ۳۹)۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ حجام حضور اقدس ﷺ کے سر مبارک کی حجامت بنا رہا تھا اور صحابہ اکرامؓ آپ کے گرد حلقہ باندھے ہوئے تھے، وہ یہی چاہتے تھے کہ آپ کا جو بال مبارک گرے وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ میں ہو (مسلم شریف)۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور انور ﷺ مزدلفہ سے منیٰ تشریف لائے اور جمرۃ العقبہ پر کنکریاں ماریں، پھر قربانی کر کے اپنے مکان پر پہنچے، حجام کو بلایا اور سر مبارک کے داہنی جانب کے بال مبارک منڈوائے اور ابو طلحہ انصاریؓ کو بلا کر عطا فرمائے۔ بعدہ بائیں جانب کے بال مبارک منڈوائے اور وہ بھی ابو طلحہؓ کو عنایت کئے اور فرمایا: ”ان تمام بالوں کو لوگوں میں تقسیم کر دو“ (بخاری و مسلم۔ مشکوٰۃ صفحہ ۶۳۴)۔

حضرت عثمان بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میری بیوی کی یہ عادت تھی کہ جب کسی کو نظر لگتی یا کوئی بیمار ہوتا تو وہ برتن میں پانی ڈال کر حضرت ام سلمہؓ کے پاس بھیج دیا کرتیں، کیونکہ ان کے پاس حضور اقدس ﷺ کا موئے مبارک تھا، جو چاندی کی نلی میں رکھا ہوا تھا، وہ پانی میں ڈال کر ہلا دیتیں اور مریض وہ پانی پی لیتا تھا، جس سے ان کو شفا ہو جاتی تھی۔ (بخاری۔ مشکوٰۃ صفحہ ۴۳۱)۔

مقام حدیبیہ میں آنحضرت ﷺ نے حجامت بنوا کر تمام بال مبارک ایک سبز درخت پر پھینک دیئے۔ تمام صحابہ اکرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس درخت کے نیچے جمع ہو گئے اور بالوں کو ایک دوسرے سے چھیننے لگے۔ حضرت ام امارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے بھی چند موئے مبارک حاصل کر لیے۔ حضور اقدس ﷺ کے بعد جب کوئی بیمار ہوتا تو میں ان مبارک بالوں کو پانی میں ڈبو کر مریض کو پلاتی تو رب العزت اسے صحت عطا فرمادیتا (شواہد النبوة صفحہ ۱۴۸۔ خصائص حبیب الرحمن صفحہ ۶۱ تا ۶۲)۔ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر حضور اقدس ﷺ کا موئے مبارک لے گئے جس کی برکت سے تمام رات انہوں نے فرشتوں کی تسبیح و تہلیل سنی (مدارج النبوة۔ خصائص حبیب الرحمن صفحہ ۶۵)۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ، فرماتے ہیں: میں نے سنا کہ حضور انور ﷺ اپنا ایک موئے مبارک ہاتھ میں لیے فرما رہے ہیں: ”جس نے میرے ایک بال کی بھی بے ادبی کی تو اس پر جنت حرام ہے۔“ (کنز العمال صفحہ ۷۷) (جامع صغیر صفحہ ۱۴۵ جلد ثانی) (خصائص حبیب الرحمن)۔

عاشق رسول ﷺ حضرت حاجی محمد امینؒ فرماتے ہیں: ”مجھے پروردگار کی قسم کہ میں حضور ﷺ کے ایک موئے مبارک کے بدلے تمام دنیا کو ہرگز قبول نہیں کروں گا۔“ جناب قاضی فضل اکبر فرماتے ہیں کہ جب حضرت حاجی صاحبؒ نے موئے مبارک محفوظ کر لیے تو لوگوں کو شک گزرا کہ یہ موئے مبارک واقعی حضور اقدس ﷺ ہی کے ہیں یا نہیں؟ تو آپ نے تیسرے دن خواب میں ان موئے مبارک کے صحیح ہونے کی بشارت سنی۔

الحاج حضرت محمد امینؒ کا مزار الجہاد آباد عمر زئی چارسدہ میں کتب خانے کی مشرقی جانب مرجع الخلاق ہے۔ وصال ۱۹۵۸ء میں ہوا۔ علوم دینیہ کے ماہر، پشتو، اردو، فارسی اور عربی کے بلند پایہ شاعر اور ادیب تھے۔ سرحد کی نامور شخصیت، جن کی خدمات اور انگریزوں کے خلاف جہاد سے بچے باخبر ہے۔ ضرورت ہے کہ صوبہ سرحد سے تعلق رکھنے والے افغان علماء، اولیاء کرام اور دوسرے مصلحین کے کارناموں کو اجاگر کیا جائے (تذکرہ عاشق رسول ﷺ (فخر کشمیر) حضرت الحاج محمد امینؒ۔ صفحہ ۴۰۹ تا ۴۱۵ سے ماخوذ)۔

۶۷۔ متاخرین میں مولوی حاجی رفیع الدین فاروقی مراد آبادیؒ کا فارسی سفر نامہ ”سوانح الحرمین“ ادبی لحاظ سے بہت اہم ہے۔ ”سفر نامہ حجاز“ اس کا اردو ترجمہ ہے۔ آپ نے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ سے فیض حاصل کیا اور سند حدیث مولانا خیر الدین محدث سورتیؒ سے حاصل کی۔ ۱۷۸۷ء میں سفر حج اختیار کیا اور ۱۷۸۹ء میں وطن واپس تشریف لائے۔ تاریخی، جغرافیائی اور تہذیبی اعتبار سے بھی یہ حج نامہ ممتاز شمار ہوتا ہے۔ پورے سفر نامے پر کیف عبدیت طاری ہے اور عشق رسول ﷺ چھلکتا محسوس ہوتا ہے۔ اس دور کے علماء، فضلاء اور صلحاء کے مختصر حالات کو بطور خاص سفر نامے کا حصہ بنایا ہے۔ آپ ان خوش قسمت حجاج میں سے تھے، جنہیں حضوری کا شرف بھی حاصل ہوا۔ لکھتے ہیں:

قیلولہ کیا تو خواب میں حضرت رسول اکرم ﷺ کو دیکھا کہ ایک راستے پر چل رہے ہیں، میں پیچھے پیچھے چل رہا ہوں اور قصد کر رہا ہوں کہ نشان قدم مبارک پر چلوں، میں نے آنحضرت ﷺ کو قسم دی کہ توقف فرمائیے اور میری آرزو پوری کیجیے، بمتقاضی کرم پائے مبارک کو دراز فرمایا، میں نے کف پا کو بوسہ دیا اور دونوں آنکھوں سے اس کو ملا (اردو ادب میں سفر نامہ۔ انور سدید۔ اردو اکیڈمی، لاہور۔ صفحہ ۳۶۶ تا ۳۶۷)۔

ہر کہ سازد دور و جاں صل علی حاجت دارین او گرد دروا

۶۸۔ میری عمر دس سال تھی، ایک رات خواب دیکھا کہ میں ایک پہاڑ پر ہوں اور صبح صادق کا وقت ہے، کچھ لوگ حلقہ بنائے ہوئے اس پہاڑ پر کھڑے ہیں، جن کے وسط میں ایک صاحب

ہیں، جنہیں لوگ کہتے ہیں کہ یہ حضرت رسول اللہ ﷺ ہیں، میں آدمیوں کے حلقے کو چیر کر اندر گھس گیا اور حضور اقدس ﷺ کا چہرہ مبارک دیکھنے لگا، میں نے دیکھا کہ اس وقت تک سورج پوری طرح نہیں نکلا، مگر حضور انور ﷺ کے چہرہ مبارک پر دھوپ آرہی ہے، میں یہ دیکھ کر بے تاب ہو گیا کہ آپ کے چہرہ مبارک پر دھوپ کیوں ہے؟ میں نے اپنے دونوں ہاتھ ملا لیے اور اچک اچک کر آپ کے چہرے سے دھوپ روکنے لگا، چونکہ میرا قد چھوٹا تھا اس لئے ہاتھ چہرے تک نہ جاتے تھے، لیکن بار بار اچکنے سے میرا قد اونچا ہو گیا اور میں نے اپنے ہاتھوں سے حضور اکرم ﷺ کے چہرے سے دھوپ روک لی، جب دھوپ رک گئی تو میں بہت خوش ہوا اور حضور اقدس ﷺ نے تبسم فرما کر مجھے دیکھا، جس سے میں نے محسوس کیا کہ آپ میری اس خدمت سے خوش ہوئے۔

صبح یہ خواب میں نے اپنے استاد مرحوم حضرت مولانا محمد اسماعیلؒ سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا: تمہارے ہاتھوں سے دین اسلام کا کوئی رخنہ درست ہوگا اور وہ ایسا رخنہ ہوگا جس سے حضور سرور کائنات ﷺ کی روح مطہرہ کو اذیت ہو رہی ہوگی۔ اس تعبیر نے میرے ارادوں میں جو اس وقت بالکل خورد سال تھے، ایک بزرگی اور بلندی پیدا کر دی اور اب جبکہ میں کوئی اچھا اور دینی کام شروع کرتا ہوں تو یہ خواب مجھے یاد آتا ہے اور میرے اندر ایک زندگی پیدا کر دیتا ہے۔ (حضرت خواجہ حسن نظامیؒ کی آپ بیتی۔ صفحہ ۵۱ تا ۵۲۔ مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور)۔

۶۹۔ کیمیائے سعادت کے مصنف حضرت امام غزالیؒ، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا ایک خواب درج کرتے ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے دیکھا کہ حضور سرور کونین ﷺ کا دربار منعقد ہے، جہاں حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی موجود ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لاتے ہیں، شریک مجلس ہوتے ہیں اور باہر آتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”مجھے میرا حق دلوادیا گیا“ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بخش دیا گیا (کہکشاں از ڈاکٹر شبیر احمد۔ ایم ڈی۔ صفحہ ۳۰۸۔ پتہ = عدنان احمد خان۔ مکان نمبر ۱۵۳ بخش گزری روڈ، کراچی)۔

۷۰۔ چک لالہ سکیم نمبر ۳، راولپنڈی کی رہنے والی حمیدہ بیگم نے خواب میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا: غازی احمد آج کل درود شریف کی بارش کر رہا ہے۔ (غیر مطبوعہ)۔ جناب غازی احمد (سابق کرشن لال) سے متعلق پانچ خواب نمبر ۳۰۶ تا ۳۰۲ سیرت النبیؐ بعد از وصال النبیؐ کے حصہ چہارم میں شائع ہو چکے ہیں۔ آپ کی سوانح حیات ”من الظلمات الی النور“ کئی زبانوں میں ترجمہ ہو چکی ہے۔ سرگودھا کے کسی بزرگ نے

آپ کو ۱۹۹۳ء میں یہ دو درود شریف پڑھنے کو بتائے تھے:

اللهم صل و سلم على النبي الرحمة اور صلى الله عليه وسلم

پروفیسر غازی احمد نے مئی ۱۹۹۸ء تک انہیں سات کروڑ مرتبہ پڑھ لیا ہے۔ مذکورہ بالا خاتون نے اسی زمانے میں یہ خواب دیکھا تھا۔ اب کوشاں ہیں کہ تعداد گیارہ کروڑ ہو جائے۔ غازی صاحب کی عمر ۷۵ سال ہے، انشاء اللہ یہ تعداد ضرور پوری کر لیں گے، بلکہ شاید اس سے بھی آگے نکل جائیں۔

۷۱۔ ۹ شوال المکرم ۱۴۰۲ھ بمطابق ۳۰ جولائی ۱۹۸۲ء بروز جمعہ حضرت علامہ الحاج مفتی محمد امین صاحب کے پاس چک ۲۲۴ فتح دین والی فیصل آباد سے مسمی محمد یوسف صاحب آئے اور پوچھا کہ آپ نے کوئی کتاب درود پاک سے متعلق لکھی ہے؟ میں نے کہا: ہاں، اور الماری سے ”آب کوثر“ کا نسخہ نکال کر انہیں دیا۔ محمد یوسف صاحب نے کتاب کو بوسہ دیا اور کہا: گذشتہ رات مجھے حضور اقدس ﷺ کی زیارت بابرکت کا شرف حاصل ہوا ہے، آپ مدینہ شریف میں ہیں، مجھ سے حضور نبی الرحمت ﷺ نے فرمایا: ”مفتی محمد امین نے درود پاک کے متعلق جو کتاب لکھی ہے، وہ ہمارے شہر میں پہنچ چکی ہے اور خوب پڑھی جاتی ہے۔“ (آب کوثر از قلم مفتی محمد امین صاحب۔ صفحہ ب۔)

۷۲۔ مولانا محمد ریاض صاحب ساکن مصری شاہ، لاہور ۱۴ رمضان المبارک ۱۴۰۸ھ کو مفتی محمد امین صاحب کے پاس آئے اور کہا کہ میں عمرہ کر کے آیا ہوں، مدینہ منورہ میں حضرت مولانا فضل الرحمن مدنی نے مجھ سے فرمایا کہ فیصل آباد جا کر آب کوثر کے مصنف سے میرا سلام کہنا اور ساتھ ہی پیغام دینا کہ آب کوثر حبیب اللہ ﷺ کے دربار میں مقبول ہو چکی ہے، پس اس کی خوب اشاعت کریں۔ اسی عمرے کے دوران میری ملاقات ایک صاحب مسمی عبدالرؤف شیخ سے ہوئی جو مجھے اپنے گھر لے گئے، ان کے یہاں آب کوثر کا نسخہ دیکھا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ جب میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوا تو آپ آب کوثر کو دست مبارک میں لیے ورق گردانی فرما رہے تھے۔ شیخ صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ میں جب بھی اس کتاب کا مطالعہ کرتا ہوں، تو ایک خاص قسم کی خوشبو آتی ہے (آب کوثر صفحہ ج تا د)۔

۷۳۔ لاہور سے مولانا عابد حسین رضوی مفتی محمد امین صاحب کے پاس آئے اور فرمایا کہ میرا ایک مرید مدینہ طیبہ گیا۔ ایک سال بعد واپس آیا اور بیان کیا کہ رمضان المبارک میں مسجد نبوی شریف کھلی رہتی ہے، لہذا میں رات کو آب کوثر ہمراہ لے جاتا اور مسجد شریف میں اس کا مطالعہ کرتا رہتا۔ ایک رات اچانک میری آنکھیں بند ہو گئیں تو میں نے دیکھا کہ روضہ اقدس سے حضرت رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور میرے قریب جلوہ افروز ہو کر میرے

ہاتھ سے آب کو ترلے کر کہیں کہیں سے ملاحظہ فرما کر مجھے واپس کر دی اور ارشاد فرمایا: ”یہ کتاب بڑی محنت سے لکھی گئی ہے، اس کے پڑھنے والے کے دل میں درود پاک پڑھنے کی محبت پیدا ہو جاتی ہے اور یہ کتاب ایمان کے لیے کافی دانی غذا ہے“ (آب کوثر۔ صفحہ ۵۳۹)

۷۴۔ سیدی المکرم حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ دوزخ کا خوف مجھ پر غالب ہوا۔ میں عالم بالا میں سرور و عالم علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ”جو ہم سے محبت رکھتا ہے وہ دوزخ میں نہیں جائے گا“ (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ صفحہ ۳۰۹)۔

۷۵۔ حضرت شیخ ابو عبد اللہ کوچج کے موقع پر ایک شخص ملا، جو کبھی پانی نہیں پیتا تھا کیونکہ اس کو پیاس نہیں لگتی تھی۔ اس نے وجہ یہ بتائی کہ میری عقیدت حضور اقدس ﷺ کے صحابہ اکرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ نہ تھی، ایک رات خواب دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور سب لوگ پریشان و سرگرداں شدت پیاس میں مبتلا ہیں، مجھے بھی بے حد پیاس لگی لہذا لوگوں کے ہمراہ میں بھی حوض کوثر پر پہنچ گیا جس کے چاروں کونوں پر بیٹھے چاروں خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم لوگوں کو پانی پلا رہے تھے، حضرت صدیق اکبر، حضرت فاروق اعظم اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی مجھے دیکھ کر منہ پھیر لیا، پریشانی کے عالم میں جب میں سرور عالم، محسن اعظم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ)! مجھے سخت پیاس لگی ہے اور چاروں صحابہ اکرام نے مجھے پانی پلانے سے انکار کر دیا ہے۔ اس پر حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ ”تو توبہ کر کے اگر مسلمان ہو جائے تو میں تجھے حوض کوثر کا پانی پلاؤں گا، جس کے بعد تو کبھی پیاسا نہ ہو گا۔“ اس پر میں نے حضرت رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر توبہ کی، اسلام قبول کیا اور حضور اقدس ﷺ نے اپنے دست کرم سے مجھے جام کوثر عطا فرمایا، جس سے میں سیراب ہو گیا اور میری آنکھ کھل گئی، اس کے بعد مجھے کبھی پیاس نہیں لگی، میں نے سوائے ان احباب کے، جنہوں نے میرا خواب سن کر توبہ کر لی اور اپنے بد نظریہ سے رجوع کر لیا، باقی سب سے بیزاری ظاہر کر دی (شواہد الحق صفحہ ۵۳۹)۔

۷۶۔ برادر مکرم مولانا احسان الحق دامت برکاتہم ماہ رمضان میں مسجد نبوی شریف (علی صاحب صلوٰۃ و سلام) میں محکف تھے۔ فرماتے ہیں: ایک روز ایک دوست کی جائے اعتکاف گیا، دیکھا کہ کوئی اور صاحب وہاں بیٹھے نہایت محبت اور توجہ سے دلائل الخیرات پڑھ رہے ہیں، بعد میں ان دوست سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ یہ وہ صاحب ہیں، جنہیں سید و عالم ﷺ نے خود یہاں رکھا ہے، سندھ کے ایک پیر صاحب جو طبیب بھی تھے یہاں آئے اور ان کے علاج سے

ایک وزیر تندرست ہو گیا، اس پر وزیر نے ان سے کہا کہ آپ اتنے اقامے (سعودی عرب میں رہنے کے اجازت نامے) حاصل کر سکتے ہیں، پیر صاحب نے ان لوگوں کی فہرست بنائی جن کے پاس اقامہ نہیں تھا اور ان صاحب سے بھی دریافت کیا، انہوں نے کہا کہ اگر اقامہ مل جائے تو اچھا ہو، جس پر پیر صاحب نے فہرست میں ان کا نام بھی لکھ لیا، دوسرے دن ان صاحب نے پیر صاحب سے کہا: آپ میرا نام فہرست سے خارج کر دیں کیونکہ مجھے حضور اقدس ﷺ نے زیارت بابرکت سے مشرف کر کے فرمایا ہے کہ ”میرے عزیز! تجھے اقامہ وغیرہ کی ضرورت نہیں، تجھے میں نے رکھا ہے، یہاں سے تجھے کوئی نہیں نکال سکتا۔“ پس پیر صاحب نے فہرست سے ان کا نام حذف کر دیا۔ سچ ہے:

سہ دامن مصطفیٰ سے جو لپٹا یگانہ ہو گیا جس کے حضور ہو گئے اس کا زمانہ ہو گیا
(آب کوثر۔ صفحہ ۲۴۵ تا ۲۴۶)۔

۷۷۔ ایک مولوی صاحب جو درود پاک کی ترغیب دیتے رہتے تھے اور لوگوں میں بیٹھ کر خود بھی درود شریف پڑھا کرتے تھے، ان کا ایک شاگرد حج کے لئے گیا، جب مدینہ منورہ پہنچا اور روضہ انور کے سامنے کھڑا نعت پڑھ رہا تھا کہ اسی حالت میں اس پر نیند طاری ہو گئی۔ دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ کے ساتھ حضرت صدیق اکبر، فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور پیچھے کافی لوگ بیٹھے ہیں اور میں اس حالت میں بھی نعت پڑھ رہا ہوں۔ نعت شریف کے ختم ہونے پر حضور اقدس ﷺ نے میری جھولی میں کچھ ڈال دیا تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ)! میں تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کاجج کرنے آیا ہوں، انہوں نے مجھے کچھ نہیں دیا۔ یہ سن کر انہوں نے بھی میری جھولی میں کچھ ڈال دیا، اس کے بعد میں نے عرض کیا ہے: یا رسول اللہ (ﷺ)! کوئی اور بھی فرمان ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ”اپنے استاد صاحب سے میرا سلام کہنا۔“ (آب کوثر۔ صفحہ ۲۱۶ تا ۲۱۷)

۷۸۔ ایک مولوی صاحب لوگوں کے سامنے عظمت و محبت مصطفیٰ ﷺ اور فضائل درود پاک اکثر بیان کیا کرتے تھے۔ ان کے ایک شاگرد نے خواب دیکھا کہ یوم حشر ہے اور لوگ ڈر کے مارے کانپ رہے ہیں، وسیع میدان میں بے شمار مخلوق جمع ہے، حضور انور ﷺ بھی جلوہ افروز ہیں، میں نے دیکھا کہ استاد صاحب جا رہے ہیں، پس میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ آپ کے پیچھے ہو لیا، جب استاد صاحب حبیب خدا ﷺ کے قریب پہنچے تو آپ نے اپنے دست مبارک سے لوگوں کو اشارہ کیا کہ راستہ چھوڑ دو، لوگوں نے راستہ چھوڑ دیا اور استاد صاحب حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ نے اپنی ردا (چادر) میں استاد

صاحب کو چھپا لیا، اس کا ایک کونہ ہم نے بھی تھام لیا، تھوڑی دیر بعد حضور انور ﷺ نے ردائے مبارک اٹھائی اور فرمایا: ”اب کوئی فکر نہیں۔“ یہ سن کر استاد صاحب چلے تو ہم بھی ان کے پیچھے چل دیئے، کچھ آگے دیکھا کہ پل صراط ہے، وہاں پہرہ لگا ہوا ہے اور دونوں جانب فرشتے کھڑے ہیں، جب ہم پل سے گزرنے لگے تو ایک پہرے دار نے پکارا: تم کون ہو اور کہاں جا رہے ہو؟ استاد صاحب نے کوئی جواب نہیں دیا اور چلتے رہے یہاں تک کہ پل صراط طے کر لیا، وہاں ہم نے دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ تشریف فرما ہیں، آپ نے استاد صاحب سے دریافت کیا کہ ”خیریت سے پہنچ گئے۔“ عرض کیا: جی حضور (ﷺ) خیریت سے پہنچ گئے۔ پھر سرکار (ﷺ) نے فرمایا: ”یہ سامنے جنت کا دروازہ ہے، اس میں داخل ہو جاؤ۔“ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی (آب کوثر، صفحہ ۲۱۳ تا ۲۱۶)

سے مولای صل وسلم دائماً ابداً علیٰ حبیبک خیر الخلق کلھم
۷۹۔ ابراہیم بن شیبان فرماتے ہیں کہ حج کے بعد مدینہ طیبہ میں حضور ﷺ کے روضہ اقدس پر حاضر ہو کر سلام عرض کیا، تو روضہ انور کے اندر سے آواز آئی ”وعلیک السلام یا ولدی“ (سعادة الدارين صفحہ ۱۳۱)

سے تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ مرے چشم عالم سے چھپ جانے والے
۸۰۔ حضرت یحییٰ کرمانی نے فرمایا: ایک دن میں ابو علی بن شاذان کے پاس تھا کہ ایک نوجوان آیا، جسے ہم میں سے کوئی نہ جانتا تھا۔ اس نے دریافت کیا: تم میں ابو علی بن شاذان کون ہے؟ ہم نے ان کی طرف اشارہ کیا تو اس نے کہا: اے شیخ! میں نے خواب میں حضور سید دو عالم ﷺ کی زیارت کی۔ آپ نے حکم فرمایا کہ ”ابو علی بن شاذان کی مسجد پوچھ کر وہاں جانا اور جب تو ان سے ملاقات کرے تو ان سے میرا سلام کہنا۔“ یہ کہہ کر وہ نوجوان چلا گیا اور حضرت ابو علی آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا: مجھے تو کوئی ایسا عمل نظر نہیں آتا جس سے میں اس کرم و عنایت کا مستحق ہوا ہوں، البتہ میں توجہ سے حدیث پاک پڑھتا ہوں اور جب بھی حضور نبی کریم ﷺ کا نام پاک آتا ہے تو درود پاک پڑھتا ہوں۔ اس کے دو یا تین ماہ بعد شیخ ابو علی رحلت فرما گئے۔ (سعادۃ الدارين صفحہ ۱۲۷)

ہر کہ باشد عامل صل و سلام
بر محمدی رسا نم صد سلام
آتش دوزخ شود بروے حرام
آں شفیع مجرماں یوم القیام
۸۱۔ علامہ سید سلیمان ندوی نے ایک بار فرمایا کہ لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ سیرۃ النبی (ﷺ) کو چھ جلدوں میں لکھنے کی کیا ضرورت تھی؟ اصل سیرت تو پہلی دو جلدوں میں ختم ہو گئی ہے۔

میں جواب دیتا ہوں کہ پہلی دو جلدوں میں تو صرف یہ ہے کہ محمد ﷺ کیا تھے؟ اور باقی چار جلدوں میں یہ ہے کہ محمد ﷺ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے کیا پیغام لائے اور کیا تعلیم دی؟ گویا تمام جلدوں میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہی کی شرح لکھی گئی ہے۔

دارالمصنفین، لکھنؤ (یو۔ پی، بھارت) کے جس کمرے میں سید صاحب کا قیام تھا، آپ نے فرمایا کہ اسی کمرے میں ایک مرتبہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ جلوہ افروز ہیں اور سیرۃ النبی کے اوراق الٹ پلٹ کر دیکھ رہے ہیں اور مسکرا رہے ہیں۔

یہ کمرہ کس قدر مقدس اور بابرکت ہے کہ اس کے خوش رنگ اور خوش وضع قالین پر بیٹھ کر سید صاحب مذہبی اور اخلاقی درس دیتے، علمی نکات بیان کرتے اور تصوف کے اسرار فاش کرتے تھے، آپ کا چاند جیسا دمکتا چمکتا چہرہ ہوتا اور دارالمصنفین کے رفقا ارد گرد مودب بیٹھے ہوتے تھے (بزم رفتگاں، حصہ اول، مرتبہ سید صباح الدین عبدالرحمن، نئی دہلی)۔

۸۲۔ شاہ اہل اللہ مستقلاً اپنی تنہیال پھلت (یو۔ پی، بھارت) میں مقیم ہو گئے تھے، یہیں ۱۱۸۶ھ میں وصال ہوا اور درگاہ کے احاطے میں دفن ہوئے (درگاہ ایک احاطے کا نام ہے، جس میں چار مزار ہیں)۔ آپ کے چند تبرکات اب تک پھلت میں موجود ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ بیان فرماتے ہیں: والد بزرگوار نے فرمایا کہ بخار کے تسلسل سے میری حالت غیر ہو گئی تو خواب میں تانا (شیخ عبدالعزیز شکر بار) نظر آئے، جنہوں نے فرمایا کہ حضور اقدس ﷺ تشریف لارہے ہیں۔ آپ تشریف لے آئے اور ارشاد فرمایا: میرے بیٹے! کیا حال ہے؟ میں (اس شان شفقت و رحمت عیادت کو دیکھ کر فرط طرب سے وجد میں آکر) رونے لگا۔ حضور اقدس ﷺ نے مجھے اپنی آغوش میں لے لیا۔ میرا چہرہ آپ کے سینہ مبارک سے لگا ہوا تھا اور میرے اشکوں سے آپ کا پیرا ہن مبارک تر ہو گیا، جب یہ کیفیت کم ہوئی تو مجھے خیال آیا کہ کاش! آپ مجھے مومے مبارک عطا فرمادیں۔ اس پر آپ نے اپنی ریش مبارک پر ہاتھ پھیرا اور دو مومے مبارک مجھے عطا فرمائے۔ میں نے بیدار ہو کر وہ مومے مبارک اپنے تکیے کے نیچے پائے، بخار اتر چکا تھا اور کمزوری بھی چند روز میں دور ہو گئی۔ شاہ عبدالرحیم صاحب نے ان میں سے ایک مومے مبارک شاہ ولی اللہ کو عطا فرمادیا تھا (انفاس العارفين صفحہ ۴۰)۔ دہلی میں اس کی سالانہ زیارت کرائی جاتی تھی۔ مولانا فضل رسول بدایونی کا بیان ہے کہ مومے مبارک کا صندوق زیارت کے لیے گھر سے باہر شاہ اسمعیل اپنے سر پر اٹھا کر لاتے تھے (دارالشمین صفحہ ۶)۔ دوسرا مومے مبارک شاہ اہل اللہ کو عطا فرمایا تھا، جسے وہ اپنے ساتھ پھلت لے گئے تھے اور وہ وہاں محفوظ ہے۔ لکڑی کا ایک صندوق ہے، جس میں ایک شیشی کے اندر روئی کے اوپر مومے

مبارک رکھا ہوا ہے۔ ارباب بھلت کا بیان ہے کہ یہ روئی، شیشی اور صندوق وہی ہے جو شاہ اہل اللہ کے دور میں تھا (شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان از مولانا حکیم محمود احمد برکاتی، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، نئی دہلی، بھارت)۔

۸۳۔ جناب غازی احمد دوبارہ ۱۹۸۲ء میں حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے۔ پہلے مدینہ منورہ حضرت نبی الرحمت ﷺ کی خدمت میں حاضری دی، پھر مکہ مکرمہ تشریف لے آئے۔ ایک روز حرم کعبہ میں بیٹھے بیٹھے یہ خیال آیا: افسوس! ہم سے زیارت مدینہ طیبہ کے حقوق کما حقہ ادا نہ ہو سکے، خدا نخواستہ اگر حضور اقدس ﷺ کی خوشنودی اور شفقت سے محروم رہ گیا تو کیا ہوگا؟ انہیں خیالات میں محو تھا اور آنکھیں ندامت کے آنسو بہا رہی تھیں کہ الحمد للہ اسی عالم محویت میں تمام شکوک کا ازالہ ہو گیا۔ آقائے مدنی ﷺ کا دست شفقت میرے سر پر تھا اور میرے تمام واسے ختم ہو گئے تھے (من الظلمات الی النور۔ صفحہ ۱۲۷)۔

۸۴۔ پشاور کے ثنا اللہ نے خواب دیکھا کہ ایک درمیانی شب کی تاریکی میں اچانک ایک نور چمکا، جس نے میری نگاہوں کو خیرہ کر دیا۔ میں نے دیکھا کہ آسمان سے حضور اقدس ﷺ اور حضرت حوا علیہا السلام تشریف لارہی ہیں، آنحضور ﷺ جوان ہیں، نیچے پاک فوج کے جوان استقبال کے لیے کھڑے ہیں اور بڑے احترام سے سلامی دی جا رہی ہے (اس کی تعبیر جناب عابد عسکری نے فیملی میگزین (نوائے وقت) ۲۰ نومبر تا ۵ دسمبر ۱۹۹۸ء کے صفحہ ۴۹ پر یہ دی: خواب نہایت مبارک ہے، اس سے آپ کو روحانی و مالی تسکین حاصل ہوگی)۔

۸۵۔ جناب حافظ ڈاکٹر محمد ایوب صاحب ہارٹ سپیشلسٹ نے ۱۹۷۶ء میں خواب دیکھا کہ مسجد نبوی (علی صاحبہ صلوٰۃ و سلاما) میں حاضر ہیں اور حضور اقدس ﷺ کی محراب اور منبر کے درمیان معارف مثنوی (مصنفہ مرشدنا مولانا عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم) کسی چیز پر رکھی ہوئی ہے (حکیم صاحب کی اس تالیف کے لئے یہ بشارت عظمیٰ ہے)۔ (ناشر = کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک نمبر ۲ کراچی)۔

۸۶۔ شیخ نور محمد اناری جو امام ربانی، مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ کے قدیم مرید اور صاحب اجازت تھے، آٹھ مرتبہ حضرت رسالت پناہ ﷺ کی زیارت بابرکت سے مشرف ہو چکے تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ ”میرے بھائی کے گھر میں جن رہتا تھا، جو ہمیشہ اس سے دشمنی کرتا تھا، یہاں تک کہ اس کی اذیت سے میرے بھائی نے انتقال کیا، میں بھی اسی گھر میں رہتا تھا، بھائی کے انتقال کے بعد ہیبت ناک صورتیں میرے سامنے آنے لگیں اور پھولوں کی خوشبو محسوس ہونے لگی، میرے بھائی کی بھی ابتدائی حالت یہی ہوئی تھی، میرے اقرباء یہ

سن کر میری زندگی سے ناامید ہو گئے، ایک رات میں اپنی بیوی سے ہم بستر تھا، ابھی فارغ نہ ہوا تھا کہ وہ جن آگیا اور ہم دونوں کے اوپر چڑھ کر بیٹھ گیا اور ہمیں ایسا دبایا کہ ہم ہاتھ تک اٹھانے سے عاجز آ گئے، لحاف کو بھی اپنے اوپر سے نہ اٹھا سکے، ہم اسی بیقراری میں تھے کہ حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہ نمودار ہوئے اور آواز دی کہ نور محمد! کچھ خوف نہ کر، یہ جن ابھی بھاگ جائے گا، کیونکہ شیطان کا مکر کمزور ہوتا ہے۔ جن نے حضرت کی آواز سنتے ہی ہمیں چھوڑ دیا، میں اٹھا اور حضرت غائب ہو گئے، اس کے بعد میرے گھر میں کسی کو جن کا آسب نہ ہوا اور جنات وہاں سے جلا وطن ہو گئے، میں دیکھتا تھا کہ وہ اپنا ساز و سامان لے کر میرے گھر سے جا رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ حضرت نے ہمیں جلا وطن کر دیا، اب ہم موضع شادیوال میں جا کر ٹھہریں گے۔ (مذکرہ مشائخ نقشبندیہ از علامہ محمد نور بخش توکلی ایم۔ اے۔ نوری بک ڈپو، لاہور۔ صفحہ ۲۲۳)

حضرت علامہ اقبالؒ نے مزار پر انوار حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی نقشبندی سرہندی قدس سرہ پر پہنچ کر یہ اشعار کہے تھے، جو بال جبریل میں موجود ہیں:

سہ حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر وہ خاک کہ ہے زیر فلک مطلع انوار
اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے جس کے نفس گرم سے ہے گرمی احرار
وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان اللہ نے بر وقت کیا جس کو خرددار

۸۷۔ امام الحدیث امام بخاری (ابو عبد اللہ محمد بن اسمعیل بخاری) کے ساتھی محمد بن یوسف فریزی فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن ابی حاتم بخاری وراق سے سنا کہ وہ فرماتے تھے: ”میں نے محمد بن اسمعیل بخاری کو خواب میں دیکھا کہ وہ جناب رسول اللہ ﷺ کے پیچھے چل رہے ہیں اور جہاں آپ پائے مبارک رکھتے ہیں، اسی جگہ بخاری بھی پاؤں رکھتے ہیں۔“ خطیب نے نجم بن فضیل سے سنا اور وہ سمجھدار لوگوں میں سے تھے، انہوں نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا تھا۔ (صحیح بخاری شریف (اردو ترجمہ) جلد اول صفحہ ۷۴۔ مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور۔

۸۸۔ علی بن محمد جرجانی نے اصفہان سے خطیب کو لکھا کہ انہوں نے محمد بن مکی سے سنا، وہ کہتے تھے میں نے فریزی سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے حضرت رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا تو آپ نے مجھ سے پوچھا: ”تو کہاں جاتا ہے؟“ میں نے عرض کیا: محمد بن اسمعیل کے پاس۔ آپ نے فرمایا: ”میری طرف سے ان کو سلام کہنا۔“ (صفحہ ۹۲ تا ۹۳)

۸۹۔ ابوہل محمد بن احمد مروزی سے با اسناد مروی ہے اور وہ کہتے تھے کہ میں نے ابو زید

مروزی سے سنا، وہ کہتے تھے: میں رکن اور مقام (ابراہیم) کے درمیان سو رہا تھا کہ میں نے خواب میں حضرت رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ نے فرمایا: ”اے ابوزید! تو کب تک شافعی کی کتاب پڑھے گا اور میری کتاب نہیں پڑھتا۔“ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ)! آپ کی کتاب کون سی ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ”جامع محمد بن اسمعیل بخاری۔“ (صفحہ ۹۳)

علمائے صحیح بخاری کو اصح الکتاب بعد کتاب اللہ کہا ہے۔ سچ تو یہ ہے طالب حق کو دنیا میں یہ دو کتابیں (کلام مجید اور بخاری شریف) ہی کافی ہیں۔ امام بخاریؒ مستجاب الدعوات تھے۔ آپ نے اپنی کتاب کے قاری کے لئے بھی دعا کی تھی اور صد ہا مشائخ نے اس کا تجربہ کیا ہے کہ صحیح بخاری کا ختم ہر مطلب اور مقصد کے لئے مفید ہے۔

حضرت امام بخاریؒ کی ولادت ۱۲ شوال، شب جمعہ، عشا کی نماز کے بعد ماورالنہر کے مشہور شہر بخارا میں ۱۹۴ھ میں ہوئی۔ آپ کے جد امجد مغیرہ بن بروز جعفی مجوسی تھے اور بخارا کے حاکم یمان جعفی کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے تھے، اسی وجہ سے امام بخاریؒ کو جعفی بھی کہتے ہیں (اشعۃ اللمعات ج ۱ صفحہ ۹ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی)۔ آپ کا وصال شب عید الفطر ۲۵۶ھ میں ہوا، اس وقت آپ کی عمر ۱۳ دن کم باسٹھ برس تھی، بروز عید بعد نماز ظہر خرنگ میں دفن ہوئے، یہ سمرقند کا ایک قریہ ہے، جب آپ کو قبر میں اتارا گیا تو قبر سے مشک کی خوشبو پھوٹی اور بہت دن باقی رہی، بے شمار لوگ آپ کی قبر کی مٹی لے جاتے تھے، یہ حدیث شریف کی خدمت کی برکت تھی۔ آخر میں قبر مبارک کے گرد لکڑی کا کٹہرا بنا دیا گیا۔ ۴۶۴ھ میں سمرقند میں لوگوں کی بارہادعاؤں کے باوجود بارش نہ ہوئی اور سخت قحط پڑا تو ایک شخص قاضی سمرقند کے پاس آیا اور کہا: تم سب لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر امام بخاریؒ کی قبر پر جاؤ اور وہاں جا کر اللہ سے دعا کرو، شاید بارش ہو جائے۔ قاضی نے ایسا ہی کیا، وہاں جا کر لوگ روئے اور صاحب قبر کے وسیلے سے بارش مانگی۔ اللہ کی شان اسی وقت بارش ہونی شروع ہو گئی اور شدت بارش سے لوگ سات روز تک خرنگ سے باہر نہ نکل سکے۔ مناقب حضرت امام بخاریؒ اور بھی بہت اور بے حد مشہور ہیں (صفحہ ۹۴)۔

۹۰۔ جناب سید مظفر حسین شاہ (گوہر معین) نے خواب دیکھا کہ حضور انور ﷺ صحابہ اکرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی جماعت کے ہمراہ تشریف فرما ہیں اور میری جانب اشارہ کر کے تمام صحابہ اکرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ”یہ بنو ہاشم کا سردار ہے، تم سب اس کی عزت کرو“ (غیر مطبوعہ)

۹۱۔ جناب سید مظفر حسین شاہ (گوہر معین) نے خواب دیکھا کہ مسجد قبا (مدینۃ النبوی ﷺ) کے باہر کھیت کی جانب کھڑا ہوں۔ صحابہ اکرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت بھی موجود

ہے کہ اتنے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کے لئے پانی لایا جائے۔ حکم کی تعمیل میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ قریباً اڑھائی کلو کے ایک ڈبے میں پانی لاتے ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ پانی حضرت رسالت مآب ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں، آپ اس میں سے تھوڑا سا پانی نوش فرما کر تمام صحابہ اکرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر نظر دوڑاتے ہیں، ہر صحابی کی خواہش ہے کہ باقی پانی انہیں عطا کیا جائے، مگر حضور آقائے دو جہاں ﷺ کی نگاہ مبارک مجھ پر ٹھہر جاتی ہے اور وہ پانی کا ڈبہ مجھے عنایت فرمادیتے ہیں، جسے میں سیر ہو کر وہ پانی پی لیتا ہوں، تھوڑا سا بچ جاتا ہے جو مجھ سے نہیں پیا جاتا تو وہ پانی میں حضرت فخر موجودات ﷺ کو واپس دے دیتا ہوں اور آپ اس باقی پانی کو پی لیتے ہیں (غیر مطبوعہ)۔

جناب سید مظفر حسین شاہ (گوہر معین) انسپکٹر آف سکولز (کوہستان) کی حیثیت سے ریٹائر ہوئے ہیں، اردو، فارسی، عربی، انگریزی اور پنجابی پر عبور رکھتے ہیں، عرصہ دراز سے شاعری کر رہے ہیں، اشعار کے تقریباً ۱۳۰ جسطر موجود ہیں جن میں بہترین اشعار ہیں، گوہر معین تخلص اور عمر ۷۵ سال ہے، متعدد بار حضور رسالت مآب ﷺ کی زیارت بابرکت سے مشرف ہو چکے ہیں اور جھنگ اسٹاپ، کرپاروڈ، لہتر اڑ روڈ، اسلام آباد میں شب و روز خدمت خلق میں مشغول رہتے ہیں۔

۹۲۔ حسب معمول نماز مغرب کے بعد اپنے دفتر میں امامت کے مصلے پر دوڑا نو بیٹھا تھا کہ مراقبہ کی کیفیت میں دیکھا کہ مدینۃ الرسول ﷺ کی ایک گلی میں جا رہا ہوں، دائیں جانب جہاں روضہ رسول ﷺ ہے وہاں ایک کمرہ ہے، جس کے باہر بہت سے جوتے رکھے ہیں، میں بھی جوتے اتار کر دروازے میں کھڑا ہو جاتا ہوں، اندر ایک نظر ڈالتا ہوں تو بالکل سامنے سے بائیں جانب قدرے دروازے کی طرف حضور اقدس ﷺ تشریف فرما ہیں اور باقی تینوں جانب لوگوں کا ہجوم ہے، گلی میں سے ایک شخص مجھے کھانے کا تھال پڑاتا ہے جو میں کمرے میں کھڑے ایک شخص کو دے دیتا ہوں، جسے وہ حضور انور ﷺ کے سامنے دسترخوان پر رکھ دیتے ہیں، اور پھر یکے بعد دیگرے مختلف اشیاء کے تھال آتے ہیں اور حضور پر نور ﷺ کے سامنے رکھ دیئے جاتے ہیں یہاں تک کہ تمام جگہ بھر جاتی ہے، آپ ﷺ قدرے مسکراتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ چیزیں عبدالباسط کی طرف سے ہیں۔ میں فرط مسرت سے مسکرا رہا ہوں، پھر تبسم فرماتے ہوئے حضور پر نور شافع یوم النور ﷺ انہیں تناول فرمانے لگتے ہیں اور باقی لوگوں کو بھی عنایت فرماتے ہیں اور میں دل میں سوچتا ہوں کہ میری کس قدر خوش نصیبی ہے

کہ آپ ﷺ ان اشیاء کو قبول فرما رہے ہیں (غیر مطبوعہ)۔

۹۳۔ حافظ عبدالباسط صاحب فرماتے ہیں کہ رات کا آخری پہر ہے۔ عالم خواب میں دیکھتا ہوں کہ قیامت کا منظر ہے اور حساب و کتاب ہو چکا ہے، جنتی جنت کی طرف اور جہنمی جہنم کی طرف جا چکے ہیں اور میں نہایت مطمئن ایک طرف کو چلا جاتا ہوں کہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ بائیں ہاتھ پر جہنم اور سامنے بہت دور جنت ہے، دائیں جانب ایک دیوار ہے، دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے اور ٹانگیں پھیلائے سیدالکوین، ساری اولاد آدم کے سردار، آقائے نامدار، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تشریف فرما ہیں، جیسے شدت سے انتظار فرمایا جا رہا ہو، کچھ آدمی جہنم کی طرف سے آرہے ہیں، جنہیں آپ ﷺ جنت کی طرف بھیج رہے ہیں۔ ذہن میں حدیث مبارک آتی ہے کہ آپ ﷺ اس وقت تک جنت میں نہیں جائیں گے، جب تک اپنی امت کے ایک ایک آدمی کو جہنم سے نکلا کر جنت میں نہ بھیج دیں۔ آپ ﷺ کی شفقت پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں، جسے الفاظ میں سمیٹنا محال ہے، اسی اثنا میں آنکھ کھل جاتی ہے اور فجر کی نماز کے لئے اذانیں ہو رہی ہیں (غیر مطبوعہ)۔

حافظ عبدالباسط صاحب فرماتے ہیں کہ مذکورہ بالا دونوں خواب اور بے شمار دیگر اعمال صالحہ کا کریڈٹ موقوف کتاب ہذا محمد عبدالجید صدیقی صاحب کو جاتا ہے، جنہیں ۱۹۴۶ء میں حضور اقدس ﷺ کی مہر نبوت کا دیدار ہو چکا ہے اور جن کے ذریعے مہر نبوت کا فیض ان گنت مسلمانوں کے دلوں کو منور کر رہا ہے۔ اس گئے گزرے دور میں عشق مصطفیٰ ﷺ کی ایسی جھلک دکھا رہے ہیں کہ مجھ جیسا سیاہ کار بھی زیارات اور بشارات سے سرفراز کیا جا رہا ہے۔ صدیقی صاحب سے اسی (۸۰) برس سے زیادہ عمر ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ دین اسلام کے لیے اور رہتی دنیا تک کے مسلمانوں کے لئے ایسی خدمات لے رہا ہے، جن میں سات حصوں (ساتواں حصہ زیر تکمیل ہے) میں ”سیرت النبی بعد از وصال النبی“، دو حصوں میں ”زیارت نبی بحالت بیداری“، آنکھیں کھول دینے والی کتب ”دنیا جنگوں کے دہانے پر“ اور ”جنگ آرہی ہے“ وغیرہ آپ کی مشہور اور مقبول کتب ہیں۔ دعا ہے اللہ رب العزت آپ کی عمر میں برکت، علم میں زیادتی اور فلاح دارین عطا فرمائے۔ (آمین)

حافظ عبدالباسط صاحب کا ایک اور خواب ”سیرت النبی بعد از وصال النبی“ حصہ چہارم کے صفحہ ۲۸۵ تا ۲۸۶ پر موجود ہے (دیکھیے خواب نمبر ۳۲۶)۔

۹۴۔ مولانا ابوالنور محمد بشیر اپنی کتاب ”واعظ“ میں لکھتے ہیں کہ ۱۹۴۱ء میں حضرت والد صاحب (حضرت فقیہ اعظم) پر فالج کا حملہ ہوا اور آپ سخت بیمار ہو گئے، ان دنوں سیالکوٹ

چھاؤنی کا ایک نہایت قابل بنگالی ڈاکٹر علاج کے لئے بلایا گیا، مگر اس نے آکر مایوسی کا اظہار کیا کہ حملہ سخت ہے اور بڑھاپے کا فالج نہایت خطرناک ہوتا ہے، تاہم اس نے بے دلی سے علاج شروع کر دیا۔ والد صاحب کی یہ حالت تھی کہ ان کی دونوں ٹانگیں بالکل بے جان ہو چکی تھیں، کھڑے ہونا تو درکنار آپ بیٹھ بھی نہ سکتے تھے، ہم سب سخت پریشان تھے کہ والد صاحب کا عشق نبی ﷺ رنگ لایا اور ایک معجزے کا ظہور ہوا۔ ایک رات والد صاحب سو رہے تھے اور میں پاس بیٹھا پنکھا جھل رہا تھا کہ اچانک سوتے میں والد صاحب کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، آپ اسی وقت بیدار ہوئے اور مجھ سے پوچھا کہ تم نے کچھ دیکھا؟ میں نے بس یہی کہا کہ آپ سوتے میں رو رہے تھے، جس پر والد محترم نے رو کر کہا کہ حضور اکرم ﷺ تشریف لائے تھے اور اپنے دست رحمت سے میری آنکھیں کھول کر فرمایا: ”آنکھیں کھولو، اب ہم ایک اور مریض کی طرف جارہے ہیں۔“ والد ماجد نے فرمایا کہ حضور انور ﷺ میری آنکھیں کھول کر مجھے اچھا فرمائے ہیں، مجھے اٹھاؤ میں اب ٹھیک ہوں۔ میں نے اسی وقت انہیں کھڑا کیا تو یہ دیکھ کر فرط مسرت سے آنکھیں پر نم ہو گئیں کہ ٹانگوں میں طاقت آگئی ہے اور وہ بوجھ سہارنے لگی ہیں، میں نے انہیں پھر لٹا دیا اور صبح ہی والد صاحب نے چلنا شروع کر دیا، اس واقعے کا بہت چرچا ہوا اور لوگ دور دراز سے زیارت کے لئے آنے لگے، ڈاکٹر بھی حیران تھے، کیونکہ والد صاحب بالکل ٹھیک ہو چکے تھے۔ (مذکرہ فقیہہ اعظم از مجیب احمد۔ صفحہ ۹۲ تا ۹۳ مکتبہ اشرفیہ، مرید کے (شیخوپورہ)۔)

مولانا الحاج الحافظ ابو یوسف محمد شریف محدث کوٹلی ۱۸۶۱ء میں کوٹلی لوہاراں (غربی) میں پیدا ہوئے۔ نوے سال کی عمر پا کر ۱۵ جنوری ۱۹۵۱ء کو وصال فرمایا اور کوٹلی لوہاراں کی مسجد شریفی کے پیچھے عین اسی جگہ سپرد خاک کر دیئے گئے، جہاں وصال سے پہلے ہی آپ نے فرما دیا تھا کہ یہاں ہماری قبر بنے گی۔ کوٹلی لوہاراں کی جامع مسجد اہل حدیث میں اپنے خطبہ جمعہ میں مولوی محمد ابراہیم میر سیالکوٹی نے فرمایا کہ مولوی شریف صاحب علم کا پہاڑ تھے، جو ان کی وفات کے ساتھ ختم ہو گیا۔ مولانا شاہ احمد رضا خان قادری برکاتی بریلوی (۱۸۶۵ء تا ۱۹۲۱ء) نے آپ کو ”فقیہہ اعظم“ کا خطاب دیا تھا، جو اس قدر مقبول ہوا کہ یہ مولانا محمد شریف صاحب کے نام کا جزو لاینفک اور دائمی پہچان بن گیا۔ اعلیٰ حضرت بریلوی نے آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ میں اپنی خلافت و اجازت بیعت سے سرفراز فرمایا۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے مرد کامل حضرت خواجہ حافظ محمد عبدالکریم نقشبندی مجددی (۱۸۳۸ء تا ۱۹۳۶ء) کا مزار مبارک متصل عید گاہ، راولپنڈی میں مشہور و معروف ہے، نے حضرت فقیہہ اعظم کو اپنی خلافت و اجازت بیعت

سے مشرف فرمایا۔ امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری (۱۸۳۱ء تا ۱۹۵۱ء) سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے عظیم بزرگ اور مادر زاد ولی اللہ تھے۔ آپ نے بھی حضرت فقیہ اعظم کو اپنا خلیفہ مقرر کیا اور اجازت بیعت سے نوازا۔ خانگی ذمہ داریوں کے ساتھ حضرت فقیہ اعظم نے تصنیف و تالیف، امامت و خطابت، تصوف، شاعری اور طب و حکمت کے علاوہ سیاسی و سماجی حلقوں میں بھی سرگرمی سے حصہ لیا اور نہایت بامقصد زندگی بسر کی۔ آپ صحیح معنوں میں پروانہ شمع رسالت ﷺ تھے۔

سے قدر نبی دی ایسہ کی جان دنیا دار کینے قدر نبی دی جان والے سوں گئے وچہ مدینے سے دیکھنے کو رنگ محفل یوں تو پٹنگے تھے ہزار جان دیدی شمع پر جس نے وہی پروانہ تھا میں جناب مجیب احمد کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اپنی تصنیف ”تذکرہ فقیہ اعظم“ مجھے عنایت فرمائی۔

۹۵۔ ایک بزرگ دوران نماز جب قعدہ میں بیٹھے تو حضور اکرم ﷺ پر درود پاک پڑھنا بھول گئے، جب سوئے تو زیارت مصطفیٰ ﷺ سے مشرف ہوئے۔ آپ نے فرمایا: ”اے میرے امتی! تو نے مجھ پر درود پاک کیوں نہیں پڑھا؟“ عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ)! میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا میں ایسا محو ہوا کہ درود پاک پڑھنا یاد نہ رہا۔ یہ سن کر آقائے کون و مکاں ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”کیا تو نے میری یہ حدیث نہیں سنی کہ تمام نیکیاں، عبادتیں اور دعائیں روک دی جاتی ہیں، جب تک مجھ پر درود پاک نہ پڑھی جائے۔ سن لے! اگر کوئی شخص روز قیامت دربار الہی میں سارے جہاں والوں کی نیکیاں لے کر حاضر ہو جائے اور ان میں درود پاک نہ ہو تو اس کی تمام نیکیاں اس کے منہ پر مادی جائینگیں اور ایک بھی قبول نہ ہوگی۔“ (درۃ الناصحین صفحہ ۱۷)

مولای صل وسلم دائماً ابداً علی حبیك خیر الخلق کلهم

۹۶۔ جناب حشیش حمصانی کو ایک رات حضور اقدس ﷺ کے ساتھ مل بیٹھنا نصیب ہوا۔ حضرت زین العابدین بن السنادیؒ جو مصر کے رہنے والے مجذوب ولی تھے، صبح حضرت حمصانی کو دیکھتے ہی فرمانے لگے کہ جو شخص گذشتہ رات اپنے حبیب (ﷺ) کے ساتھ اکٹھا بیٹھا تھا اسے کوئی گناہ اور بیماری نہیں چھوئے گی اور وہ بہترین ملاقات تھی (جامع کرامات اولیاء جلد دوم۔ صفحہ ۷۹۸ از علامہ یوسف بہانی۔ مکتبہ حامدیہ، گنج بخش روڈ، لاہور)۔

۹۷۔ حضرت ابو محمد سبأ بن سلیمان یمین کے رہنے والے اور فقیہ، عارف اور فن تجوید و قرأت کے ماہر تھے۔ آپ پر عبادت، پرہیزگاری اور ریاضت کا غلبہ تھا۔ ایک مرتبہ ”ظفر“ نامی قلعہ کے پاس سے فقیہہ ابراہیم کے ہمراہ گزرے۔ اس کے مالک شیخ عبدالوہاب نے انہیں خوش آمدید کہا اور کھانا پیش کیا، مگر آپ نے نہ کھایا اور سو گئے۔ جاگنے کے بعد پھر کھانا پیش کیا

گیا تو خوب سیر ہو کر کھایا۔ فقیہہ ابراہیم نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ پہلے مجھے اس شخص کے کھانے کا حال معلوم نہ تھا۔ سو یا تو مجھے حضرت رسول اللہ ﷺ کی زیارت بابرکت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ نے فرمایا: ”عبدالوہاب کا کھانا کھا لو، وہ ہمارا ہے۔“ یہ بات تھی جس نے مجھے اب کھانے پر ابھارا۔ اصل میں حلال و حرام کھانا کھانے میں آپ سخت احتیاط برتتے تھے۔ علامہ شرجی نے آپ کی تاریخ وفات کا ذکر نہیں کیا (جامع کرامات اولیاء جلد دوم صفحہ ۸۰۳ تا ۸۰۴)۔

۹۸۔ حضرت سعد الدین الجبائی کا شام کے معروف و مشہور صوفیا میں شمار ہے۔ سلسلہ عالیہ سعدیہ آپ ہی سے منسوب ہے۔ یہ حضرات اللہ تعالیٰ کے حکم سے دم کر کے مریض جنون کو شفا یا بکر دیتے ہیں۔ جناب محی فرماتے ہیں کہ حضرت سعد الدین اپنے والد ماجد جناب شیخ یونس شیبانی کے نافرمان ہو کر ڈاکو بن گئے تھے اور لوگوں کو لوٹنا شروع کر دیا تھا۔ بیٹے کے کر تو توں سے تنگ آ کر والد نے دعا کی کہ یا تو اللہ اس کی اصلاح فرما دے یا موت دیدے۔ اللہ پاک نے اصلاح کی دعا قبول فرمائی اور ڈاکو سے ولی بن گئے۔ حضرت رسول مقبول ﷺ، حضرت صدیق اکبر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی حالت کشف میں زیارت کی۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ارشاد فرمایا کہ اسے کھانا کھلاؤ۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعد الدین کو کھجوریں کھلائیں تو ان پر غشی طاری ہو گئی جو کئی دن جاری رہی، جب افاقہ ہو تو اللہ پاک نے آپ کی توبہ قبول فرما کر معرفت کے دروازے کھول دیئے۔

یہ بھی مشہور ہے کہ آپ نے تین آدمیوں کو ایک مرتبہ لوٹنا چاہا کہ ان میں سے ایک نے سورہ حدید کی آیت نمبر ۱۶ (ترجمہ = کیا ابھی تک مومنوں کے لئے وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر سے کانپ اٹھیں) پڑھی، جسے سن کر آپ پر لرزہ طاری ہو گیا، رونا چلانا شروع کر دیا اور گھوڑے کی پیٹھ سے اوندھے منہ گر کر بے ہوش ہو گئے، بے ہوشی سے افاقے کے بعد اپنے تمام سابقہ گناہوں سے معافی مانگی۔ حضرت رسالت مآب ﷺ نے اپنے لعاب دہن سے ترچند کھجوریں شیخ سعد الدین کو عطا فرمائیں اور ارشاد فرمایا کہ ”یہ تمہارے اور تمہاری اولاد کے لئے ہیں۔“ آپ نے انہیں قبول کر کے ان کی تعظیم کی، پھر مولیٰ کریم نے آپ کے ظاہر و باطن کی تعمیر فرمائی اور نوازشات سے نوازا۔ آپ آٹھویں صدی کے بزرگ تھے (جامع کرامات اولیاء جلد دوم صفحہ ۸۰۹ تا ۸۱۱)۔

۹۹۔ محمد اکرم (لیاقت آباد، ماڈل ٹاؤن، لاہور) نے خواب دیکھا کہ کفار اور مسلمانوں کے مابین گھمسان کی جنگ ہو رہی ہے اور میں اپنے والد صاحب کی دائیں جانب کھڑا نماز ادا کر رہا ہوں، نماز کے بعد جنگ بند ہو جاتی ہے، مگر میرے دل پر موت کا خوف ہے۔ اس جنگ میں

آنحضور ﷺ کے ہمراہ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی شریک ہیں اور وہ دونوں سب سے پہلی صف میں ہیں، جبکہ میں اور والد صاحب آخری صف میں ہیں۔ خوابوں کی روحانی تعبیر کے تحت جناب عابد عسکری نے اس خواب کی تعبیریوں بتائی:-

آپ کا خواب مبارک ہے، یہ حضرت رسالت مآب ﷺ، اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور صحابائے اکرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بے انتہا محبت و عقیدت کی علامت ہے، انشاء اللہ روحانی و مالی فائدہ حاصل ہوگا، اچھے وقت کا انتظار کریں (ہفت روزہ فیملی میگزین، لاہور۔ مورخہ ۲۸ فروری تا ۶ مارچ ۱۹۹۹ء صفحہ ۴۹)۔

۱۰۰۔ حضرت شیخ ابو طلحہ بن عیسیٰ بن ابراہیم بن ابی بکرؓ بہت بڑے ولی اور عارف باللہ تھے، آپ کی کرامات ایک بحر بے کنار ہیں اور اللہ نے آپ کو اسم اعظم کی معرفت عطا فرمائی تھی۔ مروی ہے کہ آپ نے خواب میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خرقہ پہنا تھا، جنہیں حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا۔ آپ کے بارے میں مشہور تھا کہ آپ کو بحالت بیداری حضور اکرم ﷺ کی زیارت بابرکت کا شرف حاصل تھا۔ زبید شہر کے حاکم قاضی احمد تہامی کو اس معاملے میں شک تھا۔ وہ ایک شخص کے ساتھ آپ کی خدمت میں تشریف لائے تو انہیں دیکھتے ہی آپ نے فرمایا کہ قاضی صاحب یہ تسلیم ہی نہیں کرتے کہ حضور انور ﷺ کو بیداری کی حالت میں دیکھا جاسکتا ہے۔ ادھر قاضی صاحب آپ کے پاس بالکل خاموش بیٹھے رہے تو اس شخص نے قاضی صاحب سے پوچھا کہ آپ شیخ صاحب سے سوال کیوں نہیں کرتے؟ اس پر قاضی صاحب نے کہا: اللہ کی قسم! جب میں شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے سرکار ابد قرار ﷺ کو شیخ صاحب کے نزدیک جلوہ افروز دیکھا، چونکہ قاضی صاحب خود صالح شخص تھے اس وجہ سے آپ پر یہ بات منکشف ہو گئی۔ شیخ صاحب نے ۸۰ھ میں انتقال فرمایا اور باب سہام کے مشرقی مقبرے میں دفن ہوئے۔ آپ کی قبر وہاں کی مشہور ترین قبر ہے اور لوگ بکثرت زیارت کے لئے حاضر ہوتے ہیں (جامع کرامات اولیاء حصہ دوم۔ صفحہ ۹۱۹-۹۲۳ تا ۹۲۳ سے ماخوذ)۔

۱۰۱۔ حضرت عبدالرحمن الطفسونجی (طفسونج عراق کا ایک شہر ہے) بہت بڑے ولی اور سید العارفین تھے۔ آپ سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے ہم عصر تھے اور اونچے چبوترے پر بیٹھ کر شریعت و طریقت کے علوم پر گفتگو فرمایا کرتے تھے۔ ایک صالح مرد نے حضور اقدس ﷺ کی زیارت کی اور ان کی بابت آپ سے دریافت کیا۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا: ”وہ خطیرہ قدس (یعنی جنت) کے متکلمین میں سے ہے۔“ (جامع کرامات اولیاء، جلد دوم۔ صفحہ ۹۵۱)

۱۰۲۔ حضرت ابوالقاسم عبدالرحمن بن ابی الخیر جبر الیمنیؒ بہت بڑے فقیہ اور عالم باعمل

تھے۔ ہر رات دو رکعت میں پورا قرآن مجید پڑھا کرتے تھے۔ فرماتے ہیں: قصہ بیان کرنے والوں سے سنا کرتا تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی: ”اے میرے رب! مجھے جناب محمد ﷺ کا امتی بنا دے۔“ میں اس بات کا دل میں انکار کرتا تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (موسیٰ) میں نے تمہیں اپنے پیغام اور اپنے کلام سے لوگوں میں ممتاز کیا ہے۔ (سورۃ الاعراف۔ آیت ۱۴۴)

”اور اللہ نے موسیٰ سے باتیں بھی کیں۔“ (سورۃ النساء۔ آیت ۱۶۴)۔

(اس مقام اور مرتبہ کے ہوتے ہوئے امت محمدیہ میں سے ہونے کا سوال چہ معنی دارد؟)۔ پھر میں خواب میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا تو آپ کے ہمراہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی تھے۔ میں نے عرض کیا: یا موسیٰ (علیہ السلام)! کیا آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ اے اللہ مجھے اپنے محبوب (ﷺ) کا امتی بنا دے۔ پھر سوچا کہ حضور اقدس ﷺ کی موجودگی میں مجھے ایسا سوال نہیں کرنا چاہیے اور حضور اقدس ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ)! کیا موسیٰ علیہ السلام نے یہ دعا کی تھی کہ اے میرے اللہ! مجھے حضور ﷺ کا امتی بنا دے؟ اس پر آپ خاموش رہے تو میں نے یہی سوال دہرایا، آپ پھر بھی خاموش رہے، تیسری مرتبہ اسی سوال کے دہرانے پر حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نعم نعم (ہاں ہاں)۔ اس خواب کے بعد میں نے کبھی اس بات کا انکار نہیں کیا۔ آپ کا وصال ۶۲۰ھ کے قریب ہوا (جامع کرامات اولیاء، حصہ دوم۔ صفحہ ۹۵۴ تا ۹۵۵)

۱۰۴۔ حضرت عبدالرحمن بن علی الخیارؒ، حضرت امام شافعیؒ کے مقلد اور مدینہ منورہ کے خطیب اور بہت بڑے محدث تھے، ہر فن میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے، آپ کو حضور اقدس ﷺ کی زیارت بحالت بیداری ہوا کرتی تھی۔ ایک مرتبہ حدیث پاک کی کوئی کتاب مکمل پڑھا کر دعا شروع کی، دعا کے دوران کھڑے ہو گئے اور دونوں ہاتھ پھیلا کر بہت دیر تک دعائے مانگتے رہے، درس میں شریک طلباً بھی کھڑے ہو گئے، جب کھڑے کھڑے بہت دیر ہو گئی تو کچھ طلباً تھک کر چلے گئے، مگر آپ سر جھکائے اور ہاتھ اٹھائے دعائے مانگتے رہے، جب دعا ختم ہوئی تو کسی خاص شاگرد نے عرض کیا: اتنی دیر اس طرح آپ کیوں کھڑے رہے؟ اس سے قبل ایسی بات دیکھنے میں نہ آئی تھی۔ فرمایا: اللہ کی قسم! میں اسی وقت کھڑا ہوا تھا، جب مجھے سر کا ردو عالم ﷺ نظر آئے کہ آپ کھڑے ہوئے ہمارے لئے دعا فرما رہے تھے، میں بھی آپ کی دعا میں شامل ہو گیا اور اس وقت تک شامل رہا، جب تک آپ نے دعا ختم نہ کر لی۔ یہ واقعہ زیارت بحالت بیداری میں آپ کی عظیم کرامت ہے، آپ نے ۱۰۵۶ھ میں وصال فرمایا اور جنت البقیع (بقیع

غرق) میں دفن کئے گئے (جامع کرامات اولیاء، حصہ دوم۔ صفحہ ۹۹۰ تا ۹۹۱)

۱۰۴۔ حضرت عبدالرحمن السقاف باعلویٰ مدینہ منورہ میں تشریف فرما رہے اور یہیں حضرت شیخ محمد حیات سندھی سے راہ طریقت اخذ کیا۔ خود بیان کرتے ہیں کہ میرے اور حضرت رسول اللہ ﷺ کے درمیان کوئی پردہ نہیں رہا اور یہ کہ میں نقشبندی طریقہ صرف اسی کو عطا کرتا ہوں، جس کے لئے حضرت رسول اللہ ﷺ اجازت فرمادیں۔ بقول جبرتی آپ نے ۱۱۲۲ھ میں مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا اور جنت البقیع کے عظیم قبرستان میں دفن کئے گئے (جامع کرامات اولیاء، حصہ دوم۔ صفحہ ۹۹۵)

۱۰۵۔ حضرت ابو محمد عبدالرحمن بن عمر بہت بڑے علامہ، فقیہ، محقق، کثرت سے روزہ رکھنے اور قیام فرمانے والے تھے۔ آپ کا ہر خواب صالح ہوتا تھا۔ ایک صالح خواب کی روایت خود کرتے ہیں کہ ایک سال حج کے لئے روانہ ہوا اور فیصلہ کر لیا کہ آئندہ کے لئے محکمہ قضا کو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہہ دوں گا۔ حرم شریف پہنچ کر دوبارہ اس عہد کو پختہ کیا اور تقریباً آٹھ ماہ کسی مقدمے کا فیصلہ نہ کیا، ایک رات حضور اقدس ﷺ کی زیارت ہوئی، آپ اسی جگہ جلوہ افروز تھے جہاں بیٹھ کر میں فیصلے کیا کرتا تھا، آپ کے ہمراہ صحابہ اکرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی تھے، جن میں سے میں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہچان لیا اور حضور اقدس ﷺ کے قریب بیٹھ گیا، چند مسائل میں مجھے پریشانی تھی، لہذا حضور انور ﷺ نے کرم نوازی سے ان مسائل کی بابت میرے سوالات حل کر دیئے کہ اتنے میں دو آدمی مقدمہ لئے میری طرف بڑھے تو میں نے ان سے کہہ دیا کہ میں نے مقدمہ جات کے فیصلوں کا کام ترک کر دیا ہے، تم حضور اقدس ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو، اس پر حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم ان دونوں کے درمیان فیصلہ کرو۔ مجھے یہ بہت مشکل نظر آیا لیکن میرے لئے اطاعت کے سوا کوئی چارہ نہ تھا پس میں نے ان دونوں کے درمیان فیصلہ کیا اور میری آنکھ کھل گئی۔ آپ کا وصال ۸۰ھ میں ہوا (جامع کرامات اولیاء، حصہ دوم۔ صفحہ ۹۵۹ تا ۹۶۱)

۱۰۶۔ جامع کرامات اولیاء کے مؤلف علامہ یوسف نبہانی فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی شیخ اسمعیل نبہانی اس وقت حیات ہیں، نوے سال کی عمر ہونے کے باوجود بھگد بھگد صحت مند ہیں، تمام حواس درست ہیں، قرآن کریم کی حسب سابق بکثرت تلاوت کرتے اور تین بار حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کر چکے ہیں، میری والدہ کے ہمراہ حضور سرور کائنات ﷺ کی زیارت سے بھی مشرف ہو چکے ہیں، نہایت سچے انسان ہیں کیونکہ زندگی میں کبھی جھوٹ نہیں بولا، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں بحفاظت رکھے، آپ کی برکات و دعاؤں سے اللہ تعالیٰ مجھے نفع بخشے اور

آپ مجھ سے راضی رہیں (جامع کرامات اولیاء، حصہ دوم۔ صفحہ ۹۹۶)

۱۰۷۔ علامہ یوسف بیہانیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت الشیخ سلیم المسوتی الدمشقی الحنفی الخلوئیؒ میرے شیخ اور استاد تھے، بلاشک و شبہ آپ ولی اللہ، عالم، علامہ اور عارف تھے اور صاحب کرامات و اسرار و انوار تھے۔ ۲۹ ربیع الثانی ۱۳۲۳ھ اچانک شیخ موصوف بیروت میں میرے غریب خانے پر تشریف لائے، میں نے آپ کا چہرہ پر نور دیکھا تو ولایت و صلاح کی علامات نظر آئیں، یہ سب اللہ تعالیٰ کے اس فضل و کرم اور عطا کی بدولت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مومن کے دل میں فراست رکھی ہے، میں نے بھی اس فراست سے جان لیا کہ آپ عامل علمائے میں سے بہترین اور عارف اولیاء کرام میں سے بزرگ شخصیت ہیں، میں نے آپ کے مبارک ہاتھوں کو کئی مرتبہ بوسہ دیا اور آپ سے اجازت طلب کی، پس آپ نے مجھے ہر اس طریقت و شریعت کی بات کی اجازت عطا فرمادی، جن کے آپ حامل و وارث تھے نیز جو بھی آپ نے اپنے مشائخ کرام سے معقول و منقول حاصل کیا تھا، اس کی بھی اجازت دے دی اور جو اسرار و انوار آپ نے حضرت رسول اللہ ﷺ سے بلا واسطہ حاصل فرمائے تھے، ان کی بھی اجازت عنایت فرمادی، اس کی بھی اجازت دی کہ میں سورہ یسین کو ہر دنیوی و اخروی بھلائی کے لئے پڑھا کروں اور دنیا و آخرت کے شر کو دور کرنے کے لئے اس کی تلاوت کیا کروں، مزید بتایا کہ آپ خود اپنے ہر ارادے کے حصول کے لیے اسے پڑھتے ہیں اور وہ حاصل بھی ہو جاتا ہے۔ بیماریوں سے شفا کے لیے بھی اس کی قرأت تیر بہدف ہے، ہاں اگر مریض ایسا ہے کہ اس کی موت آن پہنچی ہے تو وہ نہیں ٹل سکتی لیکن اس کی تلاوت سے موت کی سختی دور ہو جاتی ہے (جامع کرامات اولیاء، حصہ دوم۔ صفحہ ۸۴۰ تا ۸۴۲)

۱۰۸۔ حضرت زین العابدین بن عبدالرؤف المناویؒ مصر کے اکابر اولیاء میں تھے۔ سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔ حصول علم کے بعد ”طریقت“ کی طرف متوجہ ہوئے۔ اب ہر وقت نماز اور ذکر میں مشغول رہتے اور ایسے امور سرزد ہوتے، جو خلاف عادت تھے۔ دوران ذکر حضور اقدس ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا کرتے تھے۔ ایک وضو سے رات دن (۲۴ گھنٹے) گزار لیا کرتے تھے۔ پاس بیٹھنے والا جو بھی ہوتا آپ کو اس کے حالات کا علم ہو جاتا تھا۔ حضرت طعیمہ صعیدی مصریؒ جو علم ارواح میں بہت بڑے ولی گذرے ہیں، ان کے سامنے ایک انسان نور کی مانند یا نور انسان کی مثل موجود ہے۔ حضرت حمصانیؒ جو مشائخ و عارفین سے تھے، نے ان سے دریافت کیا کہ یہ کون ہے؟ فرمایا: یہ زین العابدین مناویؒ ہیں، جنہیں اہل برزخ پر محافظ مقرر کیا گیا ہے۔ ۱۰۲۲ھ میں انتقال فرمایا۔ آپ کے والد حضرت امام مناویؒ نے

بھی آپ کی بہت تعریف کی ہے (جامع کرامات اولیاء، جلد دوم۔ صفحہ ۷۹۲ تا ۷۹۳ سے ماخوذ)۔

۱۰۹۔ حضرت خلیفہ بن مسعود المغربی الجابریؒ کا تعلق بنو جابر سے تھا۔ رنگ کالا تھا مگر چمک

دک والے تھے۔ صاحب مکاشفات، صاحب کرامات عالم اور پیشوا تھے۔ حضرت قاضی شہاب

الدین ابن عوجان مالکیؒ فرماتے ہیں کہ حج کے بعد جب میں مدینہ منورہ میں حضور اقدس ﷺ

کے روضہ اطہر پر حاضر ہوا تو خواب میں میں نے آپؐ کو دیکھا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ ”جب

واپس جاؤ تو ”خفیر ایلیا“ کو میرا سلام پہچانا۔“ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ)! یہ کون شخص

ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ”خلیفہ۔“ اس کے بعد ان کا معاملہ مشہور ہو گیا۔ ۸۳۳ھ میں بمقام ”ماملا“

وصال فرمایا اور آپ کی قبر زیارت گاہ خاص و عام ہے (جامع کرامات اولیاء، جلد دوم۔ صفحہ ۷۳۱)

۱۱۰۔ حضرت الشیخ خلیفہ امام وقت، عالم، زاہد اور نہایت متقی تھے۔ آپ سے مکاشفات

کا صدور بہت ہوتا تھا۔ ابن بطوطہ نے اپنے مشہور سفر نامے میں لکھا ہے کہ مجھے شیخ موصوف

کے ایک ثقہ ساتھی نے بتایا کہ شیخ خلیفہؒ کو خواب میں حضرت رسول کریم ﷺ کی زیارت ہوئی

تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: ”اے خلیفہ! ہماری زیارت کرنے آؤ۔“ پس خلیفہؒ مدینہ منورہ کے لیے

روانہ ہو گئے۔ باب السلام سے مسجد نبوی (علی صاحبہ صلوٰۃ و سلاما) میں داخل ہوئے اور حضور اقدس

ﷺ کو سلام کر کے ایک ستون سے ٹیک لگا کر اس طرح بیٹھ گئے کہ اپنا سر گھٹنوں پر رکھ لیا۔

صوفیاء کی اصطلاح میں اس طرح بیٹھنے کو ”ترقیق“ کہتے ہیں، کچھ دیر بعد جو سراٹھایا تو اپنے سامنے

چار روٹیاں، دودھ سے بھرا ایک برتن اور ایک تھال میں کھجوریں رکھی دیکھیں۔ آپ اور آپ

کے ساتھیوں نے یہ چیزیں کھائیں اور پھر اسکندر یہ واپس چلے گئے۔ اس سال انہوں نے حج

نہیں کیا (جامع کرامات اولیاء، جلد دوم۔ صفحہ ۷۳۰ تا ۷۳۱)

۱۱۱۔ حضرت الشیخ خلیفہ بن موسیٰ النہرملکیؒ کی نسبت عراق کی سر زمین میں موجود ”نہر الملک“

سے ہے، آپ جلیل القدر بزرگ، بلند مرتبہ شیخ طریقت تھے اور بکثرت حضور اقدس ﷺ کی

زیارت بابرکت سے مشرف ہونے والے تھے۔ ایک مرتبہ ایک رات میں ۷۱ مرتبہ زیارت سے

مشرف ہوئے۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: ”اے خلیفہ! بے قرار رہے چلین نہ ہو، بہت سے

اولیاء میرے دیدار کی حسرت لئے فوت ہو گئے۔“ پھر آپؐ نے انہیں ایک استغفار سکھائی (جو

جامع کرامات اولیاء، جلد دوم کے صفحہ ۷۲۸ پر تحریر ہے)

۱۱۲۔ حضرت الشیخ خلیفہ بن موسیٰ النہرملکیؒ کی یہ بہت بڑی کرامت تھی کہ آپ سوتے

جاگتے (بحالت بیداری) حضور رسالت مآب ﷺ کی زیارت کیا کرتے تھے، جب وقت وصال

قریب آیا تو آپ کی زبان پر تشہد اور کلمہ لا الہ الا اللہ کا ورد جاری تھا۔ فرمانے لگے: یہ

دیکھو میرے سامنے جناب رسالت مآب ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تشریف فرما ہیں، مجھ پر رحمتوں کا نزول ہو رہا ہے، فرشتے موجود ہیں، جنہیں بہت جلدی ہے کہ وہ مجھے لے کر اللہ کریم کے پاس جائیں، جب نماز جنازہ کا وقت آیا تو غیب سے بہت بلند آواز آئی (ترجمہ = مسلمانو! اللہ تعالیٰ کے دوست کی نماز جنازہ بہت جلد ادا کی جانے والی ہے)۔ فرشتے بھی نماز جنازہ ادا کرنے کے لئے موجود تھے۔ نماز جنازہ کے بعد آپ کو ”نہر الملک“ میں دفن کیا گیا، جو بغداد سے جانب مغرب ہے۔ آپ اسی علاقے کے ایک گاؤں کے رہنے والے تھے جو ”قریۃ الاعراب“ کہلاتا تھا (جامع کرامات اولیاء جلد دوم۔ صفحہ ۲۹ تا ۳۰)۔

۱۱۳۔ جناب الحجی نے لکھا ہے کہ حضرت السید حاتم بن احمد الاحمدل کا مورخین کی ایک جماعت نے تذکرہ کیا ہے اور اس قدر تعریف کی ہے کہ اس سے زیادہ ہو نہیں سکتی۔ آپ علوم و معارف کی تمام اقسام میں یکتائے روزگار تھے، جسے جی بھر کر دیکھ لیتے اس کی بُری عادات صفات محمودہ میں تبدیل ہو جاتی تھیں۔ ایک مدت تک حرین شریفین میں قیام پذیر رہے، پھر یمن کے ایک غیر معروف علاقے کو اپنا وطن بنالیا۔ فرماتے تھے کہ مجھے حضور نبی کریم ﷺ نے اس علاقے اور اس ولایت کا والی مقرر کیا ہے (جامع کرامات اولیاء، جلد دوم۔ صفحہ ۶۱۲)۔

۱۱۴۔ حضرت ابو محمد الحسن بن عمر الحمیری بہت بڑے فقیہ، عارف اور محقق تھے۔ حصول علم کے لیے سخت محنت کرتے، پوری پوری رات مطالعہ کرتے گزار دیتے، کھانا کھاتے نہ پانی طلب کرتے اور نہ ہی اہل و عیال میں مشغول ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ کو حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت بابرکت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ کے ہمراہ صحابائے اکرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حضرت امام شافعیؒ بھی تھے۔ حضرت حسن نے عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ)! اس زیارت کا میں کس وجہ سے حقدار ہوا؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ”علم میں تیری محنت شاقہ اس کا سبب بنی۔“ آپ ”لب“ نامی شہر کے باشندے تھے۔ ۷۶۷ھ میں وصال فرمایا (جامع کرامات اولیاء، جلد دوم۔ صفحہ ۶۶۱ تا ۶۶۲)۔

۱۱۵۔ حضرت ابو محمد الحسن بن عمر الحمیری بہت بڑے فقیہ، عالم، عابد و زاہد، تنہائی پسند اور گوشہ نشین تھے۔ خواب میں آپ کو حضور اقدس ﷺ کی زیارت ہوتی تھی، جن میں ہونے والے واقعات اور غیب کی خبریں دیا کرتے تھے۔ (جن کا تعلق چوری وغیرہ سے ہوتا تھا یعنی فلاں کی چوری شدہ چیز فلاں کے پاس ہے)۔ اس سلسلے میں آپ کے بہت سے واقعات مشہور ہیں جو آپ کے سچے اور ولی ہونے کی تصدیق کرتے ہیں، جب ۷۸۱ھ میں وصال ہوا تو عمر تقریباً ایک سو برس تھی (جامع کرامات اولیاء، جلد دوم۔ صفحہ ۶۶۵)۔

۱۱۶۔ ایک مرتبہ جناب کاشف غنیم حضرت حسن حانی کی زیارت کے لیے گئے، تو انہیں

حضور اقدس ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ ”اپنے مریدین میں اعلان کر دو کہ ان میں سے کوئی لوگوں کی کاشت کردہ اشیاء میں سے گری پڑی کوئی چیز نہ کھائے۔“ جب کاشف غنیم حضرت حسن حافی کے پاس آگئے تو ان کی جماعت کے ایک آدمی پر وجد طاری ہو گیا، جس پر حضرت حسن حافی نے فرمایا کہ یہ شخص مکاری کر رہا ہے، اس نے تمہارے حکم کی خلاف ورزی کی ہے اور تمام راستہ لوگوں کی کاشت کردہ اشیاء میں سے گری پڑی کھاتا ہوا آیا ہے۔ اس کی تلاشی لی گئی تو اس کے پاس سے چند اشیاء برآمد ہوئیں اور اس نے اپنی غلطی کا اعتراف بھی کر لیا۔ یہ حضرت حسن حافی کی کرامت تھی (جامع کرامات اولیاء، جلد دوم۔ صفحہ ۶۷۳ تا ۶۷۵)

۱۱۷۔ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ ایک رات حضرت رسول اللہ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی دائیں جانب، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بائیں جانب اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سمانے بیٹھے تھے، میں بھی سامنے بیٹھ گیا کہ اتنے میں دو آدمی نظر آئے، جو حضور اقدس ﷺ کے سامنے بیٹھے تھے، ان میں سے ایک نے دوسرے کے خلاف اپنے حق کے مطالبہ کا دعویٰ کیا تو آنحضور ﷺ نے میری طرف نظر التفات فرمائی اور ارشاد کیا: ”اے ابوالقاسم! ان دونوں میں فیصلہ کرو۔“ میں آپ کی عظمت اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی حشمت کے پیش نظر خاموش رہا، آپ نے دوسری اور پھر تیسری مرتبہ یہی ارشاد فرمایا مگر میں ہر مرتبہ آپ کی ہیبت، بزرگی اور جلالت شان کی وجہ سے خاموش رہا، پھر آپ نے چوتھی مرتبہ مجھے فرمایا: ”ان کے درمیان فیصلہ کرو، میں نے تمہیں لوگوں کے لئے حاکم اور قاضی کا منصب عطا فرما دیا ہے۔“ یہ سب کچھ دیکھ کر میں بیدار ہو گیا (جامع کرامات اولیاء، جلد دوم۔ صفحہ ۶۰۵)

آپ کی روحانی تربیت آپ کے ماموں حضرت سری سقطیؒ نے کی تھی۔ آپ علی الاطلاق صوفیائے کرام کے شیخ اور بالاتفاق ان کے امام ہیں، جب لفظ سید الطائفہ لکھنے یا بولنے میں آئے تو اس سے مراد حضرت ابوالقاسم جنید بغدادیؒ ہی کی شخصیت ہے۔

۱۱۸۔ حضرت سلطان محمد بن بایزید خانؒ کی سلطنت میں حضرت بیر الیاس اماسیؒ عارف شیخ اور عارف ربانی صدر الدین شروانیؒ کے دوست تھے۔ حضرت صدر الدین ان پڑھ تھے، پس حضرت بیر الیاس اماسیؒ چالیس روزہ خلوت میں ان کے ساتھ مجاہدات و ریاضت کر کے اپنے وطن شروان واپس چلے گئے اور گیارہ سال وہاں مجاہدات و ریاضات میں مشغول رہ کر حضرت زین الغانی خراسانیؒ کی شہرت سن کر ان کی خدمت میں جانا چاہا تو آپ نے حضور امام الاعمیاء ﷺ کی خواب میں زیارت کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ”اے الیاس! صدر الدین کے پاس جاؤ۔“ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم پا کر آپ ان کی طرف چل پڑے، جب قریب پہنچے تو حضرت

صدر الدین نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: آج مولیٰ الیاس آرہے ہیں، تم لوگ ان کا استقبال کرو۔ آپ حضرت صدر الدین کی خدمت میں پہنچے اور ان کے ہاتھ چومے تو انہوں نے فرمایا: اے مولیٰ! بہت سے لوگوں کو خود حضور اقدس ﷺ رشد و ہدایت کا پیغام دیتے ہیں۔ آپ عرصہ دراز تک حضرت صدر الدین کے پاس مجاہدات و ریاضت میں مشغول رہ کر اپنے وطن واپس ہوئے اور حضرت صدر الدین کے وصال کے بعد اپنے گاؤں اماسیہ میں محفل ارشاد شروع کی۔ یہ بات مشہور ہے کہ موت کے بعد جب آپ کو نہلانے کے لیے تختے پر رکھا گیا، جو ایک چبوترے پر تھا تو چبوترے کی ایک سمت گر گئی، جس پر آپ نے تختے کی ایک سائڈ کو اپنے ہاتھوں سے پکڑ لیا تاکہ وہ گرنے سکے۔ سوا دید کے مقام پر آپ دفن ہیں (شقائق نعمانیہ) (جامع کرامات اولیاء، جلد دوم۔ صفحہ ۵۲۶ تا ۵۲۷)۔

۱۱۹۔ حضرت شیخ ایوب بن احمد خلوتی حنفی دمشقی استاد کبیر، ائمہ مرشدین، مشاہیر عارفین، اعیان علمائے عالمین اور اولیائے مقربین میں شامل ہیں۔ آپ نے خود حضور سید المرسلین ﷺ کا جمال جہاں آرا دیکھا اور آپ کے ہمراہ عشرہ مبشرہ تھے۔ حضور اقدس ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا: ”ایوب سے کہیے اس زمانہ کے لیے مبارک خوشی ہے جس میں تم ہو۔“ گویا اس ارشاد پاک میں حضرت ایوب کے قصیدہ ہمزئیہ کی طرف اشارہ ہے۔ آپ ہر وقت لا الہ الا اللہ پڑھتے رہتے تھے یہاں تک کہ ہر سانس کے ساتھ اسی کلمہ کی آواز آتی تھی۔ فرماتے تھے کہ اگر ابتدا میں معلوم ہو جاتا کہ لا الہ الا اللہ میں کیا سرار ہیں تو کوئی دوسرا ذکر اختیار نہ کرتا، کیونکہ تمام اذکار سے جلدی اثر کرنے والا ذکر لا الہ الا اللہ اور سورہ اخلاص کا ذکر ہے (جامع کرامات اولیاء، جلد دوم۔ صفحہ ۵۲۷ تا ۵۲۸)

۱۲۰۔ حضرت شیخ ایوب بن احمد خلوتی حنفی دمشقی فرماتے ہیں کہ میں نے حقیقتاً ظاہری دنیا میں اس رات یہ واقعہ دیکھا جب میں اپنا قصیدہ ہمزئیہ شان مصطفیٰ ﷺ میں نظم کر رہا تھا کہ میرے سامنے ایک ایسا درخت آیا، جیسا قرآن مجید میں اللہ پاک نے ذکر کیا ہے، اس کی جڑیں تو زمین میں تھیں اور شاخیں آسمان پر، اس پر انوار یوں برس رہے تھے گویا سورج کی شعاعیں ہیں، میں اس درخت پر چھا گیا اور اس کے پیچھے وسیع فضا دیکھی جس کی حد و انتہا نہ تھی، کیا دیکھتا ہوں کہ سید کل علیہ السلام میری جانب تشریف لارہے ہیں اور آپ کے ہمراہ اس قدر مخلوق ہے کہ اس کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے، آپ کے جسم اطہر کے ہر ہر مسام سے نور کی شعاعیں پھوٹ رہی ہیں، آپ جب بھی مجھے نوازتے ہیں تو تھوڑا آگے جھک کر اپنا سر مبارک میرے سر کے اوپر، اپنا سینہ مبارک میرے سینے کے اوپر فرمالتے ہیں اور اپنے دونوں دست مبارک میری پشت پر رکھ کر

فرماتے ہیں: ”اللہ تم میں برکت ڈالے اور اس زمانے میں بھی جس میں تم ہو۔“ الحمد للہ حضور اقدس ﷺ کا فیضِ فضلی شامل حال رہا ہے (جامع کرامات اولیاء، جلد دوم۔ صفحہ ۵۲۸ تا ۵۲۹)۔ آپ فرماتے تھے: عارف وہ نہیں جو جیب سے خرچ کرے، بلکہ عارف تو وہ ہے جو غیب سے خرچ کرے۔ آپ کی بے شمار کرامات ہیں اور تاریخِ وفات اس فقرے سے نکلتی ہے ”الشیخ ایوب قطب“ (۱۰۷۱ھ)۔ دمشق میں غرباً کے قبرستان میں فرادیس کے مقبرے میں دفن ہیں۔

۱۲۱۔ ماسٹر مقصود احمد صاحب بیان کرتے ہیں: میں نے اپنے چک ۶۱ ج ب دھروڑ فیصل آباد میں روزانہ ”آب کوثر“ کا درس دینا شروع کیا، آب کوثر مکمل ہونے کے بعد ”البرہان“ کا درس دینا شروع کر دیا، رات تیاری کرتا اور بعد نماز فجر درس دیتا، ایک رات البرہان کا مطالعہ کر رہا تھا کہ یہ حدیث پاک سامنے آئی کہ جو مومن مجھے خواب میں دیکھے گا دوزخ میں نہیں جائے گا۔ میں نے بارہ تیرہ مرتبہ اسے پڑھ کر دربار رسالت مآب ﷺ میں یوں عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ)! کرم ہو جائے اور مجھے بھی خواب میں آپ کے دیدار کی نعمت نصیب ہو جائے۔ یہ عرض کر کے ہزار بار درود پاک پڑھ کر سو گیا، رات دو بجے آنکھ کھلی، پھر تازہ وضو کر کے لیٹ گیا، آنکھیں سو گئیں مگر قسمت جاگ اٹھی، جی بھر کر دیدارِ مصطفیٰ ﷺ سے مشرف ہوا، دست بوسی کی اور عرض کیا کہ مجھ پر کرم کس وجہ سے ہوا؟ حضور اقدس ﷺ نے اس پر ارشاد فرمایا: ”آب کوثر اور البرہان کے درس دینے کی وجہ سے میں تمہیں ملنے آیا ہوں۔“ اس کے بعد آنکھ کھل گئی (آب کوثر از قلم حضرت علامہ الحاج مفتی محمد امین صاحب مدظلہ۔ صفحہ ف۔ ناشر = دارالعلوم امینیہ رضویہ۔ محمد پورہ، فیصل آباد)

۱۲۲۔ شیخ محمد عامر بیان کرتے ہیں کہ مورخہ ۱۲ ربیع الاول ۱۴۱۵ھ بمطابق ۱۳ اگست ۱۹۹۴ء بروز یک شنبہ میں نے خواب دیکھا کہ جامعہ مسجد گلزار مدینہ، محمد پورہ، فیصل آباد خوب سچی ہوئی ہے۔ میں نے قاری مسعود احمد حسان صاحب سے دریافت کیا کہ آج مسجد اتنی کیوں سجائی گئی ہے؟ انہوں نے بتایا کہ مسجد میں حضور اقدس ﷺ تشریف لائے ہوئے ہیں۔ میں نہایت خوش خوش اندر گیا تو دیکھا کہ آقائے دو جہاں ﷺ محراب کے قریب جلوہ افروز ہیں اور علامہ الحاج مفتی محمد امین صاحب اور آپ کے صاحبزادے مولانا محمد سعید احمد اسعد صاحب (ناظم اعلیٰ جامعہ امینیہ رضویہ، فیصل آباد) بھی حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہیں، میں نے آگے بڑھ کر حضور پر نور ﷺ کی دست بوسی کی، پھر مولانا محمد سعید احمد اسعد صاحب نے آپ کی خدمت اقدس میں کتاب ”آب کوثر“ پیش کی، تو حضور اکرم ﷺ نے نہایت محبت سے کتاب پر اپنا دست مبارک پھیرا اور کتاب کو اپنے دست مبارک میں لے کر اپنے سینہ انور

سے لگایا اور ارشاد فرمایا: ”یہ کتاب بہت اچھی ہے۔“ بعدہ ’حضرت مفتی صاحب کے کندھے پر دست مبارک رکھ کر دعا فرمائی (آب کوثر۔ صفحہ ۸)۔

۱۲۳۔ چند ماہ قبل پیپلز کالونی، فیصل آباد سے شاہ صاحب غالبان کا اسم شریف ریاض علی شاہ صاحب ہے، علامہ الحاج مفتی محمد امین صاحب کے پاس دارالعلوم امینیہ رضویہ میں تشریف لائے اور بیان کیا کہ سخت پریشان ہوں، کاروبار تباہ ہو گیا ہے، لاکھوں کا مقروض ہوں، میرے لئے کچھ کیجئے۔ مفتی صاحب نے ان کو آب کوثر دے کر کہا کہ شاہ صاحب اس کو پڑھیے، انشاء اللہ آپ کے تمام مسائل حل ہو جائیں گے۔ تقریباً چھ ماہ بعد تشریف لائے تو بہت خوش تھے، بتایا کہ قرض اب صرف ڈیڑھ لاکھ روپیہ باقی رہ گیا ہے، ہوا یوں کہ آب کوثر پڑھنے سے کثرت سے درود شریف پڑھنے کا شوق پیدا ہو گیا، ایک روز درود شریف پڑھ کر دعا مانگنے جو بیٹھا تو گریہ طاری ہو گیا اور خوب رورو کر دعا مانگی، اس کے پانچ دن بعد خواب دیکھا کہ میں کہیں جا رہا ہوں، ایک کشادہ اور پر فضا مقام پر نہایت نورانی چہرے والے ایک بزرگ قرآن پاک تلاوت کر رہے ہیں، انہوں نے مجھے دیکھنے کے بعد پھر پڑھنا شروع کر دیا تو میں نے اپنے ساتھی سے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں؟ اس نے کہا: آپ ہی تو حضرت رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی، میں نے یہ خواب ایک دوست کو سنایا تو انہوں نے کہا: شاہ صاحب! اب آپ کا کام ہو گیا، کیونکہ حضور اقدس ﷺ کی جس پر بھی نظر کرم ہو جاتی ہے اس کے ہر دو جہاں سنور جاتے ہیں۔ ہوا بھی یہی اور سات کالاکھ قرض اب صرف ڈیڑھ لاکھ رہ گیا ہے، بلکہ ہفتہ قبل اسلام آباد میں ایک بہترین ملازمت بھی مل گئی ہے۔ وہاں دو دوستوں نے کہا یہ کتاب ”آب کوثر“ ہمیں بھی لا کر دو۔ پس مفتی صاحب نے دو کتابیں شاہ صاحب کی خدمت میں پیش کر دیں (آب کوثر۔ صفحہ ۸ تام سے ماخوذ)۔

مولای صل وسلم دائماً ابداً علی حبیبک خیر الخلق کلہم

۱۲۴۔ حاجی محمد احمد صاحب نے خواب میں دیکھا کہ حضرت اقدس رسول کریم ﷺ جامع مسجد الحسن جامعہ اشرفیہ، فیروز پور روڈ، لاہور کے صحن میں نماز ادا فرما رہے ہیں اور مسجد کا صحن سنگ مرمر کا ہے، جب بیدار ہوئے تو سوچا کہ مسجد کا صحن تو اینٹوں کا بنا ہوا ہے، لیکن سرکار دو عالم ﷺ کو سنگ مرمر کے فرش پر نماز پڑھتے دیکھا ہے، پس اللہ تعالیٰ نے دل میں یہ بات ڈالی اور چار کینال کی اس مسجد کا فرش سنگ مرمر کا بنا دیا۔ یہ مسجد نہایت خوبصورت اور قابل دید ہے۔ حاجی محمد احمد صاحب مرحوم سیٹھ احمد کے نام سے مشہور تھے۔ حضرت مفتی محمد حسن صاحب (خلیفہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ و بانی جامعہ اشرفیہ، لاہور) سے اس

قدر قریب تھے کہ حضرت مفتی صاحب نے انہیں اپنا بیٹا بنایا ہوا تھا۔ آخری دم تک جامعہ اشرفیہ کی خدمت مفتی صاحب کی یادگار سمجھ کر کرتے رہے۔ کراچی میں سریے کا کارخانہ قائم ہے۔ کچھ عرصہ قبل انتقال فرما چکے ہیں (مجھے یہ خواب گذشتہ سال ۱۹۹۸ء میں جناب مولانا سید فہیم الحسن تھانوی نے عنایت فرمایا، جس کے لیے میں ان کا شکر گزار ہوں)۔

۱۲۵۔ ”شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات“ خلیق احمد نظامی نے مرتب کیے۔ (ادارہ اسلامیات، لاہور۔ ترجمہ مکتوب یازدہم بنام شیخ محمد عاشق پسرہلنی)

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر سجادہ نشین اسلاف کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ فقیر ولی اللہ عنہ کی جانب سے بعد سلام محبت التیام مطالعہ کریں۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے خیر و عافیت دے رکھی ہے۔ دیگر اس کہ کل میں بعد از نماز جمعہ اپنے مقررہ وقت سے پہلے مجلس سے اٹھ گیا تھا اور آل عزیز کو جلد رخصت کر دیا تھا، اس کی وجہ یہ تھی کہ کہیں ہجوم خلق پریشان نہ کر دے، بادشاہ اور اس کی والدہ آئے تھے، پہلے مسجد میں زنانہ کا انتظام کیا گیا، اس صورت سے بادشاہ کے آنے کی غرض یہ تھی کہ بے تکلف ہو کر کچھ دیر ٹھہرے، تقریباً تین چار گھنٹے وہ بیٹھا اور کھانا بھی کھایا، اس کی زیادہ تر باتیں مخلوق خدا کی بھلائی کے کاموں میں مدد چاہنے سے متعلق تھیں اور وہ اس بات پر افسوس کرتا تھا کہ اس نے اعتکاف کے زمانے میں جن باتوں کو اپنے اوپر لازم کر لیا تھا، وہ آشکارا ہو گئیں، مزید یہ بھی دریافت کرتا تھا کہ آیا مجھ سے کون سی ایسی لغزش ہو گئی جس کی وجہ سے صفائی قلب جاتی رہی؟ اس نے یہ بھی بتایا کہ اس سے پہلے میں خواب میں مشاہدہ جمال مصطفیٰ ﷺ سے مشرف ہوتا تھا مگر اب ”زیارت“ نہیں ہوتی۔ گفتگو کے درمیان اپنے مندرجہ ذیل تین خواب بیان کیے:-

پہلا خواب = اس نے بتایا کہ جس وقت رفیع الدولہ کو تخت شاہی پر بٹھایا گیا تھا تب میں نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ رفیع الدولہ کے بعد کون بادشاہ ہوگا؟ فرمایا: روشن اختر (محمد شاہ)۔ میں نے عرض کیا کہ روشن اختر کے بعد کون ہوگا؟ فرمایا: ایک اور ہے جس کا ہونا نہ ہونے کے برابر ہے۔ میں نے عرض کیا اس کے بعد کون ہوگا؟ فرمایا: تو۔ پھر میں نے یہ دریافت نہیں کیا کہ میری حکومت کب تک چلے گی؟

۱۲۶۔ دوسرا خواب = جس وقت نادر شاہ کی طرف سے قتل عام ہوا تو میں نے آنحضرت ﷺ

کو خواب میں دیکھا کہ ایک حصار کھینچ رہے ہیں اور اشارہ فرما رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا: حضور (ﷺ) یہ کیا ہے؟ فرمایا: ”ایک زبردست آگ لگی ہے میں نے حصار کر دیا ہے تاکہ قلعہ محفوظ رہے۔“

۱۲۷۔ تیسرا خواب = میں نے خواب دیکھا کہ آنحضرت ﷺ ایک کلغی دست مبارک سے

تیار فرما رہے ہیں اور ارشاد ہوتا ہے کہ ”تیرے واسطے بنا رہا ہوں۔“
 فقیر (شاہ ولی اللہ) نے بادشاہ سے خواب میں آنحضرت ﷺ کے دست مبارک پر
 بیعت ہونے کا طریقہ بیان کیا اور بادشاہ سے آنحضرت ﷺ کی صورت مبارک کے تصور
 کے لیے کہا تو اس نے بتایا کہ رفیع الدولہ اور روشن اختر والے خواب میں جو صورت مبارک
 دیکھی تھی وہ میرے ذہن میں حاضر ہے۔ فقیر نے کہا کہ اسی کو اپنے دل میں رکھو۔ اس گفتگو
 کے بعد مسجد میں فقیر کے ساتھ نماز پڑھ کر بادشاہ رخصت ہوا۔ والسلام۔

۱۲۸۔ کتب خانہ خدا بخش بانکی پور، پٹنہ (عظیم آباد) (بہار، بھارت) میں ایک مرتبہ خود
 حضرت رسول ﷺ جلوہ افروز ہوئے تھے۔ عہد اورنگ زیب عالمگیر کی تاریخ کے ماہر جادو
 ناتھ سرکار نے اس واقعہ کو قلمبند کیا ہے۔ ہم یہ واقعہ وہیں سے نقل کرتے ہیں:

خدا بخش صاحب نے کہا: ”ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ کتب خانے سے
 ملی ہوئی گلی میں کچا کھج لوگ بھرے ہیں، میں بھی گھر سے باہر آ گیا، لوگ چلانے لگے: ”رسول
 اللہ ﷺ تمہارے کتب خانے کی دید کے لئے تشریف لائے ہیں، تم کہاں ہو؟“ میں اس کمرے
 کی طرف دوڑا جہاں قلمی کتب رکھی تھیں، مگر اس وقت تک رسول اللہ ﷺ تشریف لے جا
 چکے تھے، البتہ میز پر دو قلمی کتابیں کھلی رکھی تھیں۔ لوگوں نے بتایا کہ ان دونوں کو حضرت
 رسول اللہ ﷺ ملاحظہ فرما رہے تھے۔ ان دونوں قلمی کتابوں پر کتب خانے کے بانی نے ایک
 نوٹ لکھا ہے کہ کسی بھی حالت میں ان کتابوں کو کتب خانے سے باہر نہ لے جایا جائے۔

سر علی امام لکھتے ہیں: ”خدا بخش مرحوم بڑی دلکش شخصیت کے مالک اور قدیم اسلامی
 تہذیب کے سانچے میں ڈھلے ہوئے تھے، انہیں دیکھ کر مجھے وہ تصویریں یاد آ جاتی تھیں جو
 داستان الف لیلہ کی ایک باتصویر جلد میں میں نے کہیں دیکھی تھیں۔ عجب اتفاق ہے کہ جب میں
 پہلی بار ان سے ملا تھا، اسی دن ہندوستان کے مشہور عالم مولانا شبلی نعمانی سے بھی میری ملاقات
 ہو گئی جو اس وقت خدا بخش مرحوم کے مہمان کی حیثیت سے ان کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے،
 ہم سب نے مل کر ایک کھلے میدان میں چائے پی، جہاں سے لہلہاتی فصلوں کے بڑے بڑے
 کھیت نظر آتے تھے۔ اُس سے پرے دریائے گنگا کا پانی لہریں لے رہا تھا، ان کا نایاب خزانہ بہترین
 قلمی کتابوں کی صورت میں مولانا شبلی کے ملاحظہ کے لئے پھیلا ہوا تھا اور مولانا ایسی چیزوں
 کے مانے ہوئے ماہر سمجھے جاتے تھے، ایک کے بعد دوسری نادر و نایاب کتاب اٹھائی گئی اور اس کا
 معائنہ ہوتا رہا، جب تک یہ شغل جاری رہا میں گویا مبہوت و مسحور بیٹھا انہیں دیکھتا رہا۔ نادر
 چیزوں کے جمع کرنے کا فخر، انہیں پرکھنے کا جوش و خروش اور قدیم چیزوں کی محبت سے خدا بخش

مرحوم کا چہرہ دمک رہا تھا، کچھ ایسی ہی کیفیت مولانا شبلی کے چہرے سے جھلکتی تھی، جو اس وقت مجھے اسلامی تہذیب اور علمی تہجر کا مجسمہ نظر آتے تھے۔“ (سید مبارک الدین رفعت، ایک مشرقی کتب خانہ (کتب خانہ خدا بخش، بانکی پور، پٹنہ) علی گڑھ، انجمن ترقی اردو۔ ۱۹۵۰ء)۔

۱۲۹۔ حضرت سیدنا احمد بن اور لیس کے خلیفہ اعظم حضرت شیخ ابراہیم رشید (متوفی مکہ مکرمہ ۱۲۹۱ھ) فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے حضرت سے عرض کیا کہ مجھے کبھی حضور اقدس ﷺ کی زیارت نصیب نہیں ہوئی۔ آپ نے فرمایا: بیٹھو ہم تمہیں زیارت کرا دیتے ہیں۔ ہوا یوں کہ ہم ابھی تک حضرت سیدنا احمد بن اور لیس سے نہیں ملے تھے، آپ یمن میں تھے اور ہم حج کے لیے مکہ مکرمہ آئے ہوئے تھے، حج کے بعد میں اس قدر بیمار ہوا کہ رفع حاجت تک کے لیے اٹھ نہیں سکتا تھا، موت کا خوف مجھ پر طاری تھا، میں نے اللہ تعالیٰ سے نہایت عاجزانہ دعا کی کہ اپنی معرفت خاصہ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معرفت کرا دے، اس کے بعد ہی میری موت واقع ہو اور دعا میں حضرت سیدنا احمد کا وسیلہ پیش کیا، آنکھیں بند کی ہی تھیں کہ حضرت سیدنا احمد بن اور لیس میرے پاس تشریف لائے اور ایک کاغذ پر لکھ کر مجھے دیا کہ تم ۸۰ (اسی) سال کی عمر سے پہلے نہیں مرو گے اور جب تک اللہ پاک کے بڑے بڑے عارفوں میں شامل نہیں ہو جاتے، موت نہیں آسکتی، میں نے ورق پڑھ کر اللہ کریم کا شکر ادا کیا اور پھر مجھے حضور اقدس ﷺ اور خلفائے راشدین کی زیارت کرا دی، آنکھ کھلی تو بالکل تندرست تھا، حج کے بعد ہم یمن گئے اور ۱۲۲۸ھ کی ابتدا میں حضرت سیدنا احمد سے یمن کے شہر صبیہ مقدسہ میں جا کر ملے (جامع کرامات اولیاء، حصہ دوم۔ صفحہ ۴۷۰ تا ۴۷۲)۔

۱۳۰۔ بہت سے علماء، رئیس العلماء حضرت قاضی حسن احمد عالش کے ہمراہ حضرت سیدنا احمد بن اور لیس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے بہت سے علمی مسائل پوچھے۔ آپ نے وہ جواب دیئے جو ان کے وہم و گمان میں نہ تھے۔ بعدہ ان علماء نے آپس میں کہا کہ بے شک جو بات نہایت خوب ہیں، مگر ہم فلاں فلاں عالم حضرات کے جوابات کو ترجیح دیتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت قاضی حسن نے فرمایا کہ اول کر دعا کریں کہ اللہ پاک ہمیں راہ حق دکھائے۔ سب نے یہ رائے پسند کی اور دعا کر کے سو گئے۔ اللہ کریم نے ان علماء کو حضور انور ﷺ کی زیارت کرا دی تو انہوں نے آپ سے وہی سوال کئے، جن میں اختلاف تھا اور عرض کیا کہ ہم کس کے قول کی پیروی کریں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ”جو اقوال کتاب اللہ اور میری سنت کے مطابق ہوں، انہیں قبول کر لو۔“ آخر میں عرض کیا کہ کیا ہم حضرت احمد بن اور لیس کے قول کی پیروی کریں؟ اس پر حضور اقدس ﷺ نے تعجب اور خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”سبحان

اللہ! کیا میرے بیٹے احمد کی کوئی اپنی بات بھی ہے؟ وہ تو صرف میری سنت کے مطابق بولتا اور میری زبان کی تعبیر کرتا ہے۔“ وہ عالم بہت خوش اٹھے اور اپنا خواب دوسرے علما کو سنا کر سب حضرت احمد بن ادریسؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے، جنہوں نے یہ خواب سن کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا (جامع کرامات اولیاء، حصہ دوم۔ صفحہ ۴۶۳ تا ۴۶۴ سے ماخوذ)

۱۳۱۔ حضرت عبدالعزیز دباغؒ، حضرت عبدالوہابؒ کے مرشد تھے، جنہوں نے تقریباً ۱۳ برس کی عمر پائی۔ آپ حضرت سیدنا احمد بن ادریسؒ کے مرشد تھے۔ حضرت ابراہیم رشیدؒ آپ کے خلیفہ اعظم تھے اور ان کے خلیفہ حضرت شیخ اسمعیل نوابؒ (متوفی مکہ مکرمہ) تھے، جن سے علامہ یوسف نبہانیؒ نے اندازاً ۱۳۰۹ھ میں بیروت میں سلسلہ عالیہ ادریسیہ رشیدیہ کے اوراد، وظائف اور درودوں کی اجازت حاصل کی تھی۔

حضرت سیدنا احمد بن ادریسؒ تیرھویں صدی ہجری کے عارف اولیائے مشاہیر میں سے ایک ہیں، جن کا تعلق مشہور ادریسی سلسلے سے ہے۔ آپ نے بحالت بیداری حضرت رسالت مآب ﷺ سے شاذلی طریقے کے اوراد جلیلہ اور بیعت کا خاص طریقہ حاصل کیا اور اس طرح آپ حضور نبی کریم ﷺ کے شاگرد، اویسی اور مرید خاص ہیں۔ حضرت احمد بن ادریسؒ فرماتے ہیں کہ حضور انور ﷺ کے ہمراہ حضرت خضر علیہ السلام تھے۔ آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ مجھے سلسلہ شاذلیہ کے اذکار سکھائیں تو انہوں نے آپ کی موجودگی میں مجھے وہ اذکار تلقین فرمائے، پھر آنحضور ﷺ نے فرمایا: اے خضر! انہیں وہ سکھائیں جو سب اذکار، درودوں اور استغفار کا جامع ہو اور اس کا ثواب افضل ہو۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ)! وہ کون سا ذکر ہے؟ آپ نے فرمایا یہ پڑھیے: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فی کلِّ لمحنتہ و نفس عدد ما وسعہ علم اللہ (ترجمہ: یہ کلمہ ہر لمحہ اور ہر سانس میں اتنی تعداد میں ہو جتنا اللہ تعالیٰ کا علم وسیع ہے)۔ یہ کلمہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے تین بار دہرایا، پھر اسے حضرت خضر علیہ السلام نے اور اس کے بعد میں نے پڑھا، پھر آنحضرت ﷺ نے ”صلوٰۃ عظیم“ پڑھی اور حضرت خضر علیہ السلام کو فرمایا کہ آپ یہ پڑھیں: استغفر اللہ العظیم الذی لا الہ الا ہو الحی القیوم غفار الذنوب ذالجلال والاکرام۔ یہ ”استغفار کبیر“ ہے۔ ان کے بعد میں نے پڑھی، پھر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”احمد! اب تمہیں آسمانوں اور زمین کی چابیاں مل گئی ہیں۔“ یہ ہے ذکر مخصوص، درود عظیم اور استغفار کبیر۔ اسے ایک بار پڑھنا دنیا و آخرت اور ما فیہا سے کئی گنا زیادہ ثواب رکھتا ہے۔ یہ سب آپ نے مجھے بلا واسطہ تلقین فرمایا (اب حضرت خضر علیہ السلام واسطہ نہ رہے) اور میں اب اپنے

مریدوں کو اس طرح تلقین کرتا ہوں جس طرح حضور سرکار مدینہ ﷺ نے مجھے تلقین فرمایا ہے۔ ایک مرتبہ حضور انور ﷺ نے فرمایا: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فی کل لمحۃ و نفس عدد ما وسعہ علم اللہ۔ میں نے اے احمد! تمہیں خزانہ دے دیا ہے، تم سے پہلے یہ کسی نے نہیں پڑھا، اپنے مریدوں کو سکھاؤ تاکہ وہ درجات میں آگے بڑھیں (جامع کرامات اولیاء، حصہ دوم۔ صفحہ ۲۶۰ تا ۲۶۱ سے ماخوذ جس کو مکتبہ حامد یہ، گنج بخش روڈ، لاہور نے شائع کیا ہے)۔

”صلوٰۃ (دروود) عظیم“ جس کی نسبت حضرت احمد بن ادریسؒ کی طرف ہے، اسے ملاحظہ فرمائیے مذکورہ بالا کتاب کے صفحہ ۴۷۵ تا ۴۷۷ پر۔ (عربی کمپوزنگ میں چونکہ بے حد غلطیاں ہو رہی ہیں اس لئے میں نے صرف حوالے پر اکتفا کیا ہے)۔ اس درود شریف کی برکت کا ایک پہلو یہ ہے:-

مکہ معظمہ کے عظیم قبرستان جنت المعلیٰ میں حضرت احمدؒ کا ایک مرید وفات کے بعد دفن کیا گیا تو ایک صاحب کشف، روشن ضمیر شخص نے جو دفن کے وقت موجود تھا، دیکھا کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام جنت سے قالین و بستری لائے ہیں، روشن قندیلیں ساتھ ہیں اور قبر وسیع کر کے بستر لگا دیا گیا ہے۔ صاحب کشف نے جو یہ سب دیکھا تو دل میں کہنے لگے: کاش! میری موت کے بعد پروردگار عالم میرا بھی ایسا ہی اکرام فرمائے۔ اس پر حضرت عزرائیل علیہ السلام نے ان سے فرمایا: اس عظیم درود شریف کی برکت سے تم میں سے ہر ایک کی ایسی ہی عزت کی جائے گی (صفحہ ۴۷۵)۔

۱۳۲۔ چونکہ حضرت سیدنا احمد بن ادریسؒ کو مشائخ کی خدمت سے بے حد فائدہ پہنچا تھا پس چاہتے تھے کہ کسی نہ کسی شیخ کامل کی خدمت میں رہوں، لیکن اللہ تعالیٰ کی جانب سے جواب ملا کہ سطح ارضی پر اب سوائے قرآن پاک کے اور کوئی ایسا شیخ نہیں، جس سے تم فائدہ حاصل کرو۔ پس کئی سال تک وہ قرآن مجید سے فیض حاصل کرتے رہے، حتیٰ کہ حضور سید کل ﷺ نے قرآن کریم سے ان کی مواخات (بھائی بھائی بنانا) قائم فرمادی اور ارشاد فرمایا کہ ”میں تمہارے باطن کو علوم و اسرار قرآنی کا خزینہ بنا رہا ہوں۔“ اس کے بعد جب بھی قرآن عظیم کی کوئی آیت آپ سے پوچھی جاتی تو معانی و دقائق کی حقیقتیں یوں واضح فرماتے کہ عقلیں دنگ رہ جاتیں۔ (جامع کرامات اولیاء، حصہ دوم۔ صفحہ ۲۵۵)۔ حضرت سیدی احمد بن ادریسؒ حسی سید تھے اور ۱۲۵۳ھ میں وصال فرمایا۔ شہر صبیہ (یمین) میں آپ کا مزار مبارک موجب امن و برکت ہے۔

۱۳۳۔ حضرت احمد بن حسن بن عبداللہ بن علی عطاس باعلویؒ اولیائے عارفین کے فرد فرید اور عمرت نبوی سادات آل باعلوی کے رکن رکین ہیں۔ نصف رجب ۱۳۲۱ھ کے قریب آپ

نے ایک خط علامہ یوسف نبہانیؒ کے نام اپنے کاتب کو املا کر لیا تھا کیونکہ آپ کی بینائی بہت کمزور ہو گئی تھی، مگر اس کے بدلے اللہ کریم صاحب حمد و احسان نے آپ کو قوت بصیرت عطا فرمادی تھی۔ علامہؒ کو اس سے پہلے آپ کے حالات کا علم نہ تھا۔ یہ خط پڑھ کر آپ کو بے حد مسرت حاصل ہوئی اور کئی بار اسے پڑھا، اسے آپ کی کرامت سمجھا اور آپ کی ولایت کے قائل ہو گئے۔ آپ حضور اقدس ﷺ کی محفل پاک میں اکثر خواب اور بیداری میں رہتے ہیں، یہ بذات خود بہت بڑی کرامت ہے، ولایت میں یہ بڑا اعزاز اور اعلیٰ درجہ ہے اور ان افراد زماں ہی کو حاصل ہوتا ہے، جو ولایت و عرفان میں عظیم مرتبے والے ہوتے ہیں (جامع کرامات اولیاء، حصہ دوم۔ صفحہ ۲۸۶ تا ۲۹۲ سے ماخوذ)۔

۱۳۴۔ حضرت فقیہ اسمعیل بن محمد حضرمیؒ امام کبیر اور قطب شہیر کے والد ماجد مصر سے یمن جا کر وہیں متوطن ہو گئے تھے۔ وہ خود بھی بہت بڑے ولی تھے۔ لوگوں میں مشہور تھا کہ جو کوئی حضرت فقیہ اسمعیل کے قدم چومتا ہے، وہ جنتی ہو جاتا ہے۔ فقیہ احمد کے والد ابو الخیر نے حضرت فقیہ اسمعیل سے اس بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ ہمارے پاس ضحیٰ گاؤں میں ایک نیک شخص آیا، جب ہم نے جمعہ پڑھ لیا تو وہ منبر پر چڑھا اور فرمایا: اے لوگو! میں نے حضور سرکار نبوت ﷺ کو خواب میں دیکھا اور یہ فرماتے سنا ہے کہ جو شخص فقیہ اسمعیل کے قدم چومے گا، جنت میں جائے گا۔ حضرت فقیہ احمد بن ابو الخیر نے بتایا کہ یہ خواب سنانے والا شخص اہل حصی کا باشی ابن الزعب نامی تھا۔ حضرت فقیہ احمد بن سلیمان حکمی مفتی زبید فرماتے ہیں کہ جب مجھے قدم چومنے والی بات کا علم ہوا تو میں نے چاہا کہ میں بھی ایسا کر لوں، پس آپ سے ملاقات اور سلام کی نیت سے حاضر ہوا۔ حضرت فقیہ اسمعیل نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا: مرحبا! تم میرے قدم چومنے آئے ہو، پھر آپ نے اپنے قدم بڑھادیئے اور میں نے چوم لیے (جامع کرامات اولیاء، حصہ دوم۔ صفحہ ۴۹۹)۔

حضرت فقیہ اسمعیل ایک دن شہر زبید جا رہے تھے، شہر سے دور تھے کہ سورج غروب ہونے کے قریب جا پہنچا، ڈر تھا پہنچنے سے پہلے کہیں شہر کی فصیل کے دروازے نہ بند ہو جائیں، لہذا آپ نے سورج کی طرف اشارہ فرمایا کہ رک جا، اور جب تک آپ اپنے مقام پر نہ پہنچے سورج رکا رہا۔ علامہ شرجی فرماتے ہیں آپ کی یہ کرامت لوگوں میں مشہور ہے۔ میں نے آپ کی اولاد کے ایک خط میں پڑھا کہ انہوں نے لکھا: میں ہوں سورج ٹھہرا دینے والے کا بیٹا۔

علامہ سبکیؒ نے آپ کے اشارے سے سورج کے رک جانے کا ذکر ایک اور انداز سے کیا ہے۔ فرماتے ہیں: آپ کی یہ کرامت مشہور ہے کہ آپ نے سفر میں اپنے خادم سے کہا: تو

سورج کو حکم دے دے کہ وہ رک جائے، تاکہ ہم منزل پر پہنچ جائیں۔ آپ چونکہ منزل سے دور تھے اور سورج غروب ہونے کے قریب تھا لہذا خادم نے سورج کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حضرت فقیہ اسمعیل تجھے ٹھہر جانے کا حکم دے رہے ہیں، پس سورج رک گیا اور حضرت اپنی منزل پر پہنچ گئے، وہاں پہنچ کر آپ نے خادم سے کہا: تم نے اس قیدی (سورج) کو ابھی نہیں چھوڑا؟ خادم نے تب سورج کو ڈوبنے کا حکم دیا تو وہ غروب ہو گیا اور فوراً رات ہو گئی۔

علامہ یوسف نبہانیؒ اس سلسلے میں فرماتے ہیں کہ یہ باتیں اللہ تعالیٰ کی قدرت سے دور نہیں ہیں۔ سورج ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور نبی اللہ یوشع علیہ السلام کے لئے پلٹ آیا تھا، چونکہ اولیائے اکرام کی کرامات از قسم معجزات انبیاء ہیں، بلکہ یہ دراصل نبیوں کے معجزے ہی ہیں۔ یہ کرامات ان کے دین کے صحیح ہونے کی دلیل ہیں اور قائل (کام کرنے والا) دونوں جگہوں (نبی اور ولی) میں ایک اللہ کریم ہی ہے (لہذا معجزے کی طرح کرامت بھی حق ہے)۔ ایسی کرامت میں کہا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بطور کرامت اس ولی کے لئے ایک اور سورج پیدا فرمادیا اور ولی اس کی روشنی میں اپنے مقام پر پہنچ گیا، پھر یہ سورج غروب ہو گیا اور اصلی سورج اپنے انداز پر چلتا رہا، اسی لیے مندرجہ بالا عبارت میں حضرت فقیہ اسمعیل کے خادم نے کہا کہ اسی وقت رات ہو گئی۔ واللہ اعلم (جامع کرامات اولیاء، حصہ دوم۔ صفحہ ۵۰۰)

۱۳۵۔ حضرت فقیہ اسمعیلؒ فرماتے ہیں کہ میں سید کل علیہ السلام کے جمال جہاں آرا سے لطف اندوز ہوا تو میں نے عرض کیا: حضور (ﷺ)! وہ لوگ کون ہیں جن پر نہ خوف ہے نہ حزن؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ ”وہ علم دین پڑھنے والے ہیں۔“ (جامع کرامات اولیاء، حصہ دوم۔ صفحہ ۵۰۰)

۱۳۶۔ حضرت فقیہ اسمعیلؒ فرماتے ہیں کہ میں دوبارہ حضور اقدس ﷺ کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوا تو درخواست پیش کی کہ علم دین پڑھنے والے کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”علم پڑھنے والے ہیں۔“ میں نے عرض کیا: تو قرآن پڑھنے والے کون ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ”وہ تو اولیائے ربانی ہیں۔“ (جامع کرامات اولیاء، حصہ دوم۔ صفحہ ۵۰۰ تا ۵۰۱) حضرت فقیہ اسمعیل کا وصال ۷۶ھ میں ہوا۔

۱۳۷۔ حضرت حافظ حاجی حسن المعروف سخی سلطان بابا منگھو پیر روحانی بزرگ اور حضرت بابا فرید گنج شکر کے مریدوں میں سے ہیں۔ والدہ کی طرف سے حسنی اور والد کی طرف سے حسینی نسبت رکھتے ہیں، بخارا وطن تھا، تاتاریوں کے خلاف جنگ میں حصہ لینے کے بعد حجاز مقدس زیارت کے لئے گئے، مدینہ طیبہ میں تھے کہ خواب میں حضور اقدس ﷺ نے آپ کو حکم دیا

کہ ”ہندوستان میں اجودھان (آج جس کا نام پاک پٹن ہے) جا کر اپنی خدمات حضرت بابا فریدؒ کو پیش کرو۔“ حضرت بابا فریدؒ نے آپ کو کچھ دن اپنے پاس رکھ کر خلافت نامے کے ساتھ اس جگہ بھیجا، جو آج کراچی کہلاتا ہے۔ اس غیر آباد اور بنجر علاقے میں کراچی سے گیارہ میل دور لیاری ندی کے کنارے ایک پہاڑی غار میں رہ کر آپ نے اس علاقے میں اسلامی تعلیمات کو عام کیا، یہیں آپ کا مزار مبارک ہے، جو گذشتہ سات سو سال سے مرجع خلائق بنا ہوا ہے۔ حضرت منگھو پیر چشتی کو اس نام سے لوگ پیار و محبت اور عقیدت سے یاد کرتے ہیں کہ وہاں تالاب میں مگر چھ رہتے ہیں۔ منگھار میچ کے معنی مگر چھ کے ہیں اور منگھو پیر کے معنی ہیں بزرگ یا پاک مگر چھ۔ یہاں ٹھنڈے اور گرم پانی کے گندھک ملے چشمے ہیں، جو جلدی امراض کے لئے مفید ہیں، اسی کے قریب کوڑھ (برص۔ لپروسی) کا سینی ٹوریم ہے۔ ۸ ذی الحجہ کو آپ کا وصال ہوا تھا۔ ہر سال آٹھ اور نو ذی الحجہ کو یہاں آپ کا عرس منایا جاتا ہے اور یہ علاقہ منگھو بستی یا اورنگی وادی کے نام سے مشہور ہے (تذکرہ اولیاء سندھ از علامہ قاضی محمد اقبال حسین نعیمی۔ صفحہ ۱۲۶ تا ۱۲۹ سے ماخوذ)

۱۳۸۔ عبد اللہ شاہ الحسنی بغدادی ٹھٹھوئیؒ سندھ کے معروف مرجع خلائق بزرگ ہیں۔ حسنی اور حسینی دونوں نسبتوں سے مشرف ہیں اور بغداد سے سندھ تشریف لائے تھے، جب مرض الموت لاحق ہوا تو حکم دیا کہ گھر میں فرش بچھایا جائے اور چپے چپے معطر کیا جائے، پھر سوائے اپنے دو بیٹوں کے سب کو باہر جانے کا حکم دیا کہ اچانک حضور سرور کائنات ﷺ مع کبار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم، حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما و حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے، آپ ان بزرگوں کو دیکھتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور صلوٰۃ و سلام عرض کیا۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: ”بیٹا! میں تیرے استقبال کے لئے آیا ہوں۔“ آپ نے عرض کیا: یہ غلام بھی آپ کی قدم بوسی کا مشتاق ہے، مگر ان دونوں غلام زادوں کی طرف سے فکر ہے کہ ان کا کیا بنے گا؟ اس پر حضور انور ﷺ نے فرمایا: ”تسلی رکھو ہم ان کے کفیل ہیں۔“ (تذکرہ اولیاء سندھ۔ صفحہ ۱۹۲)

آپ کا سن وصال ۱۰۶۰ھ ہے اور مزار شریف مکھی میں مرجع خلائق ہے، قریب ایک پرانی مسجد ہے، جس کے کتبہ پر ۱۰۹۳ھ لکھا ہے۔ مزار کی تعمیر جدید ۱۳۵۰ھ بمطابق ۱۹۳۱ء میں ہوئی ہے۔ منقول ہے کہ جس حدیث کے بارے میں تذبذب ہوتا تھا حضور اقدس ﷺ سے آپ اس کی تصحیح کرا لیتے تھے (صفحہ ۱۹۳ تا ۱۹۴)

۱۳۹۔ مفتی اعظم علامہ عبدالغفور ہمایونیؒ عاشق حضرت رسول اکرم ﷺ اور صاحب کرامت ولی کامل تھے، پوری عمر درس و تدریس اور افتا میں گزری، آپ کے فتاویٰ کا مجموعہ ”فتاویٰ ہمایونی“ اہل علم حضرات کے لئے خاص چیز ہے، خلوت نشین تھے، ۲۴ گھنٹے میں صرف

ایک وقت کھانا تناول فرماتے تھے، دروازے پر دربان موجود رہتا تھا، باری باری شرف ملاقات بخشتے تھے، کسی سے ہاتھ نہیں ملاتے تھے جس کی وجہ لوگ یہ بتاتے تھے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے آپ سے خواب میں ہاتھ ملایا ہے (تذکرہ مشاہیر سندھ، جلد اول صفحہ ۲۲۹)۔ ہجر ۷۵ سال ۱۱ رمضان المبارک بروز جمعہ ۱۳۳۶ھ میں وصال فرمایا اور اپنے والد ولی کامل حضرت علامہ خلیفہ محمد یعقوب کے پہلو میں مدفون ہیں۔ آپ کا مزار پر انوار ہمایوں شہر ضلع شکار پور میں مرجع خلائق ہے۔

۱۴۰۔ حضرت مخدوم محمد امام سادات کرام کی بے حد تعظیم و توقیر کرتے تھے۔ مشہور ہے کہ جس جگہ درس و تدریس کیا کرتے تھے، وہاں اب آپ کی مسجد ہے۔ ایک رات نماز تہجد کے لئے اٹھے اور کنوئیں پر وضو کے لئے گئے، جب کنوئیں کے قریب ایک عورت نظر آئی تو رک گئے، جب وہ چلی گئی تو دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ ایک سید زاوی بیوہ ہیں، جو رات میں اپنے گھر کا کام کاج کرتی ہیں۔ یہ سن کر حضرت مخدوم کے دل پر چوٹ لگی اور فرمایا: روز قیامت اگر حضور اقدس ﷺ نے مجھ سے پوچھ لیا کہ میرے اہل بیت پر تو نے کیوں نظر ڈالی تو آپ کو کیا جواب دوں گا؟ ایک لوہار کے پاس پہنچے کہ میری دونوں آنکھیں نکال دے۔ اس نے عرض کیا کہ میں یہ جرأت نہیں کر سکتا، پس زبور لے کر خود اپنی دونوں آنکھیں نکال دیں۔ ادب اور عشق و محبت کی انتہا ہو گئی۔ حضور پر نور ﷺ کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوئے تو آپ نے ان کا سر اپنی گود میں رکھا اور فرمایا: ”اے محمد! تو نے میری محبت میں انتہا کر دی، بتا کیا چاہتا ہے؟“ عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ)! آپ اس مسجد میں ہر سال اسی تاریخ کو جلوہ افروز ہوا کریں تاکہ جو لوگ مدینہ منورہ نہیں جاسکتے، وہ یہیں آپ کی زیارت بابرکت سے فیض یاب ہو لیا کریں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ”اؤں گا تو ضرور، لیکن اہل بصیرت ہی مجھے دیکھ سکیں گے۔“ اب اسی تاریخ ۲۳ ربیع الثانی کو ہر سال حضرت مخدوم محمد امام کا عرس ہوتا ہے جو ”مخدوم کی کنی“ کے نام سے مشہور ہے۔ تقریبات عرس نماز ظہر سے شروع ہو کر دوسرے دن نماز فجر تک رہتی ہیں، پھر پورے ملک خصوصاً سندھ سے آئے ہوئے ہزار ہا لوگ واپس چلے جاتے ہیں اور سوائے اس مسجد اور جنگل کے وہاں اور کچھ نہیں رہتا۔ آپ کا مزار پر انوار پ شریف ضلع بدین میں مرجع خلائق ہے (تذکرہ اولیائے سندھ صفحہ ۳۲۹ تا ۳۳۱)۔

۱۴۱۔ جامع شریعت و طریقت علامہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی (۱۱۰۴ھ تا ۱۱۷۴ھ) نے ۱۱۳۵ھ میں حج کے لئے سفر کیا۔ جمعرات ۹ رجب ۱۱۳۶ھ کو سرکارِ دو عالم نور مجسم ﷺ کی زیارت بابرکت سے خواب میں مشرف ہوئے، جس کا تذکرہ آپ نے اپنی متعدد کتب میں کیا ہے، تقریباً ایک سو پچاس کتابیں عربی اور سندھی میں تصنیف فرما کر عالم اسلام پر بالعموم اور اہل سندھ پر

بالخصوص احسان فرمایا ہے۔ ذکر قلبی جاری رکھتے ہوئے بمر ۷۰ سال ۶ رجب المرجب ۱۱۷۲ھ اس دار فانی سے کوچ کیا۔ آپ کا مزار مکلی میں مرجع خلافت ہے (تذکرہ مشاہیر سندھ، جلد دوم)۔

۱۲۲۔ تحفۃ الکرام کے مصنف علی شیر قانع اور تحفۃ الطاہرین کے مصنف شیخ محمد اعظم ٹھٹھوی کے مطابق آپ کا اسم گرامی سید شاہ یقین بخاری ہے۔ آپ سات سال کے تھے کہ ۸۳۱ھ میں والد اور چھ ماہ بعد والدہ کا انتقال ہو گیا، نجیب الطرفین سید ہیں، اس زمانے میں سیاحت ہی کے ذریعے روحانی تربیت ہوتی تھی، سات سال کے تھے کہ بھائیوں نے آپ کو مریدوں کے ایک قافلہ کے ساتھ سفر پر روانہ کر دیا، نجف اشرف، بغداد شریف، بیت المقدس میں مزارات پر چلہ کشی کر کے روحانی تربیت حاصل کرتے مکہ مکرمہ پہنچے اور حج کی سعادت کے بعد مدینہ طیبہ میں روضہ رسول اللہ ﷺ پر حاضری دی، جہاں حضور اقدس ﷺ کی زیارت کا آپ کو شرف نصیب ہوا اور یہیں حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ سات سال کی عمر میں سفر کے لئے نکلے تھے، اب سترہ (۱۷) سال کی عمر میں سیر و سیاحت اور روحانی تربیت حاصل کرنے کے بعد اپنے بڑے بھائی سید عبداللہ کے پاس واپس کرا لے (سندھ) آئے تو سیر و سیاحت کے عادی ہو چکے تھے۔ مکلی کے قبرستان میں چلہ کشی کے بعد تین سال لاہور میں حضرت خواجہ ہجویریؒ کے روضہ مبارک پر چلہ کش رہے، آخر ۸۵۲ھ میں واپس لوٹے تو مجسم شفا بن چکے تھے اور کرامات کا صدور ہونے لگا تھا۔ آپ کا مزار چوہڑ جمالی سے ۸ کلو میٹر جنوب میں ہے۔ کہتے ہیں جو بھی مریض آپ کے مزار پر ایک چلہ کرے، وہ شفا یاب ہو جاتا ہے (تذکرہ اولیاء سندھ۔ صفحہ ۷۷۷ تا ۷۹۳ سے ماخوذ۔ علمی گھر، اردو بازار، کراچی)۔

۱۲۳۔ میاں محمد کامل نے کبھار المعروف بہ گودہ میں سکونت اختیار کی، جہاں اب آپ کی خانقاہ ہے، اکثر وہیں مصروف عبادت رہتے تھے اور فرماتے: مجھے اس جگہ سے جنت کی خوشبو آتی ہے۔ ایک رات حالت وجد میں اس قدر وارفتہ ہوئے کہ تمام اہل خانہ جاگ اٹھے۔ اپنے بیٹوں سے پوچھا: تمہیں کچھ دکھائی دے رہا ہے؟ وہ بولے: نہیں۔ فرمایا: بیت اللہ شریف میں بارش ہو رہی ہے، میں اولیائے اکرام کی ارواح کی جماعت کے ساتھ میزاب رحمت کے نیچے کھڑا ہوں، میزاب رحمت سے آنے والے پانی کو اپنے سر پر ڈال اور پی رہا ہوں۔ اس وقت واقعی آپ کے کپڑے گیلے ہو چکے تھے۔ وفات سے ایک سال پہلے فرمایا کہ مجھے حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم بہار کے مہینے میں ہمارے پاس آؤ گے، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ موسم بہار میں درد گردہ کی تکلیف بڑھ گئی اور چار پانچ روز بعد ۶ رجب ۱۲۳۹ھ بروز پیر اللہ کا ذکر کرتے خالق حقیقی سے جا ملے۔ وفات کے بعد آپ کے دوسرے بیٹے میاں محمد حیات سجادہ نشین ہوئے

(تذکرہ اولیاء سندھ - صفحہ ۳۵۸)

۱۴۴۔ دھیو درویش کا تعلق سندھ کے چانھیہ قبیلے سے تھا۔ عالم روحانیت میں بارگاہ رسالت (ﷺ) کے حاضر باش تھے۔ آپ کو حضور اقدس ﷺ سے اس قدر محبت تھی کہ آپ کا اسم گرامی سنتے ہی حالت غیر ہو جایا کرتی تھی۔ اعلان کلمۃ الحق میں کسی کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ ایک شخص صدھونامی عارفین میں سے تھا، جس نے حضور اکرام ﷺ کی شان میں کوئی کلمہ استخاف کا کہہ دیا، مگر پھر شرمندہ ہوا اور بہت سے تحائف لے کر شیخ دھیو کی خدمت میں حاضر ہوا کہ شاید معافی مل جائے۔ اس کو دیکھ کر آپ کا جوش غضب بڑھ گیا اور فرمایا: جب اس نے یہ بات کہی تھی اس وقت اس کو سانپ نے کیوں نہ ڈس لیا؟ اسی شام سانپ نے اسے ڈس لیا اور رات کو وہ مر گیا۔ آپ نے ۱۰۰۱ھ میں وصال فرمایا اور تروکی کے مقام پر نہر ساکمرہ کے کنارے قبر ہے (حدیقۃ الاولیاء - صفحہ ۱۵۲)

۱۴۵۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد میں (حافظ) پروفیسر ڈاکٹر محمد طفیل ہاشمی صاحب سے مصنف کتاب ہذا ملا۔ آپ کا تعلق آزاد کشمیر سے ہے اور تمام خاندان دارالعلوم دیوبند (یو۔ پی، بھارت) کا پڑھا ہوا ہے۔ آپ کو بھی حضور رسالت مآب ﷺ کی زیارت بابرکت کا شرف حاصل ہو چکا ہے۔ فرماتے تھے کہ میں نے والد محترم کو خواب میں دیکھا تو انہوں نے فرمایا کہ میں حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گروپ میں ہوں۔ پولی کلینک، اسلام آباد میں ہاشمی صاحب کے دوست ڈاکٹر شعیب نہایت دیندار اور نیک شخص ہیں۔ انہوں نے خواب دیکھا کہ ایک کمرے میں حضرت رسول اللہ ﷺ مع صحابہ اکرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جلوہ افروز ہیں، جب اس کا دروازہ کھلا تو ان بزرگوں کے ہمراہ محمد طفیل ہاشمی بھی کمرے سے باہر نکلے۔ اس وقت تک ہاشمی صاحب باریش نہیں تھے بلکہ آپ نے ڈاڑھی بعد میں رکھی (غیر مطبوعہ)

۱۴۶۔ مصنف کتاب ہذا کے ایک دوست نے حج سے واپسی پر یہ واقعہ سنایا:۔ کچھ عرصہ پہلے ایک افریقی رئیس روضہ اطہر پر دھرنا مار کر بیٹھ گئے کہ جب تک حضور اقدس ﷺ کی زیارت سے مشرف نہ ہوں گا، کچھ کھاؤں گا نہ پیوں گا۔ تیسرا دن ہو گیا اور بھوک نے نڈھال کر دیا تو نقاہت کی وجہ سے غشی طاری ہو گئی۔ اسی حالت میں مقدر جاگ اٹھا اور سچی لگن رنگ لائی۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے اپنی زیارت پاک کے ساتھ کھانے کے لئے ایک روٹی بھی عنایت فرمائی۔ روٹی کھا ہی رہے تھے کہ ہوش میں آگئے۔ ادھر عرب کے ایک رئیس تشریف لے آئے اور ان سے باقی روٹی مانگ لی اور کہا: چلیے باہر کار کھڑی ہے، آپ کو لینے آیا ہوں۔ کوٹھی پر پہنچ کر فرمایا کہ ابھی کچھ دیر قبل مجھے حضور انور ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

marfat.com

Marfat.com

”مسجد نبوی میں فلاں جگہ میرا ایک دیوانہ ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا لئے ملے گا، اسے تم کھا لینا اور گھرا کر اس کی خدمت کرنا۔“ (غیر مطبوعہ)

۱۴۷۔ ریاض کی والدہ (مصنف کے ایک داماد کی والدہ) نہایت عبادت گزار خاتون تھیں۔ جانماز پر بیٹھی تسبیح پڑھ رہی تھیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئیں۔ آپ نے دریافت فرمایا: کیا پڑھتی ہو؟ عرض کیا: درود شریف۔ ارشاد فرمایا: تسبیح پڑھنے کے بعد اسے اپنی دونوں آنکھوں سے لگالیا کرو۔ (غیر مطبوعہ)

۱۴۸۔ جناب سید غلام جیلانی، راولپنڈی کے ایک مدرسے میں پڑھتے تھے، جہاں کا استاد اللہ تعالیٰ کے حبیب پاک ﷺ کی شان میں ایسی گستاخانہ باتیں کر جاتا تھا، جن کو لکھتے ہوئے قلم لرز جاتا ہے۔ سید صاحب وہ مدرسہ چھوڑ کر ملتان میں غزالی دوران علامہ کاظمی شاہ صاحب کے مدرسے میں چلے گئے۔ حالات کا پتہ چلا تو حضرت علامہ کاظمی نے ارشاد فرمایا: اچھا ہوا کہ ایمان بچا کر نکل آئے، ہم لوگ حضور اقدس ﷺ کے کمالات بیان کرتے ہیں جبکہ وہ کوشش کرتے ہیں کہ آپ میں عیب اور نقص نکالیں، تمہیں آج رات حضرت سید الانبیاء ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوگا، لہذا تم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خود دریافت کر لینا کہ کہاں پڑھنا بہتر ہے؟ ایسا ہی ہوا۔ سید صاحب کو اسی رات حضور انور ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی اور آپ نے حضرت علامہ کاظمی شاہ صاحب کے بیان کی تصدیق فرمادی۔ صبح سید صاحب جب حضرت علامہ کی خدمت میں سبق پڑھنے کے لئے حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: رات والا خواب سناؤ۔ سید صاحب نے پورا خواب سنا دیا تو حضرت علامہ کاظمی شاہ صاحب بے حد خوش ہوئے، مبارک باد دی اور فرمایا: میں نے بھی تو یہی بتایا تھا (ماہنامہ ”السعد“ ملتان ماہ شوال ۱۴۱۸ھ بمطابق فروری ۱۹۹۸ء سے ماخوذ)

اللہ پاک ہم سب کو حضور رحمت، کائنات، فخر موجودات ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرنے والا بنائے اور آپ کی تعظیم و تکریم اور سچی محبت عطا فرمائے۔ قدسی مقال علامہ اقبال نے کیا خوب فرمایا ہے: ع جان دین ہست حب رحمتہ للعالمین

ترجمہ: دین کی جان حضرت رحمتہ للعالمین ﷺ کی محبت ہے۔

مولای صل وسلم دائماً ابداً علی حبیبک خیر الخلق کلھم

۱۴۹۔ حضرت مولانا پیر و مرشد عالم حافظ غلام حبیب نقشبندی نے اپنی حیات میں خواب دیکھا کہ بڑے اونچے اونچے پہاڑ ہیں، جن کے درمیان نہر ہے جو خشک ہو چکی ہے اور اس میں بہت سی مردہ مچھلیاں پڑی ہیں۔ میں آگے بڑھتا ہوں تو ایک وسیع میدان میں فرشتہ صورت

بزرگ انسانوں کے ایک عظیم اجتماع کو وعظ و نصیحت فرما رہے ہیں۔ میں ایک آدمی سے دریافت کرتا ہوں کہ یہ کون بزرگ ہیں؟ وہ فرماتے ہیں: یہ حضور اقدس ﷺ ہیں۔ مجھے خیال آیا کہ اس نہر کے کنارے کچھ لوگ ہیں (مچھلیاں فراموش ہو گئیں اور خیال پیدا ہوا کہ وہ انسان تھے) میں ان سے جا کر کہوں کہ حضور اکرم ﷺ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرما رہے ہیں اور تم لوگ غافل سو رہے ہو، پس فوراً ان کے پاس جا کر بلاتا ہوں کہ ادھر آؤ، حضور انور ﷺ وعظ فرما رہے ہیں۔ میرے بلانے پر کچھ لوگ چلے آتے ہیں، کچھ توجہ نہیں دیتے اور غافل پڑے رہتے ہیں، حالانکہ میں مسلسل ان کو بلاتا ہوں۔ صبح میں نے اپنے اس رویا کا ذکر اپنے شیخ حضرت خواجہ محمد عبدالمالک صدیقی سے کیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ پاک آپ سے دعوت ارشاد کا کام لے گا اور بے شمار مخلوق آپ سے ہدایت حاصل کرے گی (تجلیات قریشی و مالکی و حبیبی حصہ دوم از محمد رحیم الدین نقشبندی مجددی صفحہ ۱۹۹۔ ایجوکیشنل پریس، پاکستان چوک، کراچی)۔

۱۵۰۔ مولانا محمد اکبر شاہ ساکن کابل، دہلی میں مدرسہ امینیہ میں تعلیم حاصل کرتے تھے۔ حضرت خواجہ محمد عبدالمالک صدیقی سے بیعت ہوتے ہی کشف و کرامت شروع ہو گئی۔ انہیں ایک واقعہ مولانا حافظ غلام حبیب کے سلسلے میں مزار مقدس حضرت خواجہ باقی باللہ پر دہلی میں پیش آیا۔ آپ نے عالم رویا میں حضور انور ﷺ کی زیارت کی۔ آپ نے شاہ صاحب کو فرمایا: ”مولانا حافظ غلام حبیب سے کہہ دو کہ وہ اپنی پہلی بیوی کو طلاق دے دے، کیونکہ وہ اس کی دینی ترقی میں حائل ہے، اس کی دوسری بیوی عنقریب فوت ہو جائے گی، اس کے بعد دو جگہ سے اس کو رشتے کی پیش کش ہوگی، ایک قبول نہ کرنا کیونکہ وہ متکبر ہیں، دوسری پیش کش قبول کر لینا، یہ عورت وفادار ہوگی اور اس سے اولاد ہوگی، ایک بیٹے کا نام حافظ عبدالرحمن اور دوسرے کا نام حافظ عبدالرحیم رکھنا۔“ چنانچہ مولانا حافظ غلام حبیب جب دہلی سے وطن واپس آئے تو طلاق اور وفات کا واقعہ پیش آیا اور آپ نے تیسری شادی کی، جس سے حافظ عبدالرحمن اور حافظ عبدالرحیم کے علاوہ حافظ عبدالرؤف، حافظ عبدالقدوس اور تین صاحبزادیاں پیدا ہوئیں جو بقید حیات ہیں، اس کے علاوہ دو صاحبزادیاں قبل از بلوغت وفات پا گئیں (تجلیات قریشی و مالکی و حبیبی، حصہ دوم۔ صفحہ ۱۸۰ تا ۱۸۱)۔

مرشد عالم حضرت غلام حبیب کے وصال کے چند سال بعد آپ کے سب سے بڑے صاحبزادے اور جانشین حضرت مولانا حافظ عبدالرحمن قاسمی کا بھی وصال ہو گیا اور اب دوسرے صاحبزادے حضرت مولانا حافظ عبدالرحیم نقشبندی مجددی چکوال میں آپ کے جانشین ہیں۔

۱۵۱۔ مرشد عالم حضرت غلام حبیب نے فرمایا کہ اللہ اللہ کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے

مجھے حضور اقدس ﷺ کی نماز دکھا دی۔ میں نے آپ کو نماز کی نیت کرتے دیکھا اور قیام رکوع، سجدہ اور تشهد میں بیٹھتے وقت آپ کی پنڈلی مبارک بھی دیکھ لی (تجلیات مرشد عالم از مولانا احمد علی پنجگوری صفحہ ۱۸۹۔ المکتبۃ الحبیب، دکنی مسجد، پاکستان چوک، کراچی)۔

کسی کا قول ہے کہ ہندوستان نے تصنیف کے میدان میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے بڑھ کر کسی کو پیدا نہیں کیا، اسی طرح ہندوستان نے حضرت علامہ انور شاہ کشمیری سے ممتاز کوئی مدرس پیدا نہیں کیا اور پاکستان نے عاشق قرآن، داعی قرآن، ناشر قرآن، مبلغ قرآن، قاری قرآن، عامل قرآن، ماہر علوم و رموز قرآنیہ حضرت مولانا الحاج حافظ پیر غلام حبیب صاحب نقشبندی مرشد عالم سے بڑھ کر کوئی ولی اور فیض رساں پیدا نہیں کیا۔

سے پیدا کہاں جہاں میں اب ایسا شیخ باکمال فیض جس کا عام تھا اب ملتی نہیں مثال وہ عالم باعمل تھے اور عالی دماغ تھے انجمن نقشبندی میں ایک روشن چراغ تھے

۱۵۲۔ مرشد عالم حضرت حافظ غلام حبیب نے پہلا حج ۱۹۳۴ء میں کیا اور اس کے چند سال بعد اللہ پاک نے آپ کو بکثرت حج و عمرے کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ ایک حج کے بعد جب مدینہ طیبہ تشریف لائے، تورات دست آنے لگے جن کے باعث کافی نڈھال ہو گئے۔ مریدین اور معتقدین نے وجہ دریافت کی تو کہہ دیا کہ وہی کھایا تھا۔ بس اتنا کہنا غضب ہو گیا۔ رات حضرت تاجدار مدنی ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ”حافظ غلام حبیب! میرے شہر میں رہ کر بھی اشیاء مدینہ کا شکوہ کرتے ہو کہ وہی کھانے کی وجہ سے دست آنے لگے، اگر میرے شہر میں رہنا چاہتے ہو تو کسی شے پر اعتراض نہ کرو اور خورد و نوش کی ہر چیز کو دل و جان سے قبول کرو، ورنہ میرا شہر چھوڑ کر چلے جاؤ۔“ غرض خواب ہی میں حضرت مرشد عالم نے حضور پر نور ﷺ سے معافی مانگی اور آپ نے حضرت شیخ کو معاف فرمادیا (تجلیات مرشد عالم۔ صفحہ ۱۰۸)

اس میں ہر ایک کے لیے سبق ہے:

سے لے سانس بھی آہستہ کہ دربار نبی ہے خطرہ ہے بہت سخت یہاں بے ادبی کا

مسجد نبوی (علی صاحبہ صلوٰۃ و سلاما) کا ادب و احترام تو فرض ہے۔ ارے مدینہ طیبہ کی ہر ہر

چیز کا بھی ادب کرو، تبصرہ اور تنقید کا تصور تک دل میں لاؤ نہ حرف شکایت زبان پر۔

۱۵۳۔ امام العلماء والصلحاء قطب دوراں حضرت خواجہ محمد عبد الممالک صدیقی نقشبندی مجددی

قدس سرہ العزیز کے مقامات ولایت بہت بلند ہیں۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ مجھے انبیاء علیہم السلام کے

مقامات کے مماثل مقامات عطا کئے گئے ہیں، اس لئے حضرت کے واردات و مکاشفات بھی اعلیٰ

درجے کے ہیں اور اس کثرت سے ہیں کہ ان کا احاطہ کرنا مشکل ترین امر ہے۔

حضرت صدیقیؒ نے اپنے شیخ قطب ربانی عارف حقانی قیوم زمن حضرت خواجہ محمد فضل علی قریشی قدس سرہ العزیز کے حکم کے مطابق ان کی زندگی میں ہی اپنے کچھ حالات و واردات قلمبند فرمائے تھے، جن کی تصدیق و توثیق حضرت قریشیؒ نے فرمائی تھی۔ ان میں سے صرف چند زیارت بابرکت والے مکاشفات پر اکتفا کیا جا رہا ہے، تاکہ قارئین کرام کو حضرت صدیقیؒ کے کمالات عالیہ اور مقامات بلند کا تھوڑا سا اندازہ ہو سکے۔ ”تجلیات صدیقیؒ“ مؤلفہ حضرت مدرار اللہ مدرار مدظلہ العالی (آپ کے شیخ مرشد عالم حضرت حافظ غلام حبیبؒ تھے اور ان کے شیخ حضرت صدیقیؒ تھے) میں حضرت مدرار اللہ نے اپنے دادا پیر کے ان مکاشفات و واردات کا اندراج کیا ہے۔

تجلیات قریشیؒ مالکیؒ کے صفحہ ۴۶ پر مذکور ہے کہ حضرت مرشد صدیقیؒ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں جالندھر کے قیام میں حضرت شیخؒ کی معیت میں حاضر تھا اور میری نشست حضور اکرم ﷺ کے بالکل سامنے تھی۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلغ ما نزل الیک“ (سورہ مائدہ آیت ۶۷) میں اس کے معنی سمجھتے ہوئے عرض کرتا ہوں: یا رسول اللہ ﷺ! یہ تو میرے مرشد کا حق ہے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا: ”نہیں یہ فرمان تیرے لئے ہے۔“ بار بار جب یہ فرمان ہونے لگا تو میں نے حضرت شیخؒ (خواجہ محمد فضل علی قریشیؒ) کی طرف دیکھا تو حضرت شیخؒ مسکرا رہے تھے۔ شرم کی وجہ سے میں نے عرض کیا: حضور ﷺ! میں ذرا باہر جاتا ہوں۔ فرمایا: جا، مگر یہ فرمان برابر جاری رہا، اس کے بعد واپس آیا اور جالندھر کا یہ سفر ختم ہوا۔

۱۵۴۔ تجلیات قریشیؒ مالکیؒ کے صفحہ ۵۰ پر مذکور ہے کہ خلافت سے قبل دوران سفر میری (حضرت مرشد صدیقیؒ) یہ حالت ہوا کرتی تھی کہ یکایک پیدل سفر میں مجھے یہ معلوم ہوتا کہ حضور اکرم ﷺ اپنی گود مبارک کشادہ فرمائے ہوئے ہیں، میں اس میں گر جاتا ہوں اور اس کے بعد کھڑے ہو کر سفر طے کرتا ہوں۔ ایک دن مولانا نور الحسن صاحب نے اس کیفیت کی حقیقت سنی۔ اس کے سننے کا سبب یہ ہوا کہ حضرت شیخؒ مجھ سے اکثر حالات معلوم فرمایا کرتے تھے۔ بایں سبب عرض کیا کہ اس کرنے کے اندر یہ کیفیت نظر آتی ہے۔ مولانا نور الحسن صاحب نے عرض کیا کہ میں پہلے آپ کا پیر بھائی تھا، اب آپ کا غلام ہوں، مجھے یہ کیفیت حاصل نہیں ہوئی۔ حضرت شیخؒ نے فوراً فرمایا کہ اس کو ربط شیخ حاصل ہے تم بھی حاصل کرو۔

۱۵۵۔ بسا اوقات مراقبے میں یہ کیفیت طاری ہوتی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں حاضری کی سعادت نصیب ہوتی ہے اور میرا (حضرت خواجہ صدیقیؒ) وجود سمٹ کر تجلیات سے بقیعہ نور ہو جاتا ہے۔ (مثل بجلی کے بلب کے روشن ہوتے ہیں) اس وقت حضور نور ﷺ،

ازراہ کمال شفقت و محبت میرے وجود کو اپنے قلب مبارک میں داخل فرمالتے ہیں۔ یہ ایک عجیب کیفیت اور لذت کا عالم ہوتا ہے (تجلیات قریشی و مالکی و حبیبی، حصہ دوم۔ صفحہ ۱۰۳)

۱۵۶۔ ۱۰ شعبان کو دس بجے ناگاہ یہ حالت طاری ہوئی کہ اس عاجز (حضرت خواجہ صدیقی) کا ایک وجود عالم مثال میں جا کر جانب شمال پرواز کرتا ہوا عربستان جا پہنچا اور مدینہ مقدسہ میں اتر اور ایک وجود اس جگہ موجود تھا تو حضرت رسالت مآب ﷺ نے سبز رنگین پوشاک عطا فرمائی، پھر اس سے آگے پرواز نصیب ہوئی۔ وہاں سے بطرف جنوب نصیب ہوئی اور یہاں آیا تو کوئی کیفیت یاد نہیں کہ کیا نظر آیا؟ ہاں اتنا معلوم ہوتا تھا کہ انتہائی مقام ہے، پھر وہاں سے واپسی ہوئی تو مغرب کی طرف رجوع ہوا تب خبر نہیں کہاں پہنچا؟ مگر یہی خیال ہے کہ انتہائی مقام ہے اور مخلوق اس عاجز کو کپڑے انعام میں دیتی ہے، پھر مشرق کی طرف رجوع ہوا تو ایک شہر کے اوپر جا کر السلام علیکم کہا، وہاں کے لوگوں نے و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا اور جہاں جاتا تھا السلام علیکم کے نعروں سے استقبال ہوتا تھا، اسی حالت کے بعد عبور آسمان کی طرف ہوا، معلوم نہیں کہاں تک سیر ہوئی (تجلیات قریشی و مالکی و حبیبی، حصہ دوم۔ صفحہ ۱۰۳ تا ۱۰۴)۔

۱۵۷۔ ۷ جمادی الثانی جمعہ کی رات کو مراقبے میں مشاہدہ ہوا کہ حضرت سید البشر ﷺ میرے سامنے تشریف لائے اور بڑی فرحت سے خوب توجہ ذاتیہ خاصہ عطا فرمائی، جس کی کیفیت بیان میں نہیں آسکتی (تجلیات قریشی و مالکی و حبیبی، حصہ دوم۔ صفحہ ۱۰۷)۔ قرب رسول اللہ ﷺ میں دل خوب محفوظ رہتا ہے۔ الحمد للہ (صفحہ ۱۰۵)۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے مزار مبارک پر مراقبہ کیا تو سبحان اللہ، تمام جماعت کو جذب ہوا، بہت خوش خبریاں عطا ہوئیں، منجملہ ان کے حضرت شیخ موصوف نے فرمایا: اے محمد عبدالمالک! آپ کے سر پر حضرت سرور دو عالم ﷺ کا سایہ مبارک ہے (صفحہ ۱۰۶)

۱۵۸۔ ۲۱ رمضان المبارک ۱۳۴۶ھ بوقت مغرب نماز اوائلین میں دیکھا کہ خانقاہ موسیٰ زئی شریف میں پہنچا ہوں۔ حضرت سیدنا دوست محمد قندھاری، حضرت سیدنا محمد عثمان دامانی، حضرت سیدنا محمد لعل شاہ ندوی اور حضرت سیدنا خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہم اور خادمان حضرات ممدوحہ بھی مسجد مبارک میں موجود تھے۔ بندے کی حاضری پر اول حضرت صاحب نے منبر مسجد شریف پر خوبصورت کپڑے بچھوائے اور پھر اس غلام کو حضور اقدس ﷺ نے منبر پر بیٹھنے کا حکم فرمایا۔ ”الامرفوق الادب“ کو ملحوظ رکھ کر تعمیل ارشاد کی، پھر خوش ہو کر حضرات موصوف فرمانے لگے کہ آج موسیٰ زئی شریف کو آباد کرنے والا آگیا۔ اس وقت مسجد شریف میں بہت لوگ تھے اور دونوں دروازوں پر چند لوگ نعتیں پڑھ رہے تھے اور اس خاک پا (خواجہ صدیقی) کے نام کی

رباعیاں، اسی دوران معلوم ہوا کہ رحمت الہی بادل کی مانند برس رہی ہے، اسی وقت تمام لوگ اور حضرات موصوف مراقب ہو گئے، رحمت الہی کا جوش بڑھتا گیا اور اتنے میں نماز مذکورہ سے فراغت ہو گئی (تجلیات قریشی و مالکی و حبیبی، حصہ دوم۔ صفحہ ۱۰۸)

۱۵۹۔ ماہ ربیع الاول ۱۳۳۷ھ غالباً ۱۸ تاریخ کو بعد نماز مغرب، نماز اذان میں معلوم ہوا کہ حضرت سید المرسلین ﷺ نے میرے مصلے پر سامنے تشریف فرما ہو کر اپنا سینہ مبارک میرے سینہ کے ساتھ لگا کر نعمت یکبارگی عطا فرمائی اور میرا سینہ خوب روشن اور سیر ہو گیا ہے، نعمت بے انداز تھی، الحمد للہ (تجلیات قریشی و مالکی و حبیبی، حصہ دوم۔ صفحہ ۱۰۹ تا ۱۱۰)

۱۶۰۔ بعض اوقات یہ مسکین (خواجہ صدیقی) حضرت شیخ اور سید الکونین ﷺ اور اللہ عزوجل کی ذات سے بہت فیض و توجہ ذاتیہ و صفاتیہ لیتا اور حاصل کرتا ہے (تجلیات قریشی و مالکی و حبیبی، حصہ دوم۔ صفحہ ۱۱۰) بلکہ بعض اوقات حضرت شیخ اور حضرت سید البشر ﷺ کے ساتھ ناز و نیاز کی باتیں ہوتی ہیں (صفحہ ۱۱۰ تا ۱۱۱) اور حضرت سید البشر ﷺ اور حضرت شیخ سے نصیحت و تعلیم حاصل ہوتی ہے (صفحہ ۱۱۱)

۱۶۱۔ حضرت خواجہ محمد عبدالملک صدیقی نے حج بیت اللہ کی سعادت متعدد بار حاصل کی۔ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ مدینہ طیبہ جاتے ہوئے جب بحر علی سے آگے بڑھنا نصیب ہوا تو حسب دستور حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”میرا بچہ آرہا ہے، مدینہ طیبہ کی صفائی کرو، کوچہ مبارک کی۔“ اس کے بعد رسائی نصیب ہوئی تو بجائے سفید کے، اپنے آپ کو کھلا ہوا گلاب کا پھول پاتا تھا۔ حضور انور ﷺ اپنے قلب مبارک سے میرے قلب پر فیضان فرمایا کرتے تھے، بارہا یہ حالت پیش آئی۔ الحمد للہ، ثم الحمد للہ (تجلیات قریشی و مالکی و حبیبی، حصہ دوم۔ صفحہ ۱۱۷)

دہلی میں مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب جب کبھی درس حدیث مبارک دیتے اور اس میں قلب کا ذکر آتا، تو طلباً معلوم کرنا چاہتے کہ قلب کے کیا واقعات ہیں؟ تو فرماتے: قلب کا نام میں بھی جانتا ہوں اور تم بھی، کیفیات قلب اگر حاصل کرنا چاہتے ہو تو حضرت مولوی محمد عبدالملک صدیقی صاحب کے پاس جاؤ اور ان سے تربیت و درس حاصل کرو۔ طلباً اس شوق میں آتے اور داخل طریقت ہو کر اللہ تعالیٰ کے فیض سے مستفیض ہوتے (صفحہ ۱۱۸)

۱۶۲۔ ایک رات خواب میں دیکھا بوقت تہجد حضور اکرم ﷺ سوئے ہوئے ہیں اور میں (محمد عبدالملک صدیقی عنہ) حضور اکرم ﷺ کے وجود مبارک کو دبارہا ہوں، جب بیداری ہوئی اور میں نے مولوی عبدالرحمن صاحب کو یہ حال سنایا، تو وہ زار و قطار رونے لگے کہ کاش! میں بھی سویا ہوتا (صفحہ ۱۱۸)۔

۱۶۳۔ مولانا حکیم احمد بخش صاحب واپسی کے دوران حضرت مولانا محمد عبدالمالک صدیقیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اختتام سفر تک ہم رکاب رہے۔ مولانا موصوف بیان کرتے ہیں کہ اس سفر میں حضرت نے مجھ سے بعض اہم باتیں ارشاد فرمائیں، جو وصیت کی حیثیت رکھتی ہیں اور یادگار ہیں۔ مولانا احمد بخش کا بیان ہے کہ مراجعت کے دوران حضرت قبلہ صدیقیؒ گجرات میں سجاد علی وکیل کے مکان پر ٹھہرے ہوئے تھے۔ نماز تہجد کے بعد مجھ سے فرمایا:

مولوی صاحب اس سال راولپنڈی اور مردان کے دورہ تبلیغ میں مجھے بہت لطف اور حظ حاصل ہوا، کیونکہ مردان میں ایک رات حضور اقدس ﷺ نے مجھے اپنی آغوش مبارک میں بٹھایا اور فرمایا: ”عبدالمالک اب بوڑھے ہو چکے ہو، اب آرام کرو اور سفر ترک کر دو۔“ (تجلیات قریشی و مالکی و حبیبی، حصہ دوم۔ صفحہ ۱۵۴)

وصال سے چند روز قبل ۳ ستمبر ۱۹۷۳ء بمطابق ۵ شعبان المعظم ۱۳۹۳ھ بروز پیر حضرت شیخ معظم محمد عبدالمالک صدیقیؒ خانوال سے احمد پور شرقیہ تشریف لے گئے۔ حکیم نے چوزے کی یخنی تجویز کی۔ آپ نے سنا تو فرمایا: وزن کیا ہوا چوزہ نہ لانا، کیونکہ جو چوزہ ترازو پر وزن کیا جائے، وہ مکروہ ہے۔ سبحان اللہ! یہ تھی تقویٰ کی کیفیت۔ مورخہ ۸ اور ۹ ستمبر ۱۹۷۳ء کی درمیانی رات بمطابق ۱۱ شعبان المعظم ۱۳۹۳ھ کو دس بج کر دس منٹ پر حضرت قبلہ صدیقیؒ نے وصال فرمایا (بمقام احمد پور شرقیہ) اور پیر کی رات سوا چار بجے خانوال میں دفن کئے گئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ غسل کے بعد جب کفن دیا جا چکا، تو پیشانی پر پسینہ تھا جو چھتی ہونے کی علامت ہے۔ وصال کے بعد بھی دل کی حرکت جاری تھی، دل کے مقام پر کفن ہل رہا تھا اور دل برابر ”اللہ اللہ“ کر رہا تھا۔

۱۶۴۔ آٹھ ستمبر اور نوکی درمیانی رات تھی بیسویں صدی کا تھا یارو تہتر واں برس حضرت صدیقیؒ مرشد ہو گئے واصل بحق نج رہا ہے ہر طرف عالم میں ماتم کا جس میری (مصنف / مؤلف) ایک نہایت ہی قابل عزیزہ حج کی ادائیگی کے بعد مدینہ طیبہ پہنچیں اور حضور اقدس ﷺ کے روضہ اطہر پر حاضر ہو کر انتہائی اعلیٰ زبان میں درود و سلام پیش کیا۔ ان کے ہمراہ ایک عمر رسیدہ ناخواندہ خاتون بھی تھیں، جو آنسوؤں کی جھڑی میں سلام پیش کر رہی تھیں، روتی جاتی اور کہتی جاتی تھیں کہ میں ان پڑھ ہوں، آداب سے ناواقف ہوں، بس یہی ٹوٹے پھوٹے الفاظ میرا سرمایہ ہیں، یا رسول اللہ ﷺ! میں نہیں جانتی آپ کے حضور کن الفاظ میں سلام پیش کیا جائے؟ اسی لا چاری اور بے بسی کا اظہار کرتے، روتے روتے آنکھ لگ گئی اور حضور انور ﷺ کا دیدار پر انوار نصیب ہو گیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: مایوس نہ ہو، ہم

نے تمہارا سلام قبول کر لیا ہے (غیر مطبوعہ)۔ معلوم ہوا وہاں کا معیار کچھ اور ہی ہے، جس میں خلوص اور بے لوث محبت سب سے اہم ہے۔

۱۶۵۔ یہ اس دور کی بات ہے، جب برصغیر پاک و ہند میں مغل اقتدار کے بلند و بالا ستونوں کو دیمک لگ چکی تھی اور مرہٹوں کی شورش عروج پر تھی۔ بخارا کے ایک بزرگ حضرت عبداللہؒ کو خواب میں حضور نبی مکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی اور آنحضور ﷺ نے انہیں فرمایا: ”افغانستان میں قبائل کی باہمی خانہ جنگی سے اسلام کو نقصان پہنچ رہا ہے، اس لئے تم خود جاؤ یا اپنے کسی بیٹے کو بھیجو اور افغانستان کے باہمی جھگڑے کو ختم کراؤ۔“ حضرت عبداللہؒ نے ارشاد نبوی ﷺ کی تعمیل میں اپنے لخت جگر حضرت حریفؒ کو بخارا سے ہجرت کر کے افغان علاقے میں ڈیرہ ڈالنے کا حکم دیا۔ سعادت مند بیٹا بلند حوصلہ باپ کے حکم پر بے سروسامانی کے عالم میں خچر پر سوار اپنے وطن اور قبیلے سے جدا ہو کر غریب الوطنی کے عالم میں افغانستان کو کوچ کر گیا۔ افغانستان سے گزرتے ہوئے حضرت حریفؒ بلوچستان کے پشتون علاقہ فورٹ سنڈیمین سے کم و بیش ۳۰ میل دور ایک صحت افزا مقام مشین غر تک پہنچے تو دو معزز افغان قبائل شیرانی اور مندوخیل کو باہمی جھگڑوں اور لڑائیوں میں مصروف پایا۔ آپ کی مخلصانہ مساعی سے دونوں قبائل کے باہمی اختلافات ختم ہو گئے اور دونوں قبیلوں نے آپ سے درخواست کی کہ آپ مستقلاً ہمارے پاس قیام فرمائیں اور یہ پیش کش بھی کی کہ آپ اپنے خچر پر سوار ہو کر طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک ایک دن میں جتنا علاقہ عبور کر لیں، وہ آپ کی ملکیت میں دے دیا جائے گا۔ حضرت حریفؒ نے یہ پیش کش قبول کر لی اور اس طرح اس علاقے میں حضرت حریفؒ کے قیام سے سادات کے اس عظیم الشان قبیلے کی بنیاد رکھ دی گئی، جسے قبیلہ حریف آل کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور دیگر درو مند مسلم زعماء نے مرہٹوں کا زور ختم کرنے کے لئے افغانستان کے احمد شاہ ابدالیؒ سے رابطہ قائم کیا۔ پانی پت کے تاریخی میدان میں احمد شاہ ابدالیؒ (جو بعدہ احمد شاہ درانی کے نام سے مشہور ہوئے) نے اپنے لشکر کے ساتھ مرہٹوں کو شکست فاش دی۔ اس مقدس جہاد میں حصہ لینے والوں میں حضرت حریفؒ بھی شامل تھے۔ آپ نے میدان کارزار میں جام شہادت نوش فرمایا۔ آپ کے اس عظیم جذبہ حریت کو آپ کے خاندان کے افراد نے زندہ رکھا۔ شہید حریت حضرت مولانا سید شمس الدین شہیدؒ اسی معزز قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔ فرنگی سامراج برصغیر میں اپنا تسلط قائم کر لینے کے باوصف اسی خاندان کی سامراج دشمنی کے باعث بلوچستان کی سرزمین کو دیر تک کنٹرول نہیں کر سکا تھا۔ اسی وجہ سے ۱۸۹۰ء میں گورنر رابرٹ سنڈیمین نے اس خاندان کو غدار قرار دے دیا تھا۔

(مولانا شمس الدین شہید آف بلوچستان کے حالات زندگی از زاہد الرشیدی صفحہ ۱۳ تا ۱۵ سے ماخوذ۔
 مکتبہ مدنیہ، گوجرانوالہ ۱۳۹۵ھ) اس خواب کے لیے میں جناب ندیم شفیق ملک کا ممنون ہوں۔
 نوٹ = آزاد پاکستان کو اپنے دامن سے اس قسم کے داغ دھبے دور کر دینے چاہئیں۔
 حکومت بلوچستان کو چاہیے کہ فوری طور پر فورٹ سنڈھین کا نام بدل دے، گو تاخیر بہت ہو چکی
 ہے۔ بے توجہی کی وجہ غالباً یہ ہے کہ حقائق سے آگہی نہیں، لہذا میں مشورہ دوں گا کہ اس کا نیا
 نام ”فورٹ حریف شہید“ رکھا جائے۔

۱۶۶۔ حضرت شیخ محی الدین ابن عربیؒ (”شیخ اکبر“ ۷۰۵ھ رمضان المبارک ۵۶۰ھ تا ۲۲۲ھ ربیع
 الثانی ۶۳۸ھ) نے جو روحانی مقامات حاصل کئے، ان میں مکہ مکرمہ کے قیام کو بڑا دخل ہے۔
 اپنی مشہور کتاب ”فتوحات مکیہ“ کا یہ نام بھی اسی لئے رکھا۔ یہ کتاب حضرت رسول اللہ ﷺ
 کی ہدایت و اجازت کے مطابق لکھی گئی ہے۔ حضرت ابن عربیؒ اپنے خوابوں کو بہت اہمیت
 دیتے تھے۔ آپ کا سب سے اہم خواب یہی ہے جس میں حضرت رسول مقبول ﷺ نے آپ
 کو کتاب ”فتوحات مکیہ“ لکھنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ فرماتے ہیں: میں جب فتوحات مکیہ کا
 دیباچہ لکھ رہا تھا، تو میں نے خواب میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو رب کے حضور موجود پایا۔
 آپ کے چہرہ انور سے بڑا رعب و جلال ٹپک رہا تھا، یکا یک ایک منبر نمودار ہوا، جس پر لکھا ہوا
 تھا کہ یہ مقام محمد ﷺ ہے، جو صداقت و حقیقت کی تبلیغ کرے گا، وہ اس کو بطور وراثت پائے گا۔
 عین اس موقع پر مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم و حکمت عطا ہوئے۔ فرماتے ہیں کہ فتوحات مکیہ
 میں جو کچھ میں نے لکھا ہے وہ مجھے الہامی طور پر معلوم ہوا ہے اور حضرت رسول اللہ ﷺ نے
 اس کو قلمبند کرنے کی اجازت دی ہے۔ تقریباً ایک سال میں اسے تمام کیا۔ (زیارات مقدسہ از
 جناب افتخار احمد حافظ، مکان نمبر ۶-A-۹۹۹ سٹریٹ ۹، افشاں کالونی، راولپنڈی کینٹ۔ صفحہ ۸۷)
 ۷۸ سال کی عمر میں بحالت نماز مغرب سجدہ ثانی میں اس دار فانی سے رخصت ہوئے۔ دوسرے
 دن بعد نماز جمعہ، گیارہ مرتبہ آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔ دمشق (عراق) میں قاسیون پہاڑ کے
 ارد گرد پھیلی ہوئی آبادی کا نام ”میدان شیخ“ ہے، یہیں آپ کا خوبصورت مزار مبارک اور مسجد
 ہے۔ حضرت امام یافعیؒ فرماتے ہیں کہ جس طرح دنیا میں حضرت ”شیخ اکبر“ مرجع خلائق اور
 دریائے فیض تھے، عالم برزخ میں بھی اسی طرح آپ کا فیض جاری و ساری ہے اور صاحب دل
 آج بھی مستفیض ہو رہے ہیں۔

۱۶۷۔ منزہ صادق نے خواب میں ایک بے مثال اور بینظیر نورانی شخصیت کو دیکھا۔ انہیں
 بتایا گیا کہ یہ حضور رسالت مآب ﷺ ہیں۔ عابد عسکری صاحب سے پوچھتی ہیں کہ کیا ہم ایسے

گنہگار لوگ حضور اقدس ﷺ کے نورانی چہرہ مبارک کی زیارت کر سکتے ہیں؟ عابد عسکری صاحب فرماتے ہیں کہ حضور پاک ﷺ کا سنات کے لئے مجسمہ رحمت ہیں، آپ کی زیارت اور دیدار ممکن ہے، لیکن نیک اور صالح لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔ آپ کا خواب بہت مبارک ہے۔

اخروی و دینیوی فائدہ ملنے کا امکان ہے، لہذا کثرت سے درود شریف پڑھا کریں (خوابوں کی روحانی تعبیر از عابد عسکری صاحب۔ فیملی میگزین۔ ۲۸ مارچ تا ۱۳ اپریل ۱۹۹۹ء۔ صفحہ ۸۰)

۱۶۸۔ حضرت احمد بن عمر انصاری ابو العباس مرسی مالکی مغربی الاصل تھے، سکندریہ میں قیام فرما ہو گئے تھے اور قطب وقت تھے۔ فرماتے تھے: چالیس سال کا عرصہ گزر چکا ہے، مگر میں حضرت رسول الثقلین ﷺ کی نظروں سے اوجھل نہیں ہوا، اگر حضور سید المرسلین ﷺ پلک جھپکنے کی دیر بھی مجھ سے اوجھل ہو جائیں، تو میں اپنے آپ کو مسلمان نہ سمجھوں (تفسیر روح المعانی) یارب صلی وسلم دائماً ابداً علیٰ حبیبک خیر الخلق کلہم

۱۶۹۔ حضرت ابو بکر المعروف دوہل بن محمد عینیؒ امور دنیا سے لاتعلق صالح، زاہد اور عابد انسان تھے۔ آپ نے فرمایا کہ حضور سید کل ﷺ نے خواب کے دوران میرا سینہ چیرا اور اس میں سے ایک سیاہ لوتھڑا نکال دیا، میرا خیال ہے وہ نفس تھا۔ لوگ آپ کی بے حد عزت کرتے تھے۔ مشہور تھا کہ جو امرا وغیرہ آپ کی سفارش قبول نہ کرتے، جلد سزا پالیتے تھے، اس وجہ سے کوئی آپ کی سفارش رد کرنے کی جرأت نہ کرتا تھا۔ آپ مستجاب الدعوات تھے۔ لوگ دعا کے لئے آپ کی طرف لپکتے تھے۔ بقول زبیدی: دعا ہمیشہ ہاتھ اٹھا کر مانگتے تھے اور اتنا استغراق ہوتا، گویا بے ہوش ہیں (جامع کرامات اولیاء، جلد دوم۔ صفحہ ۱۹۱)۔

۱۷۰۔ حضرت احمد بن فقیہ ابو الخیر منصور ثمانی سعدیؒ کا نسب مشہور قبیلہ سعد کی طرف ہے اور ثمانی کی نسبت بنی ثمان کی طرف ہے۔ کمال علمی کے ساتھ تقویٰ و کرامات کا منبع تھے۔ امام یافعیؒ نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ ایک نیک بخت نے حضور سید المرسلین ﷺ کی خواب میں زیارت کی تو آپ کے پہلو میں ایک شخص بیٹھا تھا۔ حضور اقدس ﷺ نے خواب دیکھنے والے سے فرمایا: ”کیا تم اس شخص کو جانتے ہو؟“ اس نے جواباً عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ)! میں انہیں نہیں پہچانتا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ”یہ احمد بن ابو الخیر ہیں، جو ہمیشہ میری سنت کی اتباع کرتے ہیں۔“ بقول مناویؒ آپ کے مقبرہ پر آنے والے عموماً آپ کی قبر سے آسمان کی طرف نور دیکھتے ہیں۔ وصال ۲۹ھ میں ہوا تھا۔ آپ کے والد یمن کے شہر زبید میں آکر مقیم ہو گئے تھے (جامع کرامات اولیاء، جلد دوم۔ صفحہ ۳۶۲)۔

۱۷۱۔ مولوی غلام حسین صاحب نے مکہ معظمہ میں خواب دیکھا کہ ایک مجمع میں حضرت

حاجی امداد اللہ مہاجر کی ”کا ایک مرید کہہ رہا ہے کہ حضرت خاتم المرسلین ﷺ فرماتے ہیں کہ ”حاجی صاحب دیگر اولیاء پر سبقت لے گئے۔“ جب حاجی صاحب سے یہ خواب عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا عجب معاملہ ہے کہ تم لوگ کیا کیا دیکھتے ہو اور مجھ پر کیا کیا اعتقاد کرتے ہو؟ حالانکہ مجھ میں کچھ بھی کمال نہیں ہے، صرف اللہ کی ستاری ہے جس نے میرے عیوب چھپا رکھے ہیں، امید ہے اسی طرح عاقبت میں بھی اپنے فضل و کرم سے میرے جرائم کسی پر ظاہر نہ کرے گا۔ بطور تحدیث نعمت اس خواب کا تذکرہ کئی مرتبہ آپ نے فرمایا (امداد المشتاق۔ صفحہ ۱۲۳)۔

۱۷۲۔ رام پور (یو۔ پی، بھارت) کے رئیس محمد رضا خان اور مفتی عبدالقادر حج کے لئے آئے اور بیان کیا کہ ہم نے حج و زیارت روضہ مطہرہ کا قصد کیا تو رام پور کے بہت سے لوگ تیار ہو گئے، مگر حجاج سے معلوم ہوا کہ حجاز میں سخت قحط اور بہت لوٹ مار ہو رہی ہے۔ یہ سن کر ہم نے ارادہ ملتوی کر دیا۔ رات محمد رضا خان نے خواب دیکھا کہ ایک مجمع میں حضور ختم المرسلین ﷺ تشریف فرما ہیں اور ارشاد فرما رہے ہیں کہ حاجی امداد اللہ اور باقی باللہ سے کہو کہ رام پور کا قافلہ روانہ کر دیں اور آپ (حاجی امداد اللہ مہاجر کی) وہاں اسی ہیئت میں جیسا کہ میں اس وقت آپ کو دیکھ رہا ہوں، موجود ہیں اور ہاتھ میں ایک عصا جو اس عصا کے مشابہ ہے، لئے ہوئے لوگوں کو گھروں سے نکال رہے ہیں۔ دوسری رات پھر یہی خواب دیکھا، تب ہم حج کے لئے روانہ ہوئے اور بخیر و عافیت حاضر خدمت ہوئے۔ مفتی صاحب نے بھی ایسا ہی بیان کیا، پھر یہ دونوں صاحب داخل سلسلہ ہوئے۔ حاجی صاحب نے فرمایا: لوگ کیا کیا دیکھ رہے ہیں اور یہاں خبر بھی نہیں (امداد المشتاق مصنف حضرت مولانا اشرف علی تھانوی)۔ صفحہ ۱۳۷ تا ۱۳۸۔ مکتبہ اسلامیہ، بلال گنج، لاہور)۔

۱۷۳۔ شروع شروع میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی ”علماء کو بیعت نہ فرماتے تھے، پھر خواب میں دیکھا کہ حضور پر نور ﷺ فرماتے ہیں: ”حاجی صاحب کے مہمان علماء ہیں اور ان کی مہمانی ہمارے ذمہ ہے۔“ اس سے حاجی صاحب نے سمجھ لیا کہ میری جماعت کے لوگ علماء زیادہ ہوں گے، چنانچہ سب سے پہلے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ آپ سے بیعت ہوئے اور دیکھتے دیکھتے جید علماء کی تعداد جو آپ سے بیعت ہوئے، آٹھ سو کے قریب پہنچ گئی۔ شرف بیعت کے بعد حضرت حاجی صاحب نے حضرت گنگوہیؒ سے فرمایا کہ تم سے کوئی بیعت کی درخواست کرے تو داخل سلسلہ کر لینا۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا کہ مجھ میں اتنی قابلیت کہاں ہے؟ اس پر حاجی صاحب نے فرمایا: جب پیر نے حکم دے دیا تو مرید کو عمل کرنا چاہیے، قابلیت کا معلوم کرنا میرا کام ہے نہ کہ آپ کا (امداد المشتاق۔ صفحہ ۱۶۰ تا ۱۶۱)۔

۱۷۴۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں کہ حضرت حاجی صاحب (حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی) کے ساتھ برسوں میرا یہ تعلق رہا کہ آپ کے مشورے کے بغیر میری نشست و برخاست نہیں ہوئی، حالانکہ حاجی صاحب مکہ مکرمہ میں تھے اور میں گنگوہ (یو۔ پی، بھارت) میں، اور اس کے بعد حضرت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ یہی تعلق برسوں رہا، اتنا فرما کر آپ خاموش ہو گئے مزید کچھ نہ فرمایا اور دیر تک ساکت و سرنگوں رہے (تذکرۃ الرشید صفحہ ۱۹۶)۔ کیا ایسا قوی تعلق بدون اعتقاد کامل بلکہ اکمل کے ہو سکتا ہے؟ سچ تو یہ ہے کہ حضرت مولانا گنگوہی آیۃ من آیات اللہ تھے۔

۱۷۵۔ امیر قطب الدین محمد مدنی "جلیل القدر اولیاء اللہ میں سے تھے۔ آپ نے ابتدا میں اپنے ماموں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی سے استفادہ کیا، ان کی وفات کے بعد حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ سے بیعت کی اور ان کے بڑے خلفائے میں سے ہوئے۔ آپ کو رویائے صادقہ میں بارگاہ نبوی ﷺ سے حکم ملا کہ ہندوستان جا کر ظلمت کفر مٹائیں، چنانچہ آپ چھٹی صدی ہجری کی ابتدا میں اپنے ہزار ہا مریدین کے ہمراہ ہندوستان تشریف لائے اور کڑھ مانک پور (یو۔ پی، بھارت) کے نواح میں جہاد کر کے اس ظلمت کدہ کو نور اسلام سے منور کیا۔ آپ کا مزار کڑھ میں ہے۔ آپ کی اولاد میں اتنے اولیاء، علماء اور مشائخ پیدا ہوئے کہ کم خاندانوں میں ہوئے ہوں گے۔ مجاہد جلیل و مصلح کبیر حضرت سید احمد شہید کا اسی خاندان سے تعلق تھا۔ ہندوستان میں شرک و بدعت کی جو تاریکی پھیل چکی تھی اور جس سے یہاں کا کوئی خانوادہ اور کوئی شہر و قریہ مشکل سے بچا تھا، وہ آپ نے دور فرمائی۔ جہاد اور احیائے خلافت کی نسبت مردہ کو زندہ کیا۔ آپ کے صد ہا خلفائے میں سے چند کے اسمائے گرامی یہ ہیں: حضرت مولانا محمد اسماعیل شہید دہلوی، جناب مولانا سید اولاد حسن قنوجی (والد نواب سید صدیق حسن خان قنوجی)، نواب وزیر الدولہ فرماں روئے سابق ریاست ٹونک، جناب مولانا عبدالحی بڈھانوی، جناب مولانا ولایت علی عظیم آبادی، جناب مولانا سید محمد علی رام پوری، جناب میاں جی نور محمد پنشنجھانوی جن کے خلیفہ تھے شیخ المشائخ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی پھر حاجی صاحب کے خلفائے میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی اور حضرت مولانا اشرف علی تھانوی وغیرہ تھے، جن کی ذات بابرکات سے لاکھوں مسلمانوں کو فائدہ پہنچ رہا ہے۔ حضرت مولانا حکیم سید عبدالحی سابق ناظم ندوۃ العلماء، لکھنؤ (عالم اسلام کے مشہور رسالہ جناب مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کے والد بزرگوار) کا سلسلہ نسب بھی امیر قطب الدین پر منتہی ہوتا ہے (حیات عبدالحی تالیف مولانا سید ابوالحسن علی ندوی۔ صفحہ ۲۲ تا ۲۵ سے ماخوذ۔ مجلس نشریات اسلام، کراچی نمبر ۱۸)۔

۱۷۶۔ عارف باللہ حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحی عارفی کے ایک مخلص مدینہ منورہ سے تحریر فرماتے ہیں: فریضہ حج کی ادائیگی کے دوران خواب میں بشارت ہوئی کہ جناب رسول مقبول سرور کائنات ﷺ ارشاد فرما رہے ہیں کہ: ”ڈاکٹر عبدالحی میرے مقبولین میں سے ہیں۔“ پھر ڈاکٹر صاحب ایک کاغذ پیش کر کے کہتے ہیں: میں نے یہ یہ عنوانات قائم کئے ہیں۔ فل سکیپ کاغذ پر نوٹ تحریر کئے ہوئے ہیں، میں ڈاکٹر صاحب کی تحریر پہچان رہا ہوں اور دل میں خیال کرتا ہوں کہ حکیم الامت مولانا تھانویؒ کے مواعظ کا انتخاب ہے (ماثر حکیم الامت مع افادات عارفیہ۔ مرتب: مسعود احسن علوی۔ ایم اے صفحہ ۴ تا ۵۔ ایم ایچ سعید کمپنی، ادب منزل، پاکستان چوک، کراچی)۔

یہ حکیم الامت، مجدد ملت حضرت شاہ محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ کی خانقاہ کا ایک تذکرہ ہے، جس میں آپ کی خصوصیات زندگی، تصوف و سلوک کے ضوابط، اجتہادی و تجدیدی انفرادیت، انداز تعلیم و تربیت، آپ کے مزاج و مذاق اور انداز زندگی کو آپ کے خلیفہ اجل ڈاکٹر عبدالحی عارفی نے بیان کیا ہے۔ ہر مجلس زبان حال سے یوں کہتی محسوس ہوتی ہے:

وہ تو وہ ہیں، تمہیں ہو جائے گی الفت مجھ سے اک نظر تم مرا محبوب نظر تو دیکھو

بقول حضرت تھانویؒ صوفیاً نے تصوف کو معمہ بنا رکھا تھا، پس آپ نے از سر نو اس کی تجدید کی اور شریعت و طریقت میں صدیوں کے جتنے نشیب و فراز تھے، انہیں ہموار کر کے طالبان حق اور سالکین طریق کو حضور اقدس ﷺ کی چوکھٹ پر لاکھڑا کیا۔ تربیت باطن دربار رسالت ﷺ سے زیادہ اور کہاں میسر آئے گی؟

فرماتے تھے: بزرگ، قطب یا غوث بنا ہو تو کہیں اور جاؤ اور انسان بنا ہو تو میرے پاس آؤ، انسان بنا فرض ہے بزرگ بنا فرض نہیں، اس لئے کہ انسان نہ بننے سے دوسروں کو تکلیف ہوگی اور بزرگ نہ بننے سے خود ہی کو تکلیف ہوگی۔ نماز فجر کے بعد سے طلوع شمس تک یہ وقت ذکر اللہ کے لئے عجیب ہے۔ لوگ نماز پڑھ کر سیر کو نکل جاتے ہیں اور فضول باتیں کر کے اس نورانی وقت کو ضائع کر دیتے ہیں، جبکہ سیر کے دوران بھی ذکر اللہ کر کے فائدہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ “Time Management کے سلسلے میں حضرت مولانا تھانویؒ سے بہتر مثال پیش کرنا مشکل ہوگا۔ لوگ آپ کی نشست و برخاست سے اپنی گھڑیاں درست کر لیتے تھے کہ مولانا یہ کام کر رہے ہیں، لہذا یہ وقت ہوگا۔ حکیم محمد سعید شہیدؒ آپ ہی کے مرید تھے۔ Time Management کی برکت سے ۸۰ سال کی عمر میں وہ کام کر گئے، جو کوئی دوسرا صدیوں کی عمر پا کر بھی نہ کر پاتا۔

سہ ہر نفس زانفاسِ عمرت گوہرِ یست گوہرِ انفاسِ راضعِ مکن
(ترجمہ = تیری عمر کی سانسوں میں سے ہر سانس ایک گوہر ہے، تو ان گوہروں کو ضائع نہ کر)
مصنف کتاب ہذا ہر مسلمان سے درخواست کرتا ہے کہ وہ ”ماثر حکیم الامت“ کے
۳۹۲ صفحات کو کم از کم ایک مرتبہ ضرور پڑھے یا سن کر اپنی زندگی کو چلا بخشنے۔

۱۷۷۔ سابق حکومت آصفیہ دکن (بھارت) کے جدِ اعلیٰ حضرت شیخ شہاب الدین مقتول
تھے، جو اپنے نامور ماموں حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی الصدیقی ”التوفی (۶۳۲ھ) کے
مرید باصفا تھے۔ حضرت مقتول ”بلا کے ذہین و طباع، فصیح البیان اور فصیح العبارت تھے کہ کوئی
شخص ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ سخت ترین ریاضتیں فرمائیں اور سینکڑوں کشف و کرامات آپ
سے سرزد ہوئے۔ دورانِ سیاحت حلب پہنچے، جہاں سلطان مصر و یمن ملک طاہر بن صلاح الدین
یوسف سے ملاقات ہوئی، پھر وہاں کے علماً سے مناظرہ ہوا تو سب شکست کھا گئے اور ملک طاہر
کی نگاہوں سے گر گئے۔ اس بنا پر چند مفسد علماً نے ایک محضر سلطان صلاح الدین کو دمشق بھیجا کہ
حضرت مقتول کو قتل کر دینا ضروری ہے، ورنہ یہ جہاں بھی جائے گا فتنہ و فساد کی آگ بھڑکے گی۔
بعض کہتے ہیں انہیں تلوار سے شہید کر دیا گیا اور بقول بعض لوگوں کے قلعے کی دیوار پر سے گرا
کر جلا دیا گیا۔ آپ کی شہادت ۵۸۶ھ کے بعد لوگوں نے خواب میں دیکھا کہ حضور سرور عالم
ﷺ تشریف فرما ہیں اور ان کی ہڈیوں کو جمع فرماتے جارہے ہیں اور فرما رہے ہیں: ”یہ شہاب
الدین کی ہڈیاں ہیں۔“

صاحب طبقات الاطباء نے لکھا ہے کہ انہیں دفن کیا گیا تھا۔ سلطان صلاح الدین
جیسے زبردست فرماں روا کے دور کا یہ نہایت ہی افسوس ناک واقعہ ہے (اسلامی طب از ابن
منظہر قاضی معین الدین رہبر فاروقی (صفحہ ۷۶ تا ۸۰ سے ماخوذ) کاشفِ پبلشرز، لاہور)۔
۱۷۸۔ حضرت مولانا شفیع الدین نگیںوی، حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے اجل خلفاً میں
سے تھے۔ ۴۵ سال مکہ مکرمہ میں قیام رہا، اس اثنا میں روزانہ خواہ سردی، گرمی، بارش، دھوپ
ہوتی، حضرت حاجی صاحب کے مزار پر جاتے اور باقی اوقات میں کعبہ مبارکہ پر نظر جمائے رکھتے،
بیٹھے بیٹھے سوتے اور جاگتے، تاکہ کہیں نظر کعبہ شریف سے ہٹ نہ جائے، اس وجہ سے پیر ماؤف
ہو گئے تو اپنے مکان کی کھڑکی سے کعبہ مبارکہ کو دیکھا کرتے تھے، اس دوران صرف ایک بار
مدینہ منورہ گئے اور اس مرتبہ بھی ایسی دیر ہوئی کہ مکہ مکرمہ پہنچنا مشکل ہو گیا، حضور اقدس ﷺ
نے خواب میں تسلی دی اور مکہ مکرمہ پہنچنے کا غیب سے سامان ہو گیا (حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی
اور ان کے خلفاً از ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمن (صفحہ ۱۶۹ تا ۱۷۰) مجلس نشریات اسلام، کراچی)۔

۱۷۹۔ ایک صاحب نے خواب میں دیکھا کہ آنحضور ﷺ سر پر انگریزی ہیٹ پہنے ہوئے ہیں۔ انہوں نے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے اس کی تعبیر دریافت کی تو انہوں نے فرمایا کہ اب عیسائیت کا غلبہ ہوگا۔ (اور ایسا ہی ہوا) معلوم ہوا کہ تعبیر بڑا دقیق فن ہے اور ہر شخص اس میں مداخلت کا حق نہیں رکھتا۔ (نقش دوام یعنی حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ کے سوانح اور تحقیقات و تفردات کا ایک بسیط جائزہ (صفحہ ۴۴۱) المکتبہ البنوریہ، علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی)۔

۱۸۰۔ محمد بوٹا ولد غلام رسول کھوکھر، بارہ درہی، رسول نگر، تحصیل وزیر آباد، ضلع گوجرانوالہ لکھتے ہیں کہ میں بی اے کا طالب علم ہوں اور ہر رات ٹیوشن پڑھنے جاتا ہوں۔ ایک رات جمعہ اور اتوار کی چھٹی پر بحث چل نکلی۔ مجھے بے حد دکھ تھا کہ حکومت نے جمعہ کی بجائے اتوار کی چھٹی کا اعلان کر دیا ہے اور بار بار حضور اقدس ﷺ کی یہ حدیث پاک یاد آرہی تھی کہ ”جس نے غیر قوم کی مشابہت اختیار کی وہ ان ہی میں سے ہے۔“ گھر آکر نماز پڑھی اور اس غم میں روتا رہا کہ حکومت نے ہمارے آقا ﷺ کے فرمان عالی شان کی خلاف ورزی کی ہے۔ اسی حالت میں سو گیا تو مجھے حضور آقائے مدنی ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی۔ آپ کے چہرہ اقدس پر غصے کے اثرات نمایاں تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ”موجودہ حکمرانوں نے جمعہ کی چھٹی ختم کر کے اتوار کی چھٹی کا اعلان کر کے مجھے دکھ دیا ہے، غیروں کا طریقہ اپنا کر میرے دل کو بہت ٹھیس پہنچائی ہے۔“ (ماہنامہ ”رضائے مصطفیٰ“ صفحہ ۴ گوجرانوالہ۔ اپریل ۱۹۹۷ء)۔

۱۸۱۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا ثم مدنیؒ کے روزنامے سے یہ خواب نقل کیا جاتا ہے۔ زکریا نے خواب دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ کے ہاں ولی اللہ نامی ایک شخص کو بلایا گیا اور اس سے کہا گیا کہ زکریا (شیخ الحدیث) سے کہہ دو کہ تجھے قطب الاقطاب بنا دیا گیا، یہی اپنے آپ کو سمجھے اور لوگوں سے کہہ دے، چنانچہ مجھ سے کہہ دیا گیا۔ خواب ہی میں میں نے سوچا کہ ولی اللہ سے مراد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نور اللہ مرقدہ ہیں اور ان کو ذریعہ بنانے کی وجہ یہ ہوئی کہ میرے دل میں کبھی کبھی حضرت شاہ صاحب کے متعلق یہ خیال آتا رہا کہ شاہ صاحب نے اپنے متعلق یہ الفاظ کیوں تحریر فرمائے؟ پھر خواب ہی میں مجھے خیال ہوا کہ یہ تیرے خیال کی اصلاح ہے۔ تیرے اس خیال نازیبا کی اصلاح مقصود ہے کہ شاہ صاحب نے اس قسم کے الفاظ حکماً لکھے ہیں۔ (مولانا محمد زکریا ثم مدنیؒ کا سفر نامہ افریقہ وانگلینڈ۔ صفحہ ۱۸۲)۔

۱۸۲۔ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ نے قطب الاقطاب، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا ثم مدنیؒ سے متعلق جناب عبد الحفیظ کا یہ مراقبہ بیان فرمایا کہ حضور ﷺ نے حضرت الشیخ کے بارے میں فرمایا: ”انام عصرہ و برکتہ دبرہ و ابی البار“ (ماہنامہ ”البلاغ“ کراچی خصوصی

اشاعت۔ بیاد مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ (صفحہ ۱۰۹۰)۔
 ۱۸۳۔ محدث العصر، حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری نور اللہ مرقدہ نے ایک مرتبہ حضور پر نور ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے ”ابنی“ کے معزز خطاب سے مخاطب فرمایا، جس سے شفقت کے علاوہ نسب کی بھی تصدیق ہو گئی (ماہنامہ بینات۔ کراچی کی خصوصی اشاعت بیاد محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری۔ صفحہ ۷۴۸)۔

نوٹ = حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کا نسبی تعلق حضرت مجدد الف ثانیؒ کے سب سے بڑے خلیفہ حضرت سید آدم بنوریؒ سے ہے، جن کی جائے پیدائش بنور تھی۔ بنور سابق ریاست پٹیالہ (مشرقی پنجاب) میں سرہند کے قریب ایک قصبے کا نام ہے (یہ لفظ بغیر تشدید کے بنور ہے)۔
 ۱۸۴۔ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ نے فرمایا کہ ہم نے ابو داؤد شریف، امام العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری قدس سرہ سے پڑھی ہے۔ اس سال حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ہم حضور اقدس ﷺ سے ابو داؤد شریف پڑھ رہے ہیں، بے انتہا مسرت ہوئی اور وہ نقشہ ابھی تک آنکھوں کے سامنے ہے۔ صبح میں نے حضرت الشیخ قدس سرہ کی خدمت میں یہ خواب عرض کیا تو انہوں نے فرمایا کہ آپ کا پڑھنا قبول ہو گیا، یہ مقبولیت کی بشارت ہے (ماہنامہ بینات، کراچی۔ خصوصی اشاعت بیاد محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ۔ صفحہ ۴۹۱)

(یہ خواب جہاں پڑھنے والے کے لئے بشارت ہے، وہاں پڑھانے والے کے محدث کامل، متبع سنت اور فانی الرسول ہونے کی طرف بھی اشارہ ہے)۔

۱۸۵۔ جامعہ علوم اسلامیہ، نیوٹاؤن، کراچی کے بانی علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ ہیں۔ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ ایک متمول اور دیندار شخص کو خواب میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت بابرکت نصیب ہوئی۔ آپ نے اس مدرسے کے لئے فرمایا کہ ”تم اتنی رقم اس کے لئے مقرر کر دو۔“ اس قسم کے منامات صالحہ اور بھی ہیں (ہفت روزہ خدام الدین کا علامہ بنوری نمبر (صفحہ ۹۹) شیرانوالہ گیٹ، لاہور)۔

۱۸۶۔ مولانا سید محمد زکریا بنوریؒ ۱۲۹۵ھ کے لگ بھگ پشاور میں مولانا سید مزمل شاہ بنوری کے گھر پیدا ہوئے، ذریعہ معاش تجارت تھا، عمر کے آخری ۳۰ سال یاد خدا میں گزارے، آپ علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ کے والد بزرگوار تھے، سو سال کی عمر پر ۲۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۵ھ بمطابق ۵ جون ۱۹۷۵ء بروز جمعرات کراچی میں وصال فرمایا اور تدفین وہیں عمل میں آئی۔ فرماتے تھے: مجھے تین چیزوں سے محبت ہے۔ اللہ تعالیٰ سے، حضرت رسول اللہ ﷺ اور

اپنے خوابوں سے۔ ۱۶ برس کی عمر سے ۲۰ برس کی عمر تک ایک سو سے زیادہ مرتبہ حضرت رسول پاک ﷺ کی خواب میں زیارت بابرکت سے شرف یابی ہوئی اور آخر تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ آپ نے اپنے تمام خوابوں کو جمع کر کے ”المبشرات“ نام رکھا اور ان کی تعبیرات ”عمیر الممرات“ کے نام سے لکھی۔ (کاش! یہ خواب اردو زبان میں ترجمہ کر کے شائع کر دیئے جائیں تو کس قدر مفید ثابت ہوں) آپ باقاعدہ عالم تھے۔ عربی، فارسی اور اردو زبان میں آپ کی کئی تصانیف بھی ہیں (ماہنامہ ”الرشید“ لاہور کا دارالعلوم دیوبند نمبر۔ صفحہ ۷۳۳ تا ۴۳۸)۔

۱۸۷۔ آج ۲۵ دسمبر ۱۹۷۳ء بمطابق ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۹۳ھ ہے۔ اب سے دس بارہ سال قبل راقم الحروف انوار الحسن نے خواب دیکھا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کے روضہ اطہر پر کھڑا ہوں، دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ آپ کا چہرہ انور دیکھوں، ناگاہ مزار سے ملبہ مٹی وغیرہ علیحدہ ہونا شروع ہو گئی اور کفن میں چھپا ہوا جسد اطہر نظر آیا، پھر خواہش ہوئی کہ کاش! چہرہ انور سے کفن ہٹ جائے، چنانچہ کفن ہٹ گیا اور رخ روشن نظر آیا، مگر آپ کی آنکھیں بند تھیں۔ میری خواہش تھی کہ کاش! سرکار مدینہ ﷺ آنکھیں کھولیں، اچانک آنکھیں کھل گئیں اور نگاہیں مبارک سیدھی مجھ پر پڑیں۔ میں نے فوراً کہا ”السلام علیکم یا رسول اللہ ﷺ!“ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”وعلیکم السلام۔“ پھر آپ اٹھ بیٹھے مگر جسم مبارک کفن کے کپڑے سے چھپا ہوا تھا، سرنگا تھا، پٹے نظر آرہے تھے اور ریش مبارک مقطع تھی۔ بیٹھ کر ارشاد فرمایا کہ ”تم کہاں کے رہنے والے ہو؟“ میں نے عرض کیا کہ حضور (ﷺ)! میں شیرکوٹ کارہنے والا ہوں۔ میرے ہمراہ میرا چچا زاد بھائی مشیر الحسن بھی پیچھے کھڑا تھا۔ حضور ﷺ نے اس کے متعلق پوچھا: ”یہ کون ہیں؟“ میں نے اس سوال کا جواب دیا، پھر آپ نے فرمایا: ”کبھی کبھی آیا کرو“ (خواب ختم ہوا) اس خواب نے جو سرور بخشا اس کا اندازہ لگانا بہت مشکل ہے (سیرت یعقوب و مملوک تالیف پروفیسر مولانا محمد انوار الحسن شیرکوٹی۔ صفحہ ۱۳۲۔ مکتبہ دارالعلوم، کراچی نمبر ۱۴)۔

۱۸۸۔ رمضان المبارک ۱۳۵ھ میں میر غلام علی آزاد بلگرامی نے دہلی میں حضرت شاہ کلیم اللہ چشتیؒ کی زیارت کی۔ حضرت میر عبد الواحد بلگرامیؒ کا ذکر آگیا تو شاہ صاحبؒ نے حضرت میرؒ کے مناقب و فضائل دیر تک بیان کئے اور فرمایا کہ ایک شب میں نے مدینہ منورہ میں بستر خواب پر عالم واقعہ میں دیکھا کہ میں اور سید صبغت اللہ بروہیؒ ایک ساتھ دربار اقدس رسالت پناہ ﷺ میں حاضر ہوئے اور دیکھا کہ وہاں صحابہ اکرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اولیائے عظامؒ کی ایک بڑی جماعت موجود ہے اور ان میں ایک صاحب ہیں کہ حضور سید عالم ﷺ ان سے تبسم اور شیریں لہسی سے گفتگو فرما رہے ہیں اور ان کے حال پر نہایت توجہ اور التفات فرماتے ہیں،

جب مجلس مبارک تمام ہو چکی تو میں نے سید صبغت اللہ سے پوچھا کہ یہ کون صاحب تھے کہ حضور اقدس ﷺ ان سے اس قدر التفات فرماتے تھے۔ انہوں نے جواب دیا: میرے عبدالواحد بلگرامی..... اور ان کے احترام کا سبب یہ ہے کہ ان کی تصنیف ”سبع سنابل“ جناب رسالت مآب ﷺ میں مقبول ہوئی ہے۔ یہ میرے صاحب کی مشہور ترین تصنیف ہے جو سلوک و عقائد کے بیان میں ہے (کاشف الاستار (صفحہ ۲۱) اصح التوارخ ج ۱ صفحہ ۱۶۸۔ ماثر الکرام از میر غلام علی آزاد بلگرامی، صفحہ ۲۹)۔

۱۸۹۔ مخدوم شیخ نور قطب عالم پنڈویؒ کی نماز جنازہ میں شرکت کے لئے مخدوم جہانیاں قدس سرہؒ بھی تشریف لائے تو بادشاہ وقت بھی حاضر تھا۔ فارغ ہونے کے بعد بادشاہ نے حضرت مخدومؒ سے عرض کیا کہ غلام کی یہ آرزو ہے کہ غریب خانہ بھی آپ کے مبارک قدموں سے مشرف ہو جائے۔ حضرت مخدومؒ نے قبول فرمایا اور ایک روز بادشاہ کے محل میں تشریف لائے۔ بادشاہ نے اپنے تمام امرا و وزرا سمیت آپ کا بہت اعزاز و اکرام کیا، البتہ ایک دانشور نے کہا: اے بادشاہ! کیا سبب ہے کہ آپ نے ایک بدعتی کی اتنی تعظیم و تکریم کی؟ بادشاہ کو بہت برا معلوم ہوا اور پوچھا کہ انہوں نے کون سی بدعت کی ہے؟ اس نے کہا: آپ شرع کا قول جانتے ہیں کہ التّعریف لیس بئشیء (تعریف کوئی چیز نہیں)۔ حضرت مخدومؒ اس وقت نماز مغرب میں مشغول تھے، اس لئے بادشاہ چپ رہا، جب فارغ ہوئے تو دانشور نے حضرت مخدومؒ سے کہا کہ آپ خاموش کیوں ہیں؟ جواب دینا چاہیے۔ حضرت مخدومؒ نے بارگاہ رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جانب توجہ کی، تو حضرت رسول اللہ ﷺ نے التفات فرمایا۔ آپ نے وہاں سے جواب حاصل کیا اور فرمایا کہ دیکھو! یہ رسول اللہ ﷺ کی روح مبارک تشریف فرما ہے، آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ میری سنت ہے۔ اس دانشور نے یہ سن کر کہا: اے لوگو! یہ شخص پہلے تو صرف بدعتی تھا، اب کافر ہو گیا، جو شخص یوں کہے کہ فلاں کی روح میرے پاس ہے، وہ غیب کی خبر دیتا اور کافر ہو جاتا ہے۔ حضرت مخدومؒ نے یہ سن کر فرمایا کہ تعجب ہے تیری زبان تالو میں برقرار ہے۔ (فوراً ہی) اس کی زبان ایک ہاتھ باہر نکل آئی، وہ فرش پر گر پڑا اور مر گیا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اس گستاخ بیباک کو اٹھاؤ اور اس کے گھر پہنچا دو۔

معدن الحقائق شرح کنز الدقائق میں ہے کہ ”تعریف“ یہ ہے کہ لوگ عرفہ کے روز، میدان عرفات کے علاوہ کسی اور مقام میں حجاج کی مانند جمع ہوں، وہاں وقوف کریں، دعا مانگیں اور گریہ و زاری میں مشغول رہیں تاکہ حاجیوں سے تشبہ ہو جائے۔ نہایت شرح ہدایہ میں ہے کہ ”تعریف“ واجب یا سنت موکدہ نہیں، بلکہ مستحب ہے۔ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ

سے روایت ہے کہ وہ مکروہ نہیں کیونکہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے بصرہ میں یہ فعل کیا (سبع سنابل کا اردو ترجمہ (صفحہ ۳۹۶ تا ۳۹۷) حامد اینڈ کمپنی، اردو بازار، لاہور)۔

۱۹۰۔ مولوی احمد الدین صاحب، تاج المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد ثم مدنیؒ کے ایک پرانے شاگرد تھے۔ وہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حدیث کا سبق ہو رہا تھا کہ ہمارے استاد حضرت مولانا خلیل احمد پر غنودگی طاری ہو گئی جو دیر تک رہی، طلبہ کی خاصی تعداد تھی اور سب کو بے وقت نیند پر تعجب ہوا۔ نیند سے بیدار ہو کر حضرتؒ نے فرمایا: الحمد للہ! اس وقت دربار نبوی ﷺ میں حاضر تھا، دیر تک باتیں ہوئیں اور مسائل حدیث شریف پیش تھے (تذکرۃ الخلیل از مولانا محمد عاشق الہی میرٹھیؒ) (صفحہ ۱۱۹) مکتبہ قاسمیہ، سیالکوٹ)۔

۱۹۱۔ تاج المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد ثم مدنیؒ بزمانہ طالب علمی ایک مرتبہ اتنے بیمار ہوئے کہ کسی کو زیست کی امید نہ رہی۔ والد نے رتھ کرائے پر لیا اور آپ کو سہارنپور (یو۔ پی، بھارت) کے ایک حاذق حکیم کے پاس لے جانا چاہا۔ اسی رات تاج المحدثینؒ نے خواب دیکھا کہ مدینہ منورہ میں حاضر ہوں اور بڑے ذوق و شوق سے صلوٰۃ و سلام پڑھ رہا ہوں، دفعتاً دروازہ کھلا اور میں سلام پڑھتا اندر داخل ہو گیا، معلوم ہوا کہ سرور دو عالم ﷺ مکلا اعلیٰ کی سیر کو تشریف لے گئے ہیں، تھوڑی دیر بعد حضور اقدس ﷺ ایک تخت پر تشریف لائے، دائیں جانب حضرت صدیق اکبر اور بائیں طرف حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے، میں نے حضرت رسول اللہ ﷺ کو دیکھتے ہی پھر الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھنا شروع کر دیا، آپ نے میری جانب رخ فرما کر پوچھا کیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ بیماری کی وجہ سے پڑھنا رہ گیا ہے، آپ میرے لئے دعا فرما دیجیے کہ صحت ہو جائے۔ فرمایا: تو اچھا ہے یا اچھا ہو گیا (صحیح لفظ یاد نہیں رہا)۔ اس کے بعد آنکھ کھل گئی، صبح اٹھا تو آرام معلوم ہوتا تھا، پھر بھی والد صاحب رتھ پر مجھے حکیم کے پاس سہارنپور لے گئے۔ حکیم صاحب نے نبض دیکھ کر والد صاحب سے کہا کہ پیر صاحب جی! تمہارا لڑکا تو بالکل اچھا ہے، صرف نقاہت و ضعف باقی ہے، سو معجون کا نسخہ لکھے دیتا ہوں، اسے کھلائیں، ضعف بھی جاتا رہے گا (تذکرۃ الخلیل۔ صفحہ ۲۲۱ تا ۲۲۲)۔

۱۹۲۔ تاج المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد ثم مدنیؒ کے حقیقی بھائی مولوی انوار احمد فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ جائیداد کی مشترکہ آمدنی پر میری غلط فہمی سے مجھے بھائی صدیق احمد کی طرف سے کبیدگی ہو گئی اور میں کشیدہ ہو بیٹھا۔ میں نے خواب دیکھا کہ کسی بلند جگہ پر کھڑا ہوں، جونہ زمین ہے نہ آسمان اور ایک خوش نما بنگلہ تعمیر ہو رہا ہے، جس کے معمار مسلمان ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا یہ بنگلہ کس کا ہے؟ بتایا گیا کہ آپ کے بھائی مولوی صدیق احمد کا۔ باہر دیکھا تو ایک

نہر، ایک چھوٹی سی خوبصورت مسجد اور صدہا چھوٹے بڑے بنگلے تیار نظر آئے مگر مکین کسی میں نہیں، دوبارہ نظر اٹھائی تو ایک عالی شان عمارت نظر آئی، میں اس کے اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ سرور دو عالم ﷺ مع خلفاً اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تشریف فرما ہیں، فرط شوق سے کئی منٹ قدم چومتا رہا، غلبہ سرور سے میری آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے، دفعتاً آنکھ کھل گئی تو دیکھا کہ آنسو جاری تھے، پھر آنکھ لگ گئی اور یہی خواب دیکھا، حتیٰ کہ تین بار یہی پیارا منظر نظر آیا، اس خواب کی وجہ سے بھائی کے ساتھ بدظنی جاتی رہی اور پھر ہم بھائیوں میں کبھی رنجش نہیں ہوئی (تذکرۃ الخلیل۔ صفحہ ۲۲۲ تا ۲۲۳)۔

۱۹۳۔ چوہدری حافظ مختار احمد صاحب نے خواب دیکھا کہ وہ چپت لیٹے ہیں، سر کے برابر سیدھی جانب ایک مونڈ پر حضرت رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہیں، قلب بائیں جانب کے بجائے دائیں جانب ہے، کھلا ہوا ہے نہ اس پر کپڑا ہے نہ گوشت، کھال کو چیر کر اس کے اوپر سے ہٹا دیا گیا ہے اور قلب کے مقابل حضرت یوسف علیہ السلام ہیں۔ مجھ پر آپ کی طرف سے فیضان کا ترخ ہو رہا ہے، جس کی لذت ۲۲ سال گزر جانے کے بعد اب بھی محسوس ہوتی ہے۔ خواب ہی میں خیال آیا کہ نور بھرا جا رہا ہے۔ چند علماء سے ذکر کیا مگر تعبیر دل کونہ لگی، جبکہ تاج المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد ثم مدنی نے خواب سن کر فرمایا: بارک اللہ، بہت اچھا خواب ہے، آپ کو نسبت یوسفی حاصل ہے۔ چوہدری صاحب نے وضاحت چاہی تو فرمایا: جس طرح دنیا میں انعام و اکرام عطا ہوتا ہے وہ حقیقتاً بادشاہ کی جانب سے ہوتا ہے، مگر اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ شاہی خزانے سے وزرا کو دیا جاتا ہے، وہ اپنے محکمے کے سردار کو دیتے ہیں، سردار اپنے ماتحت افسر اور مستحق فرد کو دیتا ہے، اسی طرح حق تعالیٰ کی طرف سے جو روحانی فیوض و برکات بندوں کو عطا ہوتے ہیں وہ سردار و جہاں علیہ السلام کے واسطے سے میدنا یوسف، سیدنا موسیٰ، سیدنا عیسیٰ غرض جملہ انبیاء علیہم السلام تک پہنچتے ہیں، یہ حضرات اپنی صفات اور کمالات خصوصی کی بنا پر جس جس محکمے کے سردار اور امیر قافلہ قرار پائے ہیں، اسی خصوصی انعام سے بہرہ یاب ہونے والوں کو وہ فیوض و انعامات الہیہ پہنچاتے ہیں، وہی صفات خصوصی نسبت کہلاتے ہیں کہ کوئی نسبت ابراہیمی ہے تو کوئی نسبت یوسفی، کوئی موسوی اور کوئی عیسوی۔ اس وقت چوہدری صاحب کو انشراح صدر ہوا اور سمجھے کہ سر کی جانب سرور دو عالم ﷺ کا تشریف فرما ہونا اور قلب کے محاذ میں سیدنا یوسف علیہ السلام کا قلب پر انوار و برکات کا ڈالنا یہ حقیقت رکھتا ہے (تذکرۃ الخلیل۔ صفحہ ۲۵۹ تا ۲۶۰)۔

۱۹۴۔ تذکرۃ الخلیل کے مصنف حضرت مولانا محمد عاشق الہی میرٹھی نے اپنی اہلیہ کے ہمراہ

۱۳۴۰ھ بمطابق ۱۹۲۲ء کوچ کیا۔ اس سال بد امنی اور شورش کچھ زیادہ ہی تھی۔ قافلہ مدینہ منورہ جاتے ہوئے منزل خیف میں محبوس ہو گیا اور ۲۸ دن ہم پانچ سواونٹوں کے مسافر کھلے میدان میں قید رہے کہ جب تک دس گنی فی شغدف (مسافروں کے بیٹھنے کے لئے اونٹ کی پیٹھ پر رکھا ہوا ہودج) نہ دیں گے، آگے نہ جا سکیں گے۔ قافلے میں چاروں طرف سے عورتوں کے نوحہ اور بین کی آوازیں آتیں اور اچھے اچھے مراسم دکھائی دیتے۔ بدوؤں کا اصرار کہ لاؤ اور قافلے کا انکار کہ پیسے پاس نہیں۔ دفعتاً اعلان ہوا کہ حملہ ہو کر قتل عام ہوا چاہتا ہے۔ اس خبر نے چاروں طرف گریہ و بکا کا کہرام مچا دیا۔ اسی پریشانی کے عالم میں میری اہلیہ کی آنکھ لگ گئی اور اس نے خواب دیکھا کہ حضرت تاج المحدثین مولانا خلیل احمد سہارنپوری ثم مدنی موجود ہیں اور اونٹ کی مہار تھام کر پہاڑ کے اوپر چڑھ رہے ہیں۔ ادھر بندہ (مولانا محمد عاشق الہی میرٹھی) نے خواب دیکھا کہ جناب رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہیں اور غایت حزن میں گردن جھکائے بیٹھے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صدیقہؓ سے کوئی قصہ ہوا ہے، اس لئے میں اس سعی میں ہوں کہ صفائی کراؤں تاکہ حضرت ﷺ کا ملال رفع ہو۔ آنکھ کھلی تو رہائی کا سامان ہو چکا تھا، مجھے اٹھنا پڑا کہ بدوؤں اور اہل قافلہ میں سمجھوتہ ہو گیا تھا اور یوں دس محرم کا محبوس قافلہ دس صفر کو مدینہ منورہ میں داخل ہوا (تذکرۃ الخلیل۔ صفحہ ۳۸۲ تا ۳۸۳ سے ماخوذ)۔

۱۹۵۔ شیخ سعید تکرینی مدنی فرماتے ہیں کہ مجھے ہمیشہ سے حضرت رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا بہت شوق تھا، بہت دعائیں مانگیں، مگر کامیاب نہ ہوا۔ جس زمانے میں حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری ثم مدنی مدینہ منورہ تشریف لائے تو اس سے قبل کہ مولانا سے میری شناسائی ہو، میں نے خواب دیکھا کہ سرور دو عالم ﷺ تشریف فرما ہیں۔ مجھ سے کسی نے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں، ایک ہندی عالم خلیل احمد نامی انتقال کر گیا ہے، لہذا ان کے جنازہ میں شرکت کے لئے تشریف لائے ہیں۔ میں نے اپنا خواب اسی زمانہ میں مولانا شیخ الفاہاشم سے بیان کیا، جب مولانا زکریا صاحب وغیرہ ہندوستان واپس آئے تو مولانا خلیل احمد واپس نہ ہوئے۔ مولانا شیخ الفاہاشم نے مجھ سے کہا کہ تمہارے خواب کی صداقت کے بعض قرائن ظاہر ہو رہے ہیں کہ مولانا نے مدینہ منورہ میں اقامت کی نیت کر لی ہے۔ مولانا خلیل احمد پر آخر زمانے میں بات بات پر گریہ طاری ہو جاتا تھا اور سوز و گداز بہت بڑھ گیا تھا۔ ایک مرتبہ کسی نے عرض کیا: حضرت ہندوستان کا کب تک ارادہ ہے؟ تو چشم پر آب ہو گئے اور فرمایا: اب تو بقیع کا ارادہ ہے اور چھ ماہ بعد بھرم ۷۷ سال جنت البقیع میں جا سوائے (تذکرۃ الخلیل۔ صفحہ ۲۶۹ تا ۲۷۰)۔ آپ نبأ حضرت ابو ایوب انصاریؓ سے متعلق ہیں اور دسویں پشت پر اپنے شیخ حضرت مولانا رشید احمد

گنگوہی سے آپ کا سلسلہ جا ملتا ہے۔ آپ جید عالم اور مستجب الدعوات کامل ولی تھے۔ آپ کی سوانح حیات ”تذکرۃ الخلیل“ پڑھنے کی چیز ہے، جسے پاکستان میں بار بار شائع ہونا چاہیے۔ (سیرت النبی بعد از وصال النبی حصہ اول کا چوتھا خواب آپ ہی سے متعلق ہے)۔ آپ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا سہارنپوری ثم مدنی کے شیخ تھے۔

۱۹۶۔ فخر العارفین حضرت سید شاہ محمد عبدالحی اسلام آبادی فرماتے ہیں کہ ہم نے اپنی تعلیم کے آخری سال ایک خواب دیکھا تھا اور اسی سال ہم جمیع علوم سے فارغ ہوئے تھے۔ خواب یہ ہے کہ حضرت رسول مقبول ﷺ آگے آگے تشریف لے جا رہے ہیں اور میں تنہا پیچھے پیچھے آنحضرت ﷺ کے نقش قدم پر چل رہا ہوں۔ مجھے اس خواب سے بے حد سرور حاصل ہوا، مگر فکر مند تھا کہ اس خواب کے کیا معنی ہیں؟ اب ۱۸ سال بعد کچھ کچھ معنی سمجھ میں آرہے ہیں (سیرت فخر العارفین مؤلفہ حضرت مولانا حکیم سید سکندر شاہ، کتب خانہ رحیمیہ، اردو بازار، دہلی)۔

۱۹۷۔ فخر العارفین نے میاں محمد حسین غازی پوری سے کہا: جمعرات کے دن آنا، تمہیں سلسلہ عالیہ میں داخل کر لیں گے۔ مرید کر لیا تو تعلیم و تلقین کے بعد ان سے ارشاد ہوا کہ آنکھیں بند کر کے مراقب ہو جاؤ۔ کچھ دیر بعد ارشاد ہوا: آنکھیں کھول لیں اور دریافت کیا: محمد حسین تم نے کیا دیکھا؟ عرض کیا: اس وقت یہ غلام دربار رسالت مآب ﷺ کی زیارت اور حضوری کے شرف سے بہرہ ور ہوا۔ فرمایا: محمد حسین ہزاروں اسی تمنا اور آرزو میں مر گئے، جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں آج نصیب فرمائی۔

ہندوستان میں یہ آپ کا پہلا دن تھا، جب تعلیم طریقت اور اشاعت سلسلہ عالیہ کی ابتدا فرمائی، جس کا پہلا روز ایسا پر فیض و بابرکت ہو کہ مرید کو ایک توجہ میں زیارت نبوی ﷺ حاصل ہو جائے، بھلا اس مبارک ذات کے آخری زمانے اور انتہائی کمالات و فیوض کا کیا اندازہ اور کیا حضور و بیان ہو سکتا ہے (سیرت فخر العارفین، حصہ اول صفحہ ۵۱ تا ۵۲)۔

۱۹۸۔ فخر العارفین نے فرمایا: شیخ کے سامنے اپنے آپ کو جاہل سمجھنا بڑی بات ہے، پھر یہ حکایت ارشاد فرمائی: ایک طالب علم مرید ہونے کے لئے ایک بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو انہوں نے فرمایا: ہم لوح محفوظ دیکھ کر کہتے ہیں کہ تمہارا نام ہمارے مریدوں میں نہیں ہے، تم مولانا عبد الرحیم کے مرید ہو۔ یہ طالب علم ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے طالب علم سے پوچھا کہ آپ نے حضور سرور کائنات ﷺ کو دیکھا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں۔ اس سوال و جواب کے بعد مولانا نے فرمایا: اچھا بیت المقدس جاؤ اور حضرت سرور کائنات ﷺ کو دیکھ کر چلے آؤ۔ طالب علم فوراً روانہ ہو گئے اور یہ دریافت نہیں کیا کہ حضرت

رسول اللہ ﷺ کی ولادت مکہ مکرمہ میں ہوئی اور وصال مدینہ منورہ میں ہوا، آپ مجھے بیت المقدس کیوں بھیج رہے ہیں؟ وہ سیدھے بیت المقدس پہنچے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی اس مسجد میں گئے، جسے انہوں نے جنوں سے تعمیر کرایا تھا، جوں ہی مسجد میں قدم رکھا ان پر انکشاف ہو گیا اور دیکھا کہ عرش و کرسی سب جگہ حضور اقدس ﷺ جلوہ افروز ہیں۔ اسی لئے تو کسی نے کہا ہے: ع محمد سر وحدت ہے کوئی رجز اس کی کیا جانے (سیرت فخر العارفین، حصہ اول۔ صفحہ ۱۸۹ تا ۱۶۰)۔

۱۹۹۔ فخر العارفین نے فرمایا کہ ڈپٹی فیض اللہ خان مرحوم نے خواب دیکھا کہ یہ تخت (چوکی) جس پر ہماری نشست رہا کرتی ہے، اس پر کبھی تو حضور رسول مقبول ﷺ تشریف فرما ہیں، اور جب آپ تشریف لے گئے تو انہوں نے ہمیں دیکھا کہ اس جگہ پر بیٹھے ہیں، ہم چلے گئے تو حضرت رسول مقبول ﷺ کو تشریف فرما دیکھا۔ انہوں نے (ایک بار نہیں بلکہ) بارہا خواب میں دیکھا کہ یہ چوکی خالی نہیں رہتی۔ اس مقام پر یا تو حضرت سرور کائنات ﷺ کو بیٹھے دیکھا یا ہمیں۔ اللہ جانے اس میں کیا بھید ہے؟ (سیرت فخر العارفین، حصہ اول۔ صفحہ ۳۳۳)

۲۰۰۔ فخر العارفین کے ایک مرید نے خواب دیکھا کہ آسمان سے ایک پاکی اتری، جس میں ایک عالی شان بزرگ باہزاراں ہزار عزم و وقار و جاہ و جلال جلوہ افروز ہیں اور ہمارے حضرت قبلہ (یعنی فخر العارفین) کو دیکھا کہ اس پاکی کے پاس مودب نگاہ نیچی کیے تشریف رکھتے ہیں اور ان بزرگ کے قدوم مقدسہ کی خدمت مریدانہ میں بکمال ذوق و شوق مشغول ہیں۔ خواب ہی میں معلوم ہوا کہ جو سواری آسمان سے نازل ہوئی اس میں حضرت سرور کائنات، فخر موجودات علیہ التحسین والتسلیمات جلوہ افروز ہیں اور آپ پاکی میں لیٹے ہوئے تھے۔ اس خواب کو سن کر حضرت قبلہ آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا: ہمارے حجرے میں سے جو چیز تمہارا جی چاہے لے لو۔ میں نے عرض کیا کہ کوئی عطیہ دست مبارک سے عطا ہو جائے تو آپ نے حامل شریف عطا فرمائی (سیرت فخر العارفین، حصہ اول۔ صفحہ ۳۳۴)۔

۲۰۱۔ فخر العارفین کے ایک اور مرید مولوی فضل الرحمن صاحب نے خواب دیکھا کہ حضرت قبلہ (یعنی فخر العارفین) کے حجرہ شریف میں حضور اقدس ﷺ جلوہ فرما ہیں۔ آپ کے روبرو ایک مہر رکھی ہوئی ہے، جس پر بخط نورانی لکھا ہے: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور یہی مہر آپ کی پشت مبارک پر بھی کندہ ہے۔ حضور ﷺ نے یہی مہر اس بندے کی پشت پر بھی لگا دی، مگر وہ زیادہ چمکیلی نہیں ہے۔ اتنے میں دیکھا کہ حضرت قبلہ تشریف لائے اور حضرت سرور کائنات ﷺ کے حسب ایما ہمارے حضرت نے مجھ پر مہر لگا دی۔ یہ بھی پہلے کی طرح

تھی اور یہ ارشاد فرمایا: اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ جسے پسند فرمالتے ہیں، یہ مہر میں اس پر لگاتا ہوں اور کسی کی سفارش پر نہیں لگاتا (سیرت فخر العارفین، حصہ اول۔ صفحہ ۳۳۵ تا ۳۳۴)۔

۲۰۲۔ فخر العارفین نے اپنے عاشق مرید ڈاکٹر محمد علی غازی پوری سے فرمایا کہ تمہارے ایک پیر بھائی نے خواب دیکھا کہ صحن خانقاہ میں پیلچی کا سا ایک درخت ہے، جناب رسول کریم ﷺ اس کے نیچے تشریف فرما ہیں اور ہم بھی ہیں۔ حضرت رسول اللہ ﷺ بے حد خوش ہیں اور ہم سے فرماتے ہیں کہ ”یہ پکا ہے اور یہ چھوٹا“ اور اس میں سے ایک پھل توڑ کر خواب دیکھنے والے کو عطا فرمایا۔ اس خواب کو دیکھنے کے بعد انہیں کو خلافت مل گئی۔ فرمایا: یہ خواب صحیح ہے کیونکہ حضرت رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے، کس بات پر خلافت ملتی ہے کچھ پتہ نہیں، یہ سب باتیں ہمارے اختیار میں نہیں ہیں (سیرت فخر العارفین، حصہ سوم۔ صفحہ ۱۳۷)۔

۲۰۳۔ فخر العارفین کے مرید خواجہ عبدالقدیر بناری صاحب نے خواب دیکھا کہ ایک ریگستانی مقام پر ایک بستر زمین پر ایک گڑھے کے قریب لگا ہوا ہے اور بندہ اسی بستر کے پاس مودب کسی کے انتظار میں بیٹھا ہے، بندے کے بائیں طرف حضرت سیدنا فاروق اعظم اور سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم تشریف فرما ہیں، تھوڑی دیر بعد حضور اقدس ﷺ بہ لباس کرتہ اور پاجامہ تشریف لائے اور اسی بستر پر بعنوان استراحت جلوہ افروز ہوئے اور چند ہی ساعت میں وصال فرما گئے، بندہ بہت مغموم اٹھا، بستر کے مغرب رخ ایک مکان تھا، میں نے اسے بند کر کے تالا لگا دیا اور چابی اپنے پاس رکھی تو اس پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اچھا کیا مگر چابی یہیں رہنے دو، دستور یہی ہے، اس کے اٹھانے والے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، تم جا کر انہیں خبر کر دو کہ حضور ﷺ کا وصال ہو گیا ہے۔ بندہ راستے میں لوگوں کو یہ خبر دیتا ہوا روانہ ہو گیا اور یہ کہتا جا رہا تھا کہ سامنے سے ایک شخص نے ہاتھ اٹھا کر کہا کہ یہ کیا حضرت صدیق اکبر چلے آرہے ہیں؟ یہ سنتے ہی بندے کو خیال ہوا کہ ہمارے یہ پیر بھائی صاحب محترم حضرت صدیق اکبر ہیں، تو حضور ﷺ ہمارے حضرت قبلہ ہوں گے (یعنی فخر العارفین)، بندہ پھر مڑ کر جائے وصال حضرت رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھنے لگا، تو کیا دیکھتا ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کی نعش مبارک تو نہیں ہے، البتہ اسی بستر پر ہمارے حضرت قبلہ تشریف فرما اور تبسم کناں ہیں اور فرماتے ہیں: آدمیاں عبدالقدیر آؤ۔ جب میں نے یہ خواب حضرت قبلہ و کعبہ کو سنایا تو فرمایا: یہ خواب سچا ہے، اللہ تمہیں کامیاب کرے، اس خواب کو لکھ رکھو، اس میں جو پیچیدگی ہے ابھی نہیں سمجھو گے، تمہارا وہ پیر بھائی ہم سے محبت رکھتا ہے۔ (سیرت العارفین، حصہ سوم۔ صفحہ ۳۱۵ تا ۳۱۶)۔

قطب زماں، فخر العارفین، سیدنا مولانا شاہ محمد عبدالحی کا مولد و مسکن موضع مرزا کھیل شریف، نواح اسلام آباد ہے۔ (جسے شہر سبز اور چانگام بھی کہتے ہیں) بنگال کے اس خطہ پاک میں ہمیشہ اہل علم، ارباب کمال اور اولیاء اللہ پیدا ہوتے رہے۔ سندھ اور اسلام آباد ملک ہندوستان کے ایسے دو حصے ہیں، جو برکات عرب سے سب سے پہلے فیض یاب ہوئے۔ آپ کے والد ماجد غوث زماں، شیخ العارفین، سیدنا مولانا حضرت شاہ مخلص الرحمن الملقب جہانگیر شاہ (۱۲۲۹ تا ۱۳۰۲ھ) نہایت کامل و اکمل بزرگ تھے۔ آپ کا روضہ مرزا کھیل شریف میں ہے۔ حضرت فخر العارفین (۱۲۷۶ تا ۱۳۳۹ھ) نے درسی کتب زیادہ تر لکھنؤ میں حضرت مولانا عبدالحی فرنگی محلی سے پڑھیں۔ آپ طریقتہ قادری، چشتی اور ابو العلامی ہیں۔ بنگال کے مشہور ترین اولیاء اکرام میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ مرزا کھیل شریف میں آپ کا روضہ مرجع خلائق ہے۔ سیرت فخر العارفین، حصہ اول کے صفحہ ۱۱۸ تا ۱۱۹ پر ”رویت ہلال“ کے سلسلے میں تحریر ہے کہ حضرت فخر العارفین نے فرمایا: نزہت المجالس میں ہے کہ رمضان گذشتہ کی پانچویں جس دن ہو، رمضان آئندہ کی پہلی اس دن ہوگی اور اس کا امتحان پچاس برس کیا گیا اور صحیح پایا۔

عبدالرحمن صیفوری کی کتاب ”منتخب النفاس“ میں لکھا ہے کہ سیدنا حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ رمضان حال کی پانچویں تاریخ جس دن ہو، آنے والے رمضان کی پہلی تاریخ اسی دن ہوگی۔ تجربے سے یہ بات درست نکلی۔ اس کتاب میں لکھا ہے کہ حضرت ابوالحسن خرقانی فرماتے ہیں کہ جب سے میں بالغ ہوا، اس حساب سے کبھی میری شب قدر فوت نہیں ہوئی۔ حساب یہ ہے:-

پہلا روزہ پیر کا ہو تو شب قدر ۲۱ ویں شب رمضان کو ہوتی ہے۔

پہلا روزہ ہفتے کا ہو تو شب قدر ۲۳ ویں شب رمضان کو ہوتی ہے۔

پہلا روزہ جمعرات کا ہو تو شب قدر ۲۵ ویں شب رمضان کو ہوتی ہے۔

پہلا روزہ منگل یا جمعہ کا ہو تو شب قدر ۲ ویں شب رمضان کو ہوتی ہے۔

پہلا روزہ بدھ یا اتوار کا ہو تو شب قدر ۲۹ ویں شب رمضان کو ہوتی ہے۔

حضرت فخر العارفین فرماتے ہیں کہ میرے استاد مولانا عبدالحی فرنگی محلی نے ایک

کتاب میں لکھا ہے کہ میں نے ساہا سال اس کا تجربہ کیا اور اسے درست پایا۔ فرمایا کہ خود میں

نے ایک عرصہ دراز اس کا تجربہ کیا اور اسے درست پایا، اگر شب قدر کو ۱۲ گھنٹے کا مان لیا جائے تو

اس کے ہر منٹ کا ثواب عام دنوں میں تقریباً ۴۲ دن عبادت کرنے کے ثواب کے برابر بنتا

ہے۔ شب قدر میں سب سے کم عمل یہ ہے کہ اس رات نماز عشاء اور نماز فجر باجماعت ادا کرے

توپوری رات عبادت میں لکھی جائے گی اور اس طرح شب قدر از خود اس میں آجائے گی۔ شب قدر میں یہ مسنون دعا ضرور پڑھنی چاہیے:-

اللهم انک عفو تحب العفو فاعف عني (ترمذی) ترجمہ = یا اللہ! تو معاف کرنے والا ہے، معافی کو پسند فرماتا ہے پس مجھے معاف فرما۔

قول ”یوم صومکم یوم یحرکم“ (تمہارے رمضان کا پہلا دن، دسویں ذی الحجہ (یعنی عید الاضحیٰ) کا دن ہوگا) حجاز اور ممالک اسلامیہ میں یہ زبان زد خاص و عام ہے۔ اسی حساب کی وجہ سے حج اکبر (حج یوم الجمعہ) کا تقرر بہت پہلے سے کر دیا جاتا ہے (موجودہ حکومت نجد یہ سعودیہ نے بھی ۱۳۵۰ھ کے حج اکبر کے لئے اسی قاعدے پر عمل کیا تھا اور مہینوں پہلے حج اکبر کا اعلان کر دیا تھا ۱۴۱۹ھ کو بھی حج اکبر تھا۔ یہ اور درمیان میں جو حج اکبر آئے میرا (مصنف کتاب ہذا) کا خیال ہے وہاں بھی اسی فارمولے پر عمل کیا گیا تھا)۔

ارشاد فرمایا کہ رویت ہلال دو طرح کی ہوتی ہے۔ قمر متوالی اور قمر غیر متوالی۔ قمر متوالی میں پے در پے چاند ۲۹ یا ۳۰ کے ہوتے ہیں جبکہ قمر غیر متوالی میں ایک چاند ۲۹ اور دوسرا ۳۰ کا ہوتا ہے، اگر دو چاند ۳۰ کے ہوں تو تیسرا چاند ضرور ۲۹ کا ہوگا، اگر تین چاند متواتر ۲۹ کے ہوں تو چوتھا چاند ۳۰ کا ہوگا کیونکہ تین چاند متواتر ۳۰ کے اور چار چاند متواتر ۲۹ کے نہیں ہوتے۔ فرمایا کہ اسلام کے بزرگان اولین خصوصاً حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے رویت ہلال کے اختلافات کو دوز کرنے کی طرف خیال فرمایا اور یہ قاعدہ مقرر کر گئے کہ جس دن رمضان کی پہلی ہوگی، ذی الحجہ کی دسویں اسی دن ہوگی اور شوال کی پہلی جس دن ہوگی، اسی دن محرم کا عاشورہ (دس تاریخ) ہوگا۔ گذشتہ رمضان کی پانچویں تاریخ جس دن ہوگی، آئندہ رمضان کی پہلی تاریخ اسی دن ہوگی۔

۲۰۴۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع، مفتی اعظم پاکستان قدس اللہ سرہ کے سب سے بڑے صاحبزادے محمد زکی صاحب نے لاہور سے مفتی صاحب کو خط لکھا کہ میں نے خواب میں ایک بہت بڑی مسجد دیکھی، جس میں آپ اور حضرت تھانوی تشریف فرما ہیں، نماز کا وقت آگیا تو نماز کے بعد میں نے دیکھا کہ آپ ایک مختصر سی چادر شال نمائشی یا کتھی رنگ کی اپنے سر پر ڈالے ہوئے ہیں، جس میں ایک طرف کیڑے کے ڈنگ کے اثرات ہیں اور چھوٹے چھوٹے کئی سوراخ ہیں اور دوسری طرف ایک بڑا سا پوند کسی اور کیڑے کا لگا ہوا ہے، لیکن یہ یاد نہیں کہ مجھے کسی نے کہا یا خود حضرت سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور یہ کہا گیا کہ یہ شال محمد شفیع کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عطیہ ہے۔ (۱۳۸۰ھ) جناب محمد زکی سے ڈاکٹر عبدالحی صاحب نے

جب یہ خواب سنا تو فرمایا: اس میں میرا یہ شعر بھی شامل کر لو۔
 اے زہے جذبِ محبت من فدائے خویشتن حسن افگند است بر عشقم ردائے خویشتن
 (اشاعت خصوصی ماہنامہ ”البلاغ“ کراچی۔ بیاد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب، مفتی اعظم
 پاکستان، صفحہ ۵۳۱ تا ۵۳۲)۔

جناب ڈاکٹر عبدالحی صاحب سے کراچی میں اور مفتی صاحب ”دیگر پاک و ہند کے
 اکابرین دیوبند سے جامعہ اشرفیہ، لاہور میں بارہا میری ملاقات ہوئی، کیونکہ دوسرے مواقع کے
 علاوہ میرے مرشد استاذ الکل حضرت مولانا محمد رسول خان صاحب ہزاروی قدس اللہ العزیز کی
 خدمت میں یہ سب بزرگ آتے رہتے تھے۔ اسلام آباد میں جشن نزول قرآن مجید (فروری
 ۱۹۶۸ء) کے موقع پر مفتی صاحب نے میرا تعارف جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی سے کرایا تھا، جو اس
 وقت طالب علم تھے۔ میں نے خوش ہو کر مفتی صاحب سے کہا تھا کہ آپ نے وسیع النظری کا
 ثبوت دیا ہے کہ بیٹوں کو دینی تعلیم کے ساتھ انگریزی تعلیم بھی دلوار ہے ہیں، اس طرح یہ اسلامی
 دنیا کی بہتر طور پر خدمت انجام دے سکیں گے اور ہوا بھی ایسا ہی، الحمد للہ۔

جناب احسان دانش میرے بڑے گہرے دوست تھے۔ مجھ سے پانچ سال بڑے جبکہ
 محمد زکی کئی مجھ سے پانچ سال چھوٹے تھے۔ کئی مرتبہ احسان صاحب کے ساتھ محمد زکی صاحب
 سے بھی ملنے کا موقع ملا۔ افسوس دونوں ذرا سی دیر میں چٹ پٹ ہو گئے۔ ادارہ اسلامیات،
 لاہور میں محمد زکی مرحوم کے تینوں بیٹوں سے ملاقات ہوتی رہتی تھی۔ چالیس سال لاہور میں
 گزار کر اب تو میں (مصنف کتاب ہذا) خود ہی پردیسی بن چکا ہوں۔ ۸ رجب ۱۴۲۰ھ کو عمر ۸۱
 سال ہو گئی اور بقول داغ: اب ہم بھی جانے والے ہیں سامان تو گیا

۲۰۵۔ ذیقعد ۱۳۷۹ھ میں مفتی محمد شفیع صاحب نے جب وہ دارالعلوم میں قیلولہ کر رہے
 تھے، خواب دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ کا روضہ اقدس ہے، جس کا دریچہ کھلا ہوا ہے اور وہاں دو
 پٹھان چوکیدار ہاتھوں میں چھریاں لیے آپس میں لڑ رہے ہیں، میں نے زور سے انہیں ڈانٹا کہ
 بڑے بے ادب ہو، روضہ اقدس میں بیٹھ کر لڑتے ہو۔ یہ سن کر تو چھریاں ان کے ہاتھ سے
 چھوٹ گئیں۔ خود میں نے محسوس کیا کہ روضہ اقدس کا انتظام میرے سپرد ہے اور اس کام کے
 لئے میں نے ایک ناظم مقرر کیا ہوا ہے، میں نے ایک آدمی کو ناظم کے پاس بھیجا کہ فوراً ان
 پٹھانوں کو یہاں سے نکال دو، اور پھر دروازے سے روضہ اقدس کی طرف گیا تو دیکھا کہ
 دونوں پٹھان وہاں موجود ہیں اور حضور اقدس ﷺ سامنے تشریف فرما ہیں، میں نے ان
 دونوں کو حضور اقدس ﷺ کے سامنے تنبیہ کی اور محسوس کیا کہ آپ نے اسے پسند فرمایا، ان

میں سے ایک نے تو معافی مانگ لی اور اُسے معاف کر دیا گیا جبکہ دوسرا کہیں چلا گیا۔

اس کے بعد میں حضور پاک ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور دل میں محسوس کر رہا ہوں کہ میں مسلمانوں کی کسی جماعت کا وکیل ہوں اور ان کی طرف سے آپ کی خدمت میں کوئی درخواست کرنی ہے، میں نے درخواست پیش کی مگر درخواست کا مضمون یاد نہیں، حضور اقدس ﷺ درخواست سن کر کھڑے ہو گئے اور نماز کی نیت باندھ لی اور کچھ جواب نہ دیا، میں آپ کی پشت مبارک کی طرف ذرا دور کھڑا ہوں، اس لئے قرأت پوری طرح سن نہیں پا رہا، اتنے میں عرضی والی جماعت کا ایک فرستادہ مجھے بلانے آیا تو میں اس کے ساتھ چل کر ایک مکان میں پہنچا، جہاں مسلمانوں کے کچھ ذمہ دار علماء و صلحاء ہیں، جنہوں نے درخواست کی بابت دریافت کیا، تو میں نے جواب دیا کہ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں پیش کر دی ہے، مگر آپ کے رعب و جمال کا اثر میرے قلب پر ایسا ہے کہ اب تک دل نہیں ٹھہرا، میں کچھ بولنے پر قدرت نہیں رکھتا، صرف اتنا بتاتا ہوں کہ حضور اقدس ﷺ نے درخواست سن کر نماز شروع کر دی تھی اور اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ اللہم صل علی محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین (اشاعت خصوصی ”البلاغ“، کراچی۔ صفحہ ۵۳۲ تا ۵۳۳)۔

۲۰۶۔ حضرت مولانا عبدالاحد صاحب مدرس دارالعلوم، کراچی نماز عشاء پڑھ کر قصص القرآن کا مطالعہ کرنے کے بعد ہاؤس سو گئے تو خواب دیکھا کہ حضرت اقدس مفتی محمد شفیع صاحب اپنے دفتر میں کام میں مصروف ہیں، دفتر کے باہر طلباً سے سنا کہ حضور سرور دو عالم ﷺ تشریف لائے ہیں، فوراً دفتر میں حاضر ہوا، چند آدمی اور بھی ہیں اور حضور ﷺ کے محاذات میں بیٹھ گیا (مولانا موصوف نے اس کمرے میں مجھے وہ مقام بتایا، جہاں حضور اقدس ﷺ تشریف فرما تھے۔ یہ کمرہ آج کل دارالتصنیف اور مہمان خانے کے درمیان دفتری ضرورتوں میں استعمال ہوتا ہے۔ از شفیع)۔ مفتی صاحب مدظلہ نے حضور انور ﷺ سے فرمایا کہ کام میں بہت مصروفیت ہے، اس لئے حاضری میں کوتاہی یا تقصیر ہو رہی ہے۔ الفاظ معذرت کے تھے، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: ”خیر ہم ملنے کے لئے آتے رہیں گے۔“ رخصت ہوتے وقت فرمایا: ”کراچی والے یہاں آکر ملیں۔“ ”یہ فرمایا کہ ”کراچی والوں کو کہہ دو کہ مجھ (حضور ﷺ) سے ملنے کے لئے یہاں حضرت مفتی محمد شفیع صاحب کے دفتر میں آئیں۔“ (اشاعت خصوصی ماہنامہ ”البلاغ“، کراچی۔ صفحہ ۵۳۳ تا ۵۳۴)

۲۰۷۔ مولانا مجد الدین صاحب رئیس سلہٹ (بنگلہ دیش) نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب کے دائیں یا بائیں طرف ایک بزرگ کھڑے ہیں جنہیں میں نہیں پہچانتا،

سرور کونین ﷺ کو دیکھا کہ ہشاش بشاش ہیں اور چہرہ انور چمک رہا ہے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ ”اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو درجہ صحابیت عطا فرمایا ہے۔“ اس سے متاثر ہو کر آنکھ کھل گئی، خواب سے بیدار ہوا تو پورا مضمون ذہن میں تھا۔ حضور اقدس ﷺ کی جائے نشست اور ہیئت نشست اب تک ذہن میں ہے (اشاعت خصوصی ماہنامہ ”البلاغ“، کراچی صفحہ ۵۳۴)۔

مولانا کے متواتر اصرار پر بالآخر مفتی محمد شفیع صاحبؒ ۱۳۸۱ میں پہلی بار سلہٹ تشریف لے گئے تھے۔

۲۰۸۔ مولانا عبد الحفی صاحب، ناظم کتب دارالعلوم، کراچی کے والد صاحب نے مولوی محمد علی (طالب علم) سے یہ فرمایا کہ ایک آدمی نے مسجد میں بیٹھے بیٹھے یہ خواب دیکھا کہ آنحضرت ﷺ، سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ مسجد کی محراب سے نکل رہے ہیں۔ محمد علی نے پوچھا: دیکھنے والے کون صاحب ہیں؟ فرمایا: نام بتانے سے منع کیا ہے۔ ۲۶ محرم ۱۳۸۲ھ (اشاعت خصوصی ماہنامہ ”البلاغ“، کراچی۔ صفحہ ۵۳۴)

(یہ خواب حافظ عبدالولی صاحب مجاز صحبت حضرت حکیم الامتؒ نے دیکھا تھا)

۲۰۹۔ ایک مسلمان کے لئے اس سے زیادہ عزت و عظمت اور کیا ہو سکتی ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ اس کے سلام کا جواب دیں۔ علاقہ کابل کے ایک بزرگ بنا پاکستان کی ابتدا میں کراچی تشریف لائے تو انہوں نے مجھ (مفتی محمد شفیع صاحبؒ) سے ذکر کیا کہ ایک مرتبہ میں مسجد نبویؐ میں معتکف تھا تو میں نے دیکھا کہ نصف شب کے بعد ایک شخص آیا اور روضہ اقدس کے سامنے پہنچ کر سلام عرض کیا تو روضہ اقدس کے اندر سے جواب سلام کی آواز آئی، جسے میں نے اپنے کانوں سے سنا اور ہر رات یہی سلسلہ جاری رہا (اشاعت خصوصی ماہنامہ ”البلاغ“، کراچی۔ صفحہ ۶۳۶)۔

۲۱۰۔ حضرت یزید فارسیؒ نے جو تابعی ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں خواب میں حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو ان سے ذکر کیا، اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ شیطان کو میری صورت میں آنے کی قدرت نہیں دی گئی، اس لئے جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا، یہ کہہ کر حضرت یزید فارسیؒ سے پوچھا کہ ہاں کیا تم اس شخصیت کا حلیہ بیان کر سکتے ہو جسے تم نے خواب میں دیکھا ہے؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں! وہ متوسط بدن اور قامت کا تھا، رنگ گندمی سفیدی مائل، سرگیں آنکھیں اور اچھا ہنسنے والا، چہرے کے خوبصورت دائروں والا، اس کی ڈاڑھی نے یہاں سے یہاں تک (دائیں سے بائیں تک) کے حصے اور سینے کو بھر دیا ہے (پہلے کلام میں ڈاڑھی کی چوڑائی اور دوسرے میں لمبائی بتائی ہے)۔ یہ صفت اور حلیہ مبارک سن کر

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ: (اے یزید) اگر تو اس صورت مبارکہ کو جاننے کی حالت میں دیکھتا تو اس سے زیادہ حلیہ مبارک کا نقشہ نہ کھینچ سکتا تھا (شامل ترمذی)۔

(یعنی تو نے جو خواب دیکھا، حضرت رسول اللہ ﷺ کی شبیہ مبارک ہو بہو یہی تھی جو تو نے بیان کی۔ ظاہر ہے کہ اس توثیق کے بعد حضور اقدس ﷺ کی ریش مبارک کی یہ مقدار محض ایک تابعی کا خواب نہیں رہ جاتی، بلکہ صحابی کا اثر ثابت ہو کر حکم میں مرفوع حدیث کے ہو جاتی ہے، جس سے انکار کی گنجائش نہیں رہتی کہ حدیث نبوی سے آپ کی ریش مبارک کے کم از کم مقدار قبضہ ہونے کا ثبوت ہو گیا) (ڈاڑھی کی شرعی حیثیت "از قاری مولانا محمد طیب صفحہ ۶۱)۔

۲۱۱۔ سید جان محمد حضوری بن شاہ نور بن سید محمود حضوری لاہوری قدس سرہ خاندان عالی شاہ قادریہ کے مشائخ میں سے ہیں۔ خاندانی نسبت حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔ اپنے والد ماجد سے علوم ظاہری و باطنی کی تربیت حاصل کی، جو مرید آپ کا ہوتا اسے حضور سرور کائنات ﷺ کی زیارت کرا دیتے تھے۔ ۱۰۶۳ھ میں وصال فرمایا۔ آپ کا مزار گڑھی شاہو، لاہور میں مرجع خلائق ہے (سوانح حیات حضرت شاہ محمد غوث از پیر غلام دستگیر صاحب نامی۔ مدنی کتب خانہ، چوک گنپت روڈ، لاہور۔ صفحہ ۱۹ تا ۲۰)۔

۲۱۲۔ خلفائے بنی عباس میں خلیفہ واثق باللہ بعض خیالات میں معتزلی تھا۔ قرآن مجید کو کلام ازلی تسلیم نہ کرتا تھا، بلکہ حادث اور مخلوق کہتا تھا اور بہت سے علمائے اہل سنت کو اسی وجہ سے شہید کیا تھا، ان ہی میں احمد خزاعی بھی تھے۔ شہادت کے بعد آپ کا سر قبلہ سے پھیر کر لٹکایا تو سر خود بخود رو بہ قبلہ ہو گیا، بار بار اپنا ہی ہوتا رہا اور کچھ عرصہ آپ کی یہ کرامت ظاہر ہوتی رہی، اسی عرصے میں ایک بزرگ نے آپ کو خواب میں دیکھا اور حال دریافت کیا تو فرمایا: تین دن مجھے بہت صدمہ رہا، کیونکہ دو مرتبہ حضور اقدس ﷺ کی سواری میرے سامنے سے گزری، مگر آپ میری طرف سے منہ پھیرے تشریف لے گئے، جس کا مجھے بڑا ملال ہوا، تیسری مرتبہ آپ کی سواری آئی تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا میں حق پر اور میرے دشمن باطل پر نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا: تو ضرور حق پر ہے اور وہ باطل پر ہیں۔ میں نے عرض کیا: پھر کیا وجہ ہے کہ حضور ﷺ دو مرتبہ میری طرف سے چہرہ انور موڑے ہوئے تشریف لے گئے؟ حضور انور ﷺ نے اس پر فرمایا کہ میں تجھ سے شرمناک چلا گیا تھا، کیونکہ میرے ایک رشتے دار نے تجھے قتل کیا تھا، اس شرم کے مارے میں اپنا منہ تیری طرف نہیں کرتا تھا۔ سبحان اللہ! حضور ﷺ کا کیا رحم بھرا اور با حیا مزاج ہے، حالانکہ خلیفہ واثق باللہ آپ کا بہت دور کا رشتہ دار تھا یعنی چچا کی اولاد اور وہ بھی کئی پشتیں گزر کر، مگر حضور انور ﷺ اس کے عمل اور اتنے

دور پرے کے رشتے دار کے ظلم سے شرماتا ہے ہیں۔ افسوس ان لوگوں پر جو حضرت رسول اللہ ﷺ سے نہ شرمائیں اور اپنے ہاتھ سے اولاد رسول اللہ ﷺ کو شہید کریں۔ (حیوة المؤمنین) (اکرم المواعظ از مولانا محمد ابراہیم صاحب دہلوی (صفحہ ۹۰ تا ۹۱) مدینہ پبلشنگ کمپنی، ایم اے جناح روڈ، کراچی)۔

۲۱۳۔ بوقت وصال امام العارفین حضرت ابو بکر شبلیؒ کا سارا وجود ذکر الہی میں ڈھل چکا تھا اور آپ اللہ اللہ اللہ کہہ رہے تھے۔ قریب کھڑے ایک شخص نے کہا: حضور! لا الہ الا اللہ پڑھیے۔ اس پر آپ نے فرمایا: لا الہ رفع غیر اللہ کے لئے ہے، میرے وجود میں اللہ تعالیٰ نے غیر چھوڑا ہی نہیں، اس لئے میری زبان پر اللہ ہی اللہ ہے۔ اسی طرح سکینۃ الاولیاء میں حضرت میاں میر قدس سرہ کے وصال کے تذکرہ میں ہے کہ جب آپ کا وقت رخصت آیا تو آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تشریف لائے۔ حضرت میاں میرؒ اپنے آقا ﷺ کے استقبال کے لئے چارپائی سے زمین پر اتر آئے اور سلام عشق پیش کرتے ہوئے فرمایا: الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ۔ اس کے بعد آپ کی سانس پھولنے لگی۔ خدام نے آپ کو بستر پر لٹا دیا اور آپ کی زبان پر ”اللہ اللہ“ تھا، مسکراتے تھے اور دونوں ہاتھ اہل وجد کی طرح ہلاتے تھے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے جوار رحمت میں جا پہنچے۔ وصال ۷ ربیع الاول ۱۰۳۵ھ بروز سہ شنبہ بمطابق ۱۶۳۵ء کو لاہور میں ہوا اور پورا شہر لاہور نماز جنازہ میں شریک ہوا۔

۲۱۴۔ حضرت سخی احمد یار عباسی قادری ملقب بہ فخر اخیاء (۱۷۷۹ء تا ۱۸۵۵ء) نے ایک رات خواب دیکھا کہ آپ مسجد کا محراب بنا رہے ہیں کہ اسی اثنا میں حضور نبی کریم ﷺ مسجد میں جلوہ افروز ہوئے اور حضرت سخی احمد یار کو بغل گیر فرمایا، جب بیدار ہوئے تو حضور انور ﷺ کے چہرہ انور کے سوا دنیا و ما فیہا بے معنی و لا حاصل نظر آنے لگے، جستجو اور تلاش ہوئی کہ بحالت بیداری یہ دولت حاصل ہو، چنانچہ آپ حضرت مولانا نور احمد صاحب سجادہ نشین خانقاہ قادریہ نوریہ حضرت شاہ جمال نوریؒ (بیرون دروازہ کھیالی، گوجرانوالہ) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ماجرا زیارت رسول اللہ ﷺ اور اپنی طلب دیدار با عالم بیداری کا اظہار کیا۔ حضرت مولانا نے کثرت درود شریف اور ذکر اسم ذات اللہ کی تاکید فرمائی، جو پہلے ہی قلب سے جاری تھا۔

(سکینۃ العارفین از چوہدری شہید الدین خان ندیم بھٹی قادری المعروف کندن لاہوری۔ صفحہ ۲۳۳ تا ۲۳۵ سے ماخوذ، عباسی پبلی کیشنز، پوسٹ بکس ۵۹۱، گوجرانوالہ)۔

۲۱۵۔ سخی لکن تھی اور حضرت فخر اخیادریائے چناب پر سخت ترین مجاہدات میں مشغول تھے کہ اسی اثنا میں حضرت سرور کونین ﷺ مع جمیع صحابہ اکرام و تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کنارہ دریا

پر تشریف فرما ہوئے، براق پر سوار اپنے عاشق صادق کے پاس تشریف لا کر فرمایا: ”اے احمد یار! تو مجھے چاہتا تھا؟“ آپ نے دست بستہ عرض کی کہ حضور (ﷺ)! اللہ تعالیٰ نے مجھے اس فرحت آثار دیدار کا شید ابنا دیا ہے۔ یہ سن کر حضور سر اپا نور ﷺ نے آپ کو دونوں بازوؤں سے پکڑ کر ازوجہ محبت مصافحہ کیا، بغل گیر فرمایا اور سینے سے ایسا لگایا کہ اسرار ربانی کا مخزن بنا دیا اور ارشاد فرمایا: ”اس نعمت عظمیٰ کا شکر انہ یہ ہے کہ آپ یہاں سے جا کر اللہ کی مخلوق کو اس کی طرف دعوت دیں“ (سکینۃ العارفین صفحہ ۲۵۵ تا ۲۵۸ سے ماخوذ)۔

حضرت فخر اخیائے نسبی طور پر عم رسول اللہ ﷺ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد اطہار میں سے ہیں۔ آپ کے والد ماجد حضرت خواجہ محمد جیون عباسی (متوفی ۱۸۱۲ء) مستجاب الدعوات بزرگ اور مقبول حق تھے۔ آپ کی قبر مبارک قلعہ مہیان سنگھ سے جانب مشرق سرراہ موضع مان (ضلع گوجرانوالہ) میں بتائی جاتی ہے۔ آپ کے سب سے بڑے بیٹے فخر اخیائے حضرت نخی احمد یار عباسی قادری اور سب سے چھوٹے بیٹے غوث العصر حضرت خواجہ محمد عمر عباسی قادری ہیں، جو دنیا کے تصوف کے تاجدار اور مرجع عقیدت خلاق ہیں۔ اس کے علاوہ دو بیٹے حضرت خدا بخش اور حضرت محمد یار اور تھے جو زہد و تقویٰ میں فرد تھے اور حضرت فخر اخیائے کے دست مبارک پر سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت ہوئے۔ چار بیٹوں کے علاوہ دو بیٹیاں حشمت بی بی اور رحمت بی بی تھیں، جو نہایت عبادت گزار اور اعلیٰ اخلاق کی مالک تھیں۔ حضرت فخر اخیائے کی والدہ محترمہ حضرت عائشہ خاتون، حضرت خواجہ محمد جیون کے وصال کے بعد ۳۹ سال زندہ رہیں اور بھر ۸۹ سال وصال فرمایا۔ آپ بھی مستجاب الدعوات تھیں۔ فرماتی تھیں: تمام اذکار میں سے افضل اسم ذات اللہ اور اوراد میں سے درود و صلوة ہے۔

حضرت فخر اخیائے موضع مان میں پیدا ہوئے تھے۔ بھر ۷۶ برس ۸ مارچ ۱۸۵۵ء کو وصال فرمایا اور وصیت کے مطابق والدہ محترمہ کے پہلو میں دفن کئے گئے۔ اوائل عمر میں ہی قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔ رات میں ایک پہر آرام کرتے باقی تمام رات عبادت میں گزرتی۔ آپ کی شخصیت جامع الصفات تھی اور مزاج و طریق عمل حضرت میاں میر کے طریق عمل کے عین مطابق تھا، گویا آپ حضرت میاں میر کے سلسلے کے وارث تھے۔ آپ کا گاؤں کوٹ پیر و شاہ برصغیر کے متلاشیان حق کے لئے قبلہ نما بنا ہوا تھا۔ درگاہ معلیٰ قادریہ حضرت فخر اخیائے اپنی سادگی میں زاویہ اصحاب صفہ کی طرح تھی۔

۲۱۶۔ ابو الاخیائے حضرت خواجہ محمد جیون عباسی نے بتاؤ حضرت رسول مقبول ﷺ حضرت غوث العصر کا نام محمد عمر رکھا۔ غوث العصر حضرت خواجہ محمد عمر عباسی قادری ۱۸۰۷ء

بوقت صبح صادق موضع مان ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے (سکینۃ العارفین۔ صفحہ ۳۱۲)۔

۲۱۷۔ حضرت غوث العصر پیدائشی ولی تھے اور آثار ولایت ابتدا ہی سے ظہور پذیر تھے۔ پانچویں سال میں تھے کہ والد ماجد رحلت فرما گئے۔ آپ کے برادر اکبر حضرت فخر اخیائیں اس وقت ریاضت و مجاہدات میں دریائے چناب پر ہمہ وقت مشغول تھے۔ جب عبادت و ریاضت سے لوٹے تو اس وقت حضرت غوث العصر کی عمر ۱۶ برس ہو چکی تھی۔ انہوں نے آتے ہی آپ کو تمام تر نوازشات کا حقدار سمجھتے ہوئے آپ کی روحانی تربیت پر خصوصی توجہ فرمائی، اسی اثنا میں سید الانبیاء والمرسلین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنی زیارت باجمال بحالت بیداری عطا فرما کر آپ کو دنیائے روحانیت میں سرفرازی بخشی اور آپ کے برادر اکبر، جو آپ کے شیخ بھی تھے، نے آپ کو اپنا جانشین مقرر فرما کر مخلوق خدا کی رہنمائی کی اجازت مرحمت فرمائی۔ کچھ عرصے بعد ہجرت کا حکم ہوا اور آپ اپنا گاؤں کوٹ پیر و شاہ چھوڑ کر شہر گوجرانوالہ تشریف لے آئے، جہاں درگاہ معنی، غوث العصر حضرت خواجہ محمد عمر عباسی قادری بمقام بازار خراداں وجود میں آئی۔ آپ نے مکارم اخلاق کی تعلیمات کو عام کیا اور سیرت سرکار دو عالم ﷺ کا عملی نمونہ پیش کیا، پس قلیل عرصہ میں آپ کا سلسلہ فیض پورے برصغیر میں پھیل گیا۔ بالآخر ۵ محرم الحرام ۱۳۰۹ھ بمطابق ۱۸۹۱ء کو یہ فیض رمان عالم واصل بحق ہو کر درگاہ معنی، بازار خراداں، گوجرانوالہ میں مدفون ہوئے، جہاں آج بھی آپ کا مزار پر انوار سرچشمہ فیوض ربانی ہے (بیعت اقبال از صاحبزادہ شبیر کمال عباسی قادری۔ صفحہ ۳۳ تا ۳۵۔ عباسی پبلی کیشنز، گوجرانوالہ)۔

”بیعت اقبال“ اصل میں قدسی مقال حضرت علامہ اقبال کی روحانی نسبت پر ایک تحقیقی مقالہ ہے جسے درگاہ معنی غوث العصر کے موجودہ سجادہ نشین صاحبزادہ شبیر احمد کمال عباسی قادری نے مرتب فرمایا ہے۔ اس کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے:-

علامہ نے اپنے وصال سے ڈھائی سال قبل جو وصیت نامہ تحریر کیا تھا، اس میں وہ اپنے عقائد ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں: میں عقائد میں سلف کا پیرو ہوں، طریقہ حضرات اہل سنت محفوظ ہے، اسی پر گامزن رہنا چاہیے اور ائمہ اہل بیت کے ساتھ محبت و عقیدت رکھنی چاہیے (حیات و پیام علامہ اقبال۔ صفحہ ۵۱)۔ واضح ہو گیا کہ علامہ مسلک اہل سنت و الجماعت اور روحانی سلاسل سے حسن عقیدت و نسبت رکھتے تھے۔ علامہ کے نزدیک بیعت اس قدر ضروری امر ہے کہ اس کے بغیر حق تک رسائی اور تصفیہ قلب و باطن ممکن نہیں۔ فرماتے ہیں:

سہ کیما پیدا کن از مشمت گلے بوسہ زن بر آستان کا ملے

ترجمہ = مٹھی بھر مٹی سے کیما پیدا کر (اس مقصد کے لئے) کسی مرد کامل کی چوکھٹ کو چوم لے

علامہ سلسلہ عالیہ قادریہ میں باقاعدہ مشرف بہ بیعت تھے۔ ۱۲ نومبر ۱۹۱۲ء کو علامہ سید سلیمان ندوی کے نام ایک خط میں علامہ اقبال لکھتے ہیں: یہی حال سلسلہ عالیہ قادریہ کا ہے، جس میں خود بیعت رکھتا ہوں۔ (سیرت اقبال، جو جنوری ۱۹۳۹ء میں شائع ہوئی)۔

اس راز کی عقدہ کشائی اعلیٰ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ قدس سرہ نے فرمائی۔ حضرت نے فرمایا: اقبال نے رازداری کے طور پر مجھ سے کہا تھا کہ میں اپنے والد گرامی سے بیعت ہوں (سیرت اقبال از پروفیسر مولانا محمد طاہر فاروقی ایم اے۔ صدر شعبہ فارسی داروہ، آگرہ کالج، آگرہ)۔

علامہ اقبال کے والد بزرگوار شیخ نور محمد (میاں جی) سلسلہ عالیہ قادریہ کے صاحب فیض اور صاحب اجازت بزرگ تھے اور شہر سیالکوٹ کے معروف مرد کامل حضرت سائیں عبداللہ شاہ سیالکوٹی کے مرید تھے، جو خود شہر گوجرانوالہ کی عظیم المرتبت شخصیت غوث العصر حضرت خواجہ محمد عمر عباسی قادری قدس سرہ کے مرید و خلیفہ تھے۔ ڈاکٹر نظیر صوفی، شاعر، نثر نگار، علامہ کے عزیز اور قابل قدر محقق اقبالیات ہیں۔ روزنامہ جنگ، کراچی، جمعہ ایڈیشن ۲۰ نومبر ۱۹۸۱ء کے ایک مضمون میں رقمطراز ہیں: حضرت سائیں جی کی توجہ خاص علامہ اقبال کو بھی حاصل تھی اور وہ بچپن سے میاں جی کے ساتھ اکثر سائیں جی کے ہاں جایا کرتے تھے۔ آپ ہی اپنی تصنیف ”حیات و پیام علامہ اقبال“ کے صفحہ ۵۰ پر تحریر کرتے ہیں: علامہ اقبال جب بھی سیالکوٹ آتے تو اپنے دادا مرشد حضرت سائیں عبداللہ شاہ قادری کے مزار پر ضرور جاتے تھے۔

سائیں جی موضع ساہو والا، کمال پور، ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے تھے۔ شہر سیالکوٹ میں سلسلہ رشد و ہدایت کا آغاز فرمایا اور اپنی توجہات روحانیہ سے ایک زمانے کو بہریاب فرمایا۔ آپ صاحب کشف و کرامات اور سیف زبان بزرگ تھے۔ شب و روز ریاضت شاقہ، تجرید و تفرید اور اذکار و اوراد میں مشغول رہتے تھے۔ آپ کا مزار مبارک جماعت خانہ روڈ، نزد لیڈی اینڈرسن ہائی اسکول، اڈہ پسروریاں، سیالکوٹ میں واقع ہے، جہاں عقیدت مند آپ کا عرس جوش و جذبے سے مناتے ہیں۔ علامہ اقبال اپنے والد ماجد اور سائیں جی کی وساطت سے حضرت غوث العصر سے طریقہ قادریہ میں نسبت تعلق رکھتے تھے اور یہ تعلق ہی فیض رسانی کا سبب بنا۔ حضرت غوث العصر جب کبھی سیالکوٹ تشریف لے جاتے تو میاں جی شیخ نور محمد علامہ کو لے کر آپ کی خدمت میں ضرور حاضر ہوتے، کئی مرتبہ اپنے گھر مدعو کرتے اور بسا اوقات علامہ کو لے کر گوجرانوالہ حضرت غوث العصر کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ پروفیسر وارث میر روزنامہ جنگ، لاہور مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۸۶ء میں بیان کرتے ہیں:-

”صحیح روایت ہے کہ علامہ جب چار برس کے تھے تو حضرت خواجہ محمد عمر اپنے خلیفہ اور دوست حضرت سائیں عبداللہ شاہ قادریؒ کو ملنے سیالکوٹ تشریف لائے۔ میاں جی نے اپنے دادا پیر کی دعوت کی اور علامہ کو مرشد کے توسط سے بسم اللہ کے لئے دادا پیر کی گود میں بٹھایا، جنہوں نے مسکرا کر اپنا لعاب و ہن علامہ کے منہ میں لگا کر بسم اللہ پڑھائی۔ ان دو بزرگوں کی تقدیر ساز توجہ اور اپنے والد گرامی کی دعاؤں ہی سے علامہ علیہ الرحمۃ حکیم الامت بنے۔“

غرض کہ یہ فیضان غوث العصر حضرت خواجہ محمد عمر عباسی قادریؒ ہے کہ آج علامہ اقبال شاعر مشرق، حکیم الامت، مصور پاکستان، صاحب اسرار خودی، دانائے راز اور ترجمان رموز اسرار جیسے القابات سے یاد کئے جاتے ہیں۔ ۱۸۹۱ء میں حضرت غوث العصرؒ کے وصال کے بعد علامہ، ان کے صاحبزادے اور جانشین سلطان العصر حضرت خواجہ محمد عبداللہ عباسی قادریؒ کی خدمت میں ان کے وصال (۱۹۱۳ء) تک آتے رہے، اس کے بعد ان کے صاحبزادے اور جانشین مخدوم العصر حضرت خواجہ کریم اللہ عباسی قادریؒ (متوفی ۱۹۴۲ء) سے بھی علامہ اقبال (متوفی ۱۹۳۸ء) نے دو تین بار ملاقات کی اور دو ایک الجھے ہوئے مسائل تصوف پر گفتگو رہی۔ مخدوم العصر چار زبانوں کے کثیر الکلام اور قادر الکلام صوفی شاعر تھے۔ آپ کی تصانیف کی تعداد درجنوں میں ہے اور آپ کی صحبت علم و آگہی کے پیاسوں کے لئے سرمایہ تھی۔ آپ سے ہر لحظہ خوارق سرزد ہوتے تھے۔

۲۱۸۔ سلطان العصر حضرت خواجہ محمد عبداللہ عباسی قادریؒ (۱۸۴۶ء تا ۱۹۱۳ء) نے اپنے چھوٹے بیٹے مخدوم العصر حضرت خواجہ محمد کریم اللہ عباسی قادریؒ (۱۸۷۶ء تا ۱۹۴۲ء) کا نام بتائید حضرت رسول کریم ﷺ محمد کریم اللہ رکھا تھا (سکینۃ العارفین۔ صفحہ ۴۰۳)۔

۲۱۹۔ حضرت مخدوم العصرؒ کے تین صاحبزادے اور ایک صاحبزادی ابھی عنقوان شباب ہی کو پہنچے تھے کہ ان کی والدہ کا انتقال ہو گیا۔ ان حالات میں حضرت سلطان العصرؒ نے حضرت مخدوم العصرؒ کے عقد ثانی کا فیصلہ کر لیا۔ رابعہ ثانی حضرت محترمہ بیگم بی بی نے آتے ہی گھر کو سنبھال لیا۔ پہلی زوجہ کی اولاد آپ کی ہم عمر تھی مگر آپ کے حسن سلوک کی وجہ سے سب نے آپ کو ماں کی جگہ سمجھا۔ آپ نے بھی ان سب کی نہایت دھوم دھام سے شادیاں کیں۔ اہل خاندان آپ کو ”حضور بے جی“ (رانی ماں) کے نام سے یاد کرتے تھے۔ حج بیت اللہ کی فضیلت حاصل کرنے کے بعد مدینہ منورہ روضہ حضرت رسول اللہ ﷺ پر حاضر ہوئیں تو سنہری جالیوں کو تھام کر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں یہ پتھر کی عمارت دیکھنے نہیں آئی، مجھے اپنے دیدار کی نعمت عطا فرمائیے، ورنہ میں واپس نہیں جاؤں گی۔ چنانچہ حضور ﷺ نے آپ پر نہایت شفقت

فرماتے ہوئے بعالم بیداری آپ کو نعمت دیدار سے سرفراز فرمایا (سکینۃ العارفين۔ صفحہ ۶۰۷)۔
حضرت مخدوم العصرؒ کے تین بیٹے محمد حسین عباسی، نذیر حسین خاوری اور سلسلہ عالیہ
کے جانشین امیر العصر حضرت خواجہ محمد بشیر عباسی قادری (۱۹۲۱ء تا ۱۹۸۵ء) اور چار صاحبزادیاں
آپ کے بطن سے پیدا ہوئیں۔ محترمہ رابعہ ثانیہ حضرت بیگم بی بی کا وصال بروز جمعرات ۱۹ مئی
۱۹۷۷ء کو ہوا۔

۲۲۰۔ حضرت مخدوم العصرؒ کثیر الاولاد تھے، لیکن جس رشک ماہتاب کا انتظار تھا اس کی
بشارت ولادت بارگاہ نبوی ﷺ سے عطا ہوئی، جس میں ایک مادر زاد ولی اللہ اور اتباع سیرت
رسول اللہ ﷺ میں فرد مرد حق کی خوشخبری تھی۔ حضرت مخدوم العصرؒ نے خواب دیکھا کہ ان
کے گھر کے آنگن میں روشن اور منور پورا چاند اتر آیا ہے اور پھر وہ آپ کی گود میں آگیا، اسی
وقت ہاتھ غیبی کی آواز سنی: ”یہ چاند آپ کا ایسا بیٹا ہے جس سے نہ صرف آپ کے خاندان
بلکہ احباب علم و یقین کو بے پناہ روشنی عطا ہوگی، آپ کے گھر کا یہ چشم و چراغ مادر زاد ولی اللہ
ہوگا اور جب یہ عالم شباب کو پہنچے گا تو آپ اس دنیا سے رخصت ہونگے۔“

امیر العصرؒ یکم اپریل ۱۹۲۱ء کو پیدا ہوئے۔ والد نے نام محمد بشیر رکھا کہ آپ خود بھی حضرت
رسول اللہ ﷺ کی بشارت تھے اور دنیا کو بھی حضور ﷺ کی سیرت اقدس کی پیروی میں مثال بن
کر بشارت دنیاوی و اخروی پیش کرنے والے تھے (سکینۃ العارفين۔ صفحہ ۶۲۸ تا ۶۲۹ سے ماخوذ)۔

۲۲۱۔ امیر العصر حضرت خواجہ محمد بشیر عباسی قادریؒ کو عالم صغیر ہی سے اہل خاندان
”میاں پیر صاحب“ کے نام سے بلاتے تھے۔ کالج کی تعلیم کے دوران آپ کے اساتذہ
خصوصاً علامہ تاجور نجیب آبادیؒ اور سید عابد علی عابدؒ آپ کا بے حد ادب کرتے تھے۔ ۱۹۳۹ء
میں آپ کو صوبہ پنجاب کا بہترین کھلاڑی ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہوا، مگر شروع ہی سے ذکر
اللہ اور درود شریف کی طرف انتہائی توجہ تھی۔ ایک مرتبہ بارگاہ نبوی ﷺ میں التجا کی کہ حضور
(ﷺ)! آپ کی حیات طیبہ کا مشاہدہ کرنا چاہتا ہوں، چنانچہ آپ نے حضور اقدس ﷺ کی
مکمل حیات پاک کا مشاہدہ بعالم رویت فرمایا، جب دیدار ہوا تو اس کی انفرادیت ایسی تھی کہ حضور
ﷺ کی پوری زندگی کھلی کتاب کی طرح نظر آئی، جس کی فرحت اور المناکی ساتھ ساتھ تھی
اور جس نے حضرت امیر العصرؒ کی شخصیت میں قرون اولیٰ کا جذبہ اتباع رسول اللہ ﷺ پیدا کیا
(سکینۃ العارفين۔ صفحہ ۶۳۰ تا ۶۳۱ سے ماخوذ)۔

والد نے بیٹے سے فرمایا: ”تمہارے تمام اجداد اغیاثِ زمانہ ہیں، دیکھو! میرے حضرت
سخی صاحبؒ غوث، حضرت خواجہ عمر صاحبؒ غوث، میرے والد محترم حضرت خواجہ محمد عبد

اللہ صاحب غوث اور اب تمہارا باپ اس دنیا سے غوثیت کے مرتبے پر فائز المرام جا رہا ہے، پس تم فکر نہ کرو، ہمارے اجداد فقیر تھے تم بھی فقیر بننا پیر نہ بنا، پیر دنیا کے پیچھے اور فقیر کے پیچھے دنیا ہوتی ہے، ہمارے طریق میں سوال کرنے کی اجازت نہیں، ہمارے اجداد نے ہاتھ ہمیشہ اوپر رکھا، سخاوت فرمائی، تم بھی اسی طریق پر قائم رہنا، اگر کبھی ضرورت محسوس کرو تو مجھے کہنا، میں انشاء اللہ ضرورت کے وقت تمہاری مدد کروں گا (سکینۃ العارفین۔ صفحہ ۶۳۸ سے ماخوذ) حضرت امیر العصرؒ نے باضابطہ مطالعہ کے بعد افادہ عوام کے لئے طبابت اختیار کی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ میں ایسی شفاء عطا فرمائی کہ دیرینہ مریض بھی شفا یاب ہو جاتے تھے۔

۲۲۲۔ حضرت امیر العصرؒ کی ایک مرید محترمہ نواب بی بی بیان کرتی ہیں کہ میں نے ایک دن آپ سے عرض کیا کہ جناب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے مشرف ہونا چاہتی ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”اچھا گوشہ نشینی اختیار کرو اور اس مقصد سے معمولات پر عمل پیرا ہو۔“ میں نے آپ کے فرمان کے مطابق عمل کیا۔ قریباً چالیس روز بعد میں نے حضرت امیر العصرؒ کو مقام فنا فی الرسولؐ پر فائز المرام دیکھا اور بہ وسیلہ مرشد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت بابرکت بعالم خواب کی اور بارگاہ حق تعالیٰ میں شکر ادا کیا (سکینۃ العارفین۔ صفحہ ۶۵۵ تا ۶۵۶)۔

۲۲۳۔ حضرت امیر العصرؒ نے درود اور ڈاڑھی کے سلسلے میں ایک دلچسپ واقعہ سنایا۔ فرمایا کہ حضرت مخدوم العصرؒ کے مرید خاص پروفیسر محمد عبد اللہ صاحب، پشاور یونیورسٹی کے نامور استاد اور علامہ اقبالؒ کے ہم جلس تھے، لیکن کلین شیو تھے۔ روزانہ خاصہ وقت شیو پر صرف کرتے۔ ایک شب بعالم خواب دیکھا کہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ ہے، ہر طرف نور ہی نور ہے، اصحابؓ کی ایک جماعت حاضر بارگاہ ہے، یہ بھی اس محفل میں جا پہنچے اور سلام عرض کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا: ”اس بغیر ڈاڑھی والے کو میری محفل سے نکال دو۔“ پس پکڑ کر نکال دیا گیا، اسی اثناء میں آنکھ کھل گئی تو بیدار ہونے پر گریہ زاری کی اور ڈاڑھی رکھ لی، اب روزانہ خاصا وقت ڈاڑھی کی خوبصورتی اور تزئین پر صرف کرنے لگے، کچھ عرصہ بعد پھر خواب میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ حسب معمول سلام کیا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ ”اس ڈاڑھی والے کو ہماری محفل سے نکال دو۔“ پھر نکال دیئے گئے، بیدار ہو کر انتہائی اضطراب کے عالم میں گریہ زاری شروع کر دی، حضرت مخدوم العصرؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر رونے لگے اور ساری روداد کہہ سنائی۔ حضرت نے اس پر ارشاد فرمایا: ”پروفیسر صاحب! بات یہ ہے کہ پہلے آپ شیو پر خاصا وقت صرف کرتے تھے اور اس وقت یاد الہی اور درود شریف سے غافل رہتے تھے اور ڈاڑھی رکھنے کے بعد بھی یہی کچھ ہوا، آپ ہی بتائیں وہ عمل کیسے مقبول بارگاہ ہو، جس میں یاد الہی

کی خوشبو نہ ہو، پس آپ یاد الہی اور درود شریف سے غافل نہ ہوا کریں۔ "چنانچہ پروفیسر صاحب نے یاد حق اور درود شریف پر مداومت اختیار کی اور زیارت رسول اللہ ﷺ سے مشرف ہوئے اور آپ نے اپنی نگاہ شفقت و خوشنودی سے انہیں سرفراز فرمایا (سکینۃ العارفین۔ صفحہ ۶۷۲)۔

حضرت امیر العصر کا وصال ۲۶ جولائی ۱۹۸۵ء بروز جمعہ المبارک ہوا۔ آپ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے نقیب العصر حضرت خواجہ شبیر احمد کمال عباسی قادری (تاریخ ولادت ۲ جون ۱۹۶۳ء بروز اتوار) اب آپ کے جانشین ہیں۔ ایف ایس سی کرنے کے بعد ہو میو پیٹھک میڈسن میں لندن سے گریجویشن کی، نہایت کامیاب طبیب بھی ہیں اور انتہا درجہ سادہ طبیعت کے مالک ہیں۔ مسند درگاہ معلیٰ قادریہ حضرت غوث العصر، گوجرانوالہ کے سجادہ نشین کی حیثیت سے اسلاف کی تعلیمات و اخلاق عالیہ کے فروغ میں ہمہ وقت مصروف رہتے ہیں۔

۲۲۴۔ شیخ الشیوخ حضرت شیخ محمد عابد سنائی، حضرت مجدد الف ثانی کے پوتے اور حضرت شیخ عبد الاحد کے خلیفہ نامدار تھے۔ آپ کا مکان بمقام سنام متصل سرہند تھا۔ سلسلہ نسب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ختم ہوتا ہے، نہایت کثیر الذکر اور کثیر العبادت تھے، آپ کا نام عالم غیب میں "قاسم خزائن اللہ" تھا، دنیا اور اہل دنیا سے سخت نفرت تھی۔ فرمایا: دنیا داروں کے قدم نہایت منحوس اور باعث بے برکتی ہوتے ہیں۔ کسی نے آپ کے سامنے ایک بڑے دولت مند کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: یہ لوگ نہایت محتاج ہیں، دولت اور نعمت سرمدی نسبت مع اللہ ہے، اللہ تعالیٰ جس کو نصیب کرے۔ نقل ہے کہ ایک مقبرے کی جانب آپ کا گزر ہوا تو چلتے چلتے ٹھہر گئے اور فرمایا: اس قبرستان والے فیض کی درخواست کرتے ہیں۔ متوجہ احوال اموات ہوئے، اس وقت ظہور حقیقت محمدی ﷺ تھا، لہذا پورا قبرستان انوار سے منور ہو گیا۔

حرمین شریفین پایادہ گئے اور وہاں بانواع الطاف سرور کائنات ﷺ سرفراز ہوئے۔ فرمایا: میرے سینے کی محرت اور سوز طلب کس طرح کم نہ ہوتی تھی، بعنایت مصطفوی ﷺ تسکین پائی اور مقصود دلی حاصل ہوا۔ آپ حضرت مرزا مظہر جان جاناں کے مرشد تھے۔ ۱۸ رمضان المبارک ۱۱۶۰ھ کو مرض اسہال کے باعث دہلی میں وصال فرمایا۔ دہلی میں سبزی منڈی سے کٹی میل آگے کرنال سڑک پر مزار مبارک واقع ہے۔ مشہور ہے کہ آپ کی قبر کے جوار میں جہاں تک کہ نگاہ کام کرے، جو شخص دفن ہوگا بخشا جائے گا (مشائخ نقشبندیہ مجددیہ از مولانا مولوی محمد حسن نقشبندی مجددی۔ صفحہ ۲۲۰ تا ۲۲۲ سے ماخوذ۔ اللہ والے کی قومی دکان، کشمیری بازار، لاہور)۔

صوفی محمد عابد میاں ڈابھیلی بہت بعد کے بزرگ ہیں۔

۲۲۵۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے خلفا کی صحیح تعداد بیان نہیں کی جاسکتی۔ آپ کے

چند جلیل القدر خلفاً میں حضرت میر محمد نعمان بھی شامل ہیں۔ میر صاحب کی ولادت ۹۷۷ھ میں بمقام بدخشاں ہوئی۔ ولادت سے قبل آپ کے والد نے امام اعظم ابو حنیفہ حضرت نعمان بن ثابتؒ کو خواب میں دیکھا اور آپ نے بشارت دی کہ تیرے یہاں ایک بہت بزرگ لڑکا پیدا ہوگا، اس کا نام میرے نام پر رکھنا، چنانچہ آپ کا نام نعمان رکھا گیا۔ نقل ہے کہ حضرت میرؒ نے واقعہ میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ مع حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف رکھتے ہیں۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”اے ابا بکر! فرزندِ محمد نعمان سے کہو کہ جو کوئی مقبول شیخ احمد (حضرت مجدد الف ثانیؒ) ہے، وہ میرا مقبول ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا مقبول ہے اور جو مردود شیخ احمد ہے، وہ میرا مردود ہے اور اللہ تعالیٰ کا مردود ہے۔“ یہ سن کر میر صاحبؒ نہایت مسرور ہوئے اور دل میں کہا کہ الحمد للہ! میں مقبول شیخ احمد ہوں۔ اسی اثنا میں حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”اے ابا بکر! فرزندِ نعمان سے کہو کہ جو تیرا مقبول ہے وہ شیخ احمد کا مقبول ہے، اور جو شیخ احمد کا مقبول ہے وہ میرا مقبول ہے، اور جو میرا مقبول ہے وہ اللہ تعالیٰ کا مقبول ہے، اور جو تیرا مردود ہے وہ شیخ احمد کا مردود ہے، اور جو شیخ احمد کا مردود ہے وہ میرا مردود ہے، اور جو میرا مردود ہے وہ اللہ تعالیٰ کا مردود ہے۔“ (مشائخ نقشبندیہ مجددیہ۔ صفحہ ۲۲۵ تا ۲۲۶)۔

۲۲۶۔ حضرت سید احمد کر دیؒ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں راہ میں (دوران سفر) سخت بیمار ہو گیا تو خواب میں آنحضرت ﷺ نے مجھے ایک وظیفہ تعلیم فرمایا، جسے پڑھنے سے مجھے شفا ہو گئی (مشائخ نقشبندیہ مجددیہ۔ صفحہ ۳۵۵)۔

۲۲۷۔ شیخ نجم الدین رازیؒ نے کتاب مرصاد العباد میں ذکر کیا ہے کہ ایک روز ایک درویش نے شیخ یوسف ہمدانیؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ اُس وقت میں شیخ احمد غزالیؒ کے پاس تھا اور آپ درویشوں کے ہمراہ دسترخوان پر کھانا تناول فرما رہے تھے کہ کچھ دیر آپ پر اونگھ طاری ہو گئی۔ بعد ازاں آپ نے فرمایا کہ میں نے حضرت رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ تشریف لائے اور میرے منہ میں لقمہ ڈال دیا، یہ سن کر شیخ یوسف ہمدانیؒ نے فرمایا: یہ خیالات ہیں جن سے اطفال پرورش پاتے ہیں (انیس الطالبین۔ صفحہ ۹۷) (مطلب یہ ہے کہ اس قسم کے احوال و مواجید مقاصد سے نہیں بلکہ مطلوب کے مبادی ہیں، ان سے اطفال طریقہ کا شوق بڑھتا ہے اور ان کے دل میں مزید ترقی کی آرزو پیدا ہوتی ہے)۔

۲۲۸۔ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے فرزند سوم اور خلیفہ تھے۔ ۱۰ شوال ۱۰۰۷ھ کو پیدا ہوئے۔ ۱۰۳۵ھ میں ایک روز فرمایا کہ آج صبح کے حلقے میں بیٹھا ہوا تھا کہ جناب سرور کائنات ﷺ تشریف فرما ہو کر مجھ سے بغل گیر ہوئے اور

فرمایا: ”حق تعالیٰ نے آپ کو عروۃ الوثقیٰ کا خطاب دیا ہے، اس نعمتِ عظمیٰ کا شکر بجالاؤ۔“ اسی اثناء میں کیا دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے تمام مقرب فرشتوں، انبیاء علیہم السلام و اولیاء رحمۃ اللہ علیہم نے آ کر میرے گرد حلقہ بنایا اور کہتے ہیں: ”اسلام علیکم یا محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ۔“ پھر ہر ایک نے مجھ سے مصافحہ کیا، میں نے سنہرے خط میں عرش مجید کے گرد ”محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ“ لکھا ہوا دیکھا (روضہ قیومیہ) (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ از علامہ محمد نور بخش توکلی۔ ایم۔ اے صفحہ ۲۶۷)۔ نولاکھ آدمی براہ راست آپ کے مرید ہوئے، آپ کے خلفاء کی تعداد سات ہزار تھی اور سب کے سب صاحب کمالات تھے۔ ۹ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ کو وصال فرمایا۔

۲۲۹۔ حضرت شاہ عبد اللہ معروف بہ شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ نے فرمایا کہ میں ہر روز تسبیح (سبحان اللہ) و تحمید (الحمد للہ) پڑھ کر آنحضرت ﷺ کی روح مقدس کو ایصالِ ثواب کیا کرتا تھا، ایک دن یہ عمل ترک ہو گیا، میں نے دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ اسی شکل میں تشریف لائے، جو ترمذی شریف میں مذکور ہے اور شکایت کی (مشائخ نقشبندیہ۔ صفحہ ۳۲۵)۔ لا الہ الا اللہ کو تہلیل اور اللہ اکبر کو تکبیر کہتے ہیں۔

۲۳۰۔ حضرت حاجی حافظ محمود قدس سرہ ڈیرہ غازی خان کے رہنے والے تھے۔ اپنے چھوٹے بھائی حاجی حامد کے ساتھ جالندھر آ رہے تھے۔ آپ نہایت حلیم، بردبار اور خلیق تھے، طالبانِ حق کی ایسی تربیت فرماتے جیسے والدہ اپنے بچوں کی پرورش کرتی ہے۔ مولوی اور پیر زادے حسد کے مارے آپ کے راستے میں روڑے اٹکاتے اور شہر سے نکال دینا چاہتے تھے، کیونکہ ان کی موجودگی میں انہیں کوئی نہیں پوچھتا تھا۔ ایک دن خواب میں حضور ﷺ کی زیارت ہوئی۔ حاجی حافظ محمود مع اپنے چھوٹے بھائی حاجی حامد مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے۔ حضرت رسول اللہ ﷺ کے روضہ منورہ کا پردہ لٹکتا تھا، جسے انہوں نے سر پر لے کر فریاد کی کہ یا رسول اللہ (ﷺ)! لوگ ہمیں بہت تکلیف دیتے ہیں اور ہم مسکین غریب الوطن ان کے ہاتھوں بہت تنگ ہیں۔ روضہ اطہر سے آواز آئی: ”یا شیخ! لا تخف۔“ پھر ہماری آنکھ کھل گئی اور ہم نہایت خوش بشاش تھے (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ۔ صفحہ ۳۲۶)۔

حضرت خواجہ قادر بخش جہاں خیل، حضرت خواجہ عبدالخالق جہاں خیل، حاجی مظفر علی خان مراد آبادی، مولوی محمد جمال فروز پوری، مولوی رحیم بخش سیالکوٹی، حافظ انور علی رہتکی اور فقیر شہاب الدین لاہوری وغیرہ نے آپ سے خلافت پائی اور لوگوں کو فیض پہنچایا۔

۲۳۱۔ مولانا مولوی حاجی حافظ مشتاق احمد چشتی صابری ادام اللہ تعالیٰ فیوضہ لکھتے ہیں کہ حضرت مخدومنا توکل شاہ صاحب نے برسبیل تذکرہ عاجز سے فرمایا کہ ایک مرتبہ خواب میں

دیکھا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ تشریف لے جا رہے ہیں، میں اور مولانا محمد قاسم دیوبندی دونوں حضور ﷺ کے پیچھے دوڑے کہ جلد آپ تک پہنچیں، مولانا محمد قاسم صاحب تو وہاں اپنا قدم رکھتے تھے، جہاں حضور رسول کریم ﷺ کے قدم مبارک کا نشان ہوتا تھا، مگر میں بے اختیار جا رہا تھا، آخر مولانا سے آگے نکل کر پہنچ گیا (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ۔ صفحہ ۴۰۶)۔

۲۳۲۔ جناب مولوی سید ظہور الدین انہیٹوی اپنا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک روز بعد نماز مغرب احقر مراقبے میں شامل تھا، کیا دیکھتا ہے کہ حضور ﷺ کی مجلس قائم ہے، حضرت سائیں صاحب بھی اندر ہیں، مجھے دربان مجلس شریف کے اندر جانے کی اجازت نہیں دیتے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: ”اس کو نہ روکو، اندر آنے دو، اس کے پاس توکل شاہ کا رقعہ ہے۔“ میں نے مراقبے سے فارغ ہو کر شاہ صاحب سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا: فلاں وقت دیکھا ہوگا۔ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ فرمایا: اس وقت حقیقت محمدی ﷺ کا مراقبہ تھا، پھر مجھے اس مراقبے کا طریقہ تعلیم کیا (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ۔ صفحہ ۴۰۷)۔

۲۳۳۔ جناب مولوی سید ظہور الدین انہیٹوی نے رسالہ ”توسل بالنبی والولی“ میں لکھا ہے کہ زبدۃ الاولیاء المتاخرین مرشدی سائیں توکل شاہ صاحب نے مجھ سے براہ راست فرمایا کہ مولوی صاحب! جس وقت میں یہ درود شریف پڑھتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ حضور ﷺ کی روح مبارک مجسم ہو کر میرے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالتی ہے۔ سائیں صاحب نے میری خواہش پر مجھے بھی اس درود شریف کی اجازت عطا فرمائی۔ درود شریف مندرجہ ذیل ہے:-

اللهم صل علی سیدنا محمد و علی ال سیدنا محمد بعدد کل معلوم لک و بعدد کل ذرۃ ہائۃ الف الف مرۃ و باریک و سلیم (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ۔ صفحہ ۴۱۱۔ تذکرہ توکلیہ)۔

۲۳۴۔ جناب مولوی سراج الدین بیان فرماتے ہیں کہ حضرت توکل شاہ صاحب نے فرمایا کہ ہم نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ فرما رہے ہیں کہ ”جب تم یہ صیغہ درود شریف کا پڑھتے ہو تو ہم پھولوں کا ہار تمہارے گلے میں ڈالتے ہیں۔“ میں نے حضور اقدس ﷺ سے دریافت کیا کہ وہ صیغہ کون سا ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ صیغہ یہ ہے: ”صلی اللہ علی النبی الامی وآلہ وسلم“ (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ۔ صفحہ ۴۱۱) (ان دونوں روایات میں تطبیق بہ آسانی ہو سکتی ہے۔ دونوں میں سے کسی کو بھی اختیار کیا جاسکتا ہے، مگر بھرپور فائدہ اس وقت ہوگا، جب خلوص، توجہ اور پابندی ہوگی)

۲۳۵۔ مولانا مولوی حاجی حافظ مشتاق احمد چشتی صابری قدس سرہ کا بیان ہے کہ ایک

زمانے میں غیر مقلدین انبالہ اور اہل سنت مقلدین میں نا اتفاقی زیادہ ہو گئی تھی۔ حضرت سائیں توکل شاہ صاحب نے ان دنوں کا قصہ مجھ سے اس طرح فرمایا کہ مجھے یہ خیال آیا کہ غیر مقلدین جب حدیث رسول اللہ ﷺ پر عمل کرتے ہیں تو ان کی مخالفت کیوں کی جاتی ہے؟ اور فکر میں تھا کہ اس کے متعلق جو حق ہو مجھے معلوم ہو جائے۔ آخر الامر ایک شب یہ خواب دیکھا کہ ایک احاطے میں حضور اقدس ﷺ رونق افروز ہیں، جس کا صرف ایک دروازہ ہے اور چاروں طرف دیوار ہے اور دیوار کے باہر نصاریٰ (عیسائی) بھی کھڑے ہیں، مگر حضور انور ﷺ کی طرف ان کی پشت ہے، غیر مقلدین بھی احاطے کی دیوار کے باہر ہیں، ان کا چہرہ تو حضرت رسالت مآب ﷺ کی طرف ہے مگر اندر جانے کا دروازہ انہیں نہیں ملتا، احاطہ کی دیوار کے باہر کھڑے ہیں اور اہل سنت والجماعت مقلدین حضرت امام اعظمؒ بلا تکلف دروازے سے اندر جاتے ہیں اور حضور اطہر ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے ہیں۔ حضرت توکل شاہ صاحب کو یہ خواب دیکھ کر اطمینان ہو گیا کہ مقلدین حضرت امام اعظمؒ اور دیگر مقلدین ائمہ حق پر ہیں اور غیر مقلدین غلطی پر ہیں۔ اس خواب کے سننے کے بعد مولانا مولوی مشتاق احمد چشتی صابری نے حضرت مولانا محمد یعقوب مدرس اول، مدرسہ دیوبند کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے ان سے فرمایا: توکل شاہ نے جو خواب تمہیں بیان کیا، وہ درست ہے، میں بھی وہاں موجود تھا۔ (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ۔ صفحہ ۲۱۶ تا ۲۱۷)۔

۲۳۶۔ جناب سید رفیق احمد، سینیر سب حج، لدھیانہ خلف الصدق جناب سید فیض محمد صاحب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے والد کے دل میں اپنی سیادت کی تصدیق کی تمنا پیدا ہوئی تو وہ حضرت توکل شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے اپنا عمامہ اتار کر رکھا ہوا تھا اور وضو فرما رہے تھے، جب وضو سے فارغ ہوئے تو میں نے پاس ادب سے عمامہ اٹھا کر اُنہیں دیا، جس پر وہ بہت خفا ہوئے اور فرمانے لگے کہ میں اس وقت حضور سرور دو عالم ﷺ کو دیکھ رہا ہوں اور آپ مجھ سے جواب طلب فرما رہے ہیں کہ تم اب سادات سے بھی خدمت لینے لگے ہو، پھر شاہ صاحب نے مجھ سے معافی مانگی اور عہد لیا کہ آئندہ کبھی ایسا نہ کرو گے (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ۔ صفحہ ۲۲۰ تا ۲۲۱)۔

۲۳۷۔ حافظ خیر الدین پنجابی کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ حاضر خدمت تھا۔ مولوی سراج الدین صاحب دہلوی حضرت حسن رسول نما (جن کا مزار وہلی میں ہے) کا ذکر خیر حضرت توکل شاہ صاحب قبلہ سے کرنے لگے کہ وہ ہر کس و ناکس کو حضرت رسول اللہ ﷺ کی زیارت کرا دیتے تھے۔ یہ سن کر میرے دل میں خیال آیا کہ کاش! میں اس زمانے میں ہوتا تو ان کا مرید ہو

کر حضرت رسول اللہ ﷺ کے جمال باکمال سے مشرف ہوتا۔ میرے دل میں یہ خیال آیا ہی تھا کہ اسی وقت حلقہ مجلس میں بیٹھا ہوا بے ہوش ہو گیا اور شاہ صاحبؒ مجھے اپنے تصرف خاص سے مدینہ منورہ لے گئے اور زیارت باکرامت سے مجھے مشرف کرادیا، جب میں ہوش میں آیا تو حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا: کیوں حافظا کہاں گیا تھا؟ میں نے عرض کیا: جہاں حضور والا لے گئے تھے (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ۔ صفحہ ۲۲۹)۔

جو شخص کثرت سے درود شریف پڑھے تو حقیقت محمدیہ ﷺ کے تعلق سے ایسی کرامات کا اظہار اس سے ہونے لگتا ہے اور اس کے لیے جنت کی نشانیاں یہیں سے شروع ہو جاتی ہیں۔

۲۳۸۔ ایک صبح مولوی محبوب عالم صاحبؒ، حضرت توکل شاہ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا: مولوی صاحبؒ یہ ”لا خوف علیہم و لا ہم یحزنون“ کیا کلام ہے؟ میں نے عرض کیا: حضور یہ قرآن مجید کی آیت ہے اور تمام آیت یوں ہے: الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم و لا ہم یحزنون O (سورہ یونس۔ آیت ۶۲) فرمایا: اس کے کیا معنی ہیں؟ میں نے عرض کیا: اس کے معنی ہیں کہ جو اولیاء اللہ ہیں، ان پر نہ کچھ خوف ہے نہ غم ہے۔ فرمایا: اس خوف و غم کے نہ ہونے کا کیا مطلب ہے؟ میں نے عرض کیا: اس کا مطلب یہ ہے کہ جو اولیاء اللہ ہیں انہیں عذاب قبر، حشر، قیامت، میزان، پل صراط، دوزخ وغیرہ وغیرہ کا کچھ خوف اور غم نہ ہوگا۔ فرمایا: یہ تو سب خوف میں آچکا کیونکہ انہیں کوئی خوف جو نہ ہو، پھر غم کا ہے کا باقی رہ گیا؟ میں نے عرض کیا: اس کا مطلب آپ جانتے ہونگے۔ فرمایا: اس کا مطلب یہ ہے کہ جب بلا حساب بخشے گئے تو خوف ہر طرح کا جاتا رہا، مگر غم اس بات کا رہا کہ دیکھیے اجر و ثواب اور جنت میں مراتب بھی پورے ملتے ہیں یا کسی قدر کمی بیشی ہوتی ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انہیں ان مراتب اور اجر و ثواب کے بارے میں بھی کسی طرح کا غم نہ ہوگا۔ پھر فرمایا: ہمیں تین مرتبہ یہ آواز آئی: ”لا خوف علیہم و لا ہم یحزنون۔“ یعنی تجھے اس گروہ میں داخل کر دیا جن کے بارے میں یہ آیت ہے: تجھے نہ خوف ہوگا نہ کسی طرح کا غم، ہم نے تجھے بے حساب بخش دیا۔ میں نے عرض کیا: حضور! یہ بشارت خاص آپ ہی کے واسطے ہے یا آپ کے ملنے والوں کے واسطے بھی؟ فرمایا: یہ بشارت ہمارے ملنے والوں کے واسطے بھی ہے، اور جو ان کے ملنے والے ہونگے ان کے واسطے بھی، اور جو کوئی ہمارے نسلے میں قیامت تک ہماری نسبت حاصل کرے گا اور ہمارے طریقے کا پابند رہے گا، ان سب کے واسطے یہ بشارت ہے۔ اس بات کا حکم بھی اسی وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو گیا تھا، پھر حضرت رسول اللہ ﷺ کی روح مبارک سے بھی اس کی تصدیق ہو گئی، اور پھر حضرت مجدد الف ثانیؒ

نے بھی اپنے دفتر میں ہمیں ان سب کے نام لکھے ہوئے دکھائے، جو قیامت تک ہمارے سلسلے میں داخل ہو کر ہماری نسبت حاصل کرینگے اور ہمارے طریقے کے پابند رہیں گے، وہ سب اس بشارت میں داخل ہیں (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ۔ صفحہ ۷۷ تا ۸۲)۔

۲۳۹۔ جناب مولوی سید ظہور الدین انہوئی لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ کو توالی کی ملازمت کا ذکر آیا۔ حضرت سائیں توکل شاہ صاحب فرمانے لگے کہ اس کا حلال یا حرام ہونا تو مولوی جانیں، البتہ ایک مرتبہ میں نے مظفر علی خان صاحب کے پاس کو توالی میں قیام کیا، شب کو حضور ﷺ کی مجلس قائم تھی، مگر مجھے اندر جانے کی اجازت نہیں ملی، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”توکل شاہ کو توالی میں ٹھہرا ہوا ہے، اسے اندر نہ آنے دو۔“ میں فوراً مظفر علی خان سے یہ ماجرا بیان کر کے اپنا بستر اٹھا کر جنگل کو ہولیا۔ اللہ جانے اس میں کیا حکمت تھی (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ۔ صفحہ ۳۵۵)۔

۲۴۰۔ امام عبدالوہاب قطب شعرانی قدس سرہ لکھتے ہیں کہ اخلاص، شرط و آداب اور تدبیر معانی کے ساتھ ہر روز اس کثرت سے درود شریف پڑھے کہ رذائل سے پاک ہو کر حضرت رسول اللہ ﷺ کے مشاہدے کا مقام حاصل ہو جائے۔ شیخ احمد زواری کا بیان ہے کہ مجھے حالت بیداری میں حضرت رسول اللہ ﷺ کی زیارت نصیب نہ ہوئی، یہاں تک کہ میں نے پورے ایک سال تک شب و روز پچاس ہزار بار درود شریف کا ورد رکھا۔ شیخ نور الدین شوئی نے کئی سال روزانہ تیس ہزار مرتبہ درود شریف کا وظیفہ کیا۔ سیدی علی خواص کا قول ہے کہ بندہ مقام عرفان میں کامل نہیں ہوتا یہاں تک کہ جس وقت چاہے حضرت رسول اللہ ﷺ کی زیارت کرے۔ فرماتے تھے کہ سلف میں جن مشائخ کی نسبت ہمیں یہ خبر ملی ہے کہ وہ حالت بیداری میں بالمشافہ حضرت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ملاقات کیا کرتے تھے وہ یہ ہیں: شیخ ابو مدین شیخ الجماعہ، شیخ عبدالرحیم قنادی، شیخ موسیٰ زولی، شیخ ابوالحسن شاذلی، شیخ ابوالعباس مرسی، شیخ ابوالسعود بن ابی العاشر اور سیدی ابراہیم متبولی اور شیخ جلال الدین سیوطی۔ فرماتے ہیں کہ انہوں نے ستر سے کچھ زیادہ مرتبہ بحالت بیداری حضرت رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی۔ سیدی ابراہیم متبولی کی ملاقات کا تو شمار ہی نہیں کہ وہ اپنے تمام حالات میں مشرف بہ زیارت ہوا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ سوائے رسول اللہ ﷺ کے میرا کوئی شیخ نہیں۔ شیخ ابوالعباس مرسی فرماتے تھے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ ایک ساعت مجھ سے پوشیدہ رہیں تو میں اپنے تئیں مومنوں میں شمار نہیں کرتا (لوائح الانوار القدسیہ) (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ۔ صفحہ ۵۰۰ تا ۵۰۱)۔

۲۴۱۔ یکم جمادی الثانی ۱۳۹۸ھ بمطابق ۸ مئی ۱۹۷۸ء بروز پیر ایک بزرگ نے رسالہ

”ڈاڑھی کا وجوب“ کی تصریف کی (یعنی عربی میں ترجمہ شروع کیا)۔ آج عشاء کے بعد روضہ اقدس پر حاضر ہو کر حضور اکرم ﷺ کے دست مبارک میں کچھ کاغذات دیکھے۔ موصوف نے سمجھا کہ میری تصریف کے کاغذات ہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے اس کی تصریف پر اظہار مسرت فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ ”شیخ الحدیث (حضرت مولانا زکریا صاحب) کے رسالہ ”شریعت و طریقت“ کی بھی تصریف کرو۔“ (الحمد للہ کہ عربی ترجمہ ہو کر چھپ گیا محبتیں، حصہ دوم از محمد اقبال۔ مدینہ منورہ۔ صفحہ ۱۲ تا ۱۳۔ ادارہ اسلامیات، لاہور۔ اس کا اصل نام ”بہجة القلوب فی مبشرات النبی المحبوب ﷺ“ ہے، جس میں قطب العالم شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی ثم مدنی اور ساتھیوں کے درجنوں مکاشفات، خواب اور بشارت ہیں)۔

۲۴۲۔ حضرت اقدس شیخ الحدیث نے شب جمعہ المبارک ۱۱ رجب ۱۴۰۱ھ کو بہت اچھا خواب دیکھا، جو محمد اقبال صاحب (مدینہ منورہ) نے حضرت کے روزنامچے سے نقل کیا:۔ نیند کئی دن سے نہیں آرہی، مگر کسی وقت اونگھ سی آجاتی ہے۔ شب میں زکریا نے خواب دیکھا کہ او جز (حضرت کی تالیف او جز المسائلک شرح موطا امام مالک) کا مسودہ پورا ہو گیا تو میں حضور انور ﷺ کی خدمت میں پیش کرنے کو چلا، داہنی طرف علامہ زرقانی اور بائیں طرف علامہ باجی میرے ساتھ ہیں، میں جب حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچا، تو آپ کے ہاتھ میں او جز کے مطبوعہ فارم تھے اور وہی تھے جن کا مسودہ میں لے کر گیا تھا، حضور پر نور ﷺ بہت مسرت فرما رہے تھے اور بہت دعائیں دیں جو مجھے یاد نہیں، اس خواب سے بہت مسرت ہوئی اور او جز کے مقبول ہونے کی امید ہوئی (محبتیں، حصہ دوم۔ صفحہ ۱۳)۔

۲۴۳۔ ۱۹ رجب ۱۴۰۰ھ بروز بدھ مولانا عبد الحفیظ صاحب نے اپنے پریس کے لیے ذکر کیا (مراقبہ میں) کہ پریس لگ رہا ہے، اس کے لئے دعا فرمائیں کہ آپ کی کتابوں کی اس میں قبولیت اور افادیت عامہ کے ساتھ اشاعت ہو۔ حضور پر نور ﷺ نے فرمایا کہ ”بذل (شرح ابو داؤد) او جز، لامع (حضرت شیخ کی شرح حدیث) میری ہی کتابیں ہیں۔“ پریس کے لئے دعا کی درخواست پر فرمایا: ”مقبولة مباركة انشأ الله“ (محبتیں، حصہ دوم۔ صفحہ ۱۳)۔

حضرت شیخ الحدیث فرماتے ہیں کہ اس بندے پر اللہ رب العزت کے جو بہت ہی عظیم الشان انعامات اور بے شمار احسانات ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس بندے نے جس قدر فضائل کے رسائل تالیف کئے ہیں، ان سب رسائل اور کتب کے بارے میں اس بندے کو یا اس کے بعض مخلص اصحاب کو رویاً صالح اور مبشرات سے نوازا گیا (صفحہ ۱۳)۔

۲۴۴۔ رائے پور کی خانقاہ میں ایک بزرگ مولانا خدا بخش مقیم تھے۔ انہوں نے خواب

دیکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت شیخ الحدیث بیت اللہ شریف کی تعمیر کر رہے ہیں۔ بزرگ نے تعبیر کے لئے جب یہ خواب حضرت شیخ الحدیث سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں آج کل رسالہ فضائل حج تالیف کر رہا ہوں، انشاء اللہ! یہ رسالہ بیت اللہ شریف کی تعمیر روحانی میں معین ہوگا۔ چنانچہ ہزاروں خطوط اس نوع کے آئے کہ اس رسالے سے حج اور زیارت میں بہت لطف آیا (محببتیں، حصہ دوم۔ صفحہ ۱۴ تا ۱۵)۔

عمرات النبی ﷺ کا سبب تالیف: حضرت شیخ زید مجدہ فرماتے ہیں کہ جب میں رسالہ حجۃ الوداع کے سننے سے فارغ ہوا تو میں نے دوپہر کے قیلولہ میں خواب دیکھا کہ ایک شخص مجھے حکم دیتا ہے کہ میں جز حجۃ الوداع کی تکمیل آنحضرت ﷺ کے عمروں کے بیان سے کروں اور اس نے کہا کہ جز حجۃ الوداع کی تکمیل کے لئے آپ کے عمروں کی تفصیل ضروری ہے، پس خواب ہی میں میں نے اس حکم کی تعمیل کی اور کاغذ قلم لے کر لکھنے لگا۔ اس وقت گویا مجھے نہ آنکھ کی تکلیف ہے نہ کوئی اور عارضہ اور خواب ہی میں میں نے ”حدیث جبرانہ“ کے دو جملوں کی شرح لکھ دی اور خواب ہی میں ایک تبلیغی جماعت کے لئے گیا۔

۲۴۵۔ حضور ﷺ کا رسالہ حجۃ الوداع کو سماع فرمانا: شیخ زید مجدہ یعنی حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا فرماتے ہیں کہ رسالہ ”جز عمرات“ جب اختتام کے قریب پہنچا تو ہمارے ایک مخلص دوست جناب الحاج سلمان افریقی نے خواب دیکھا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ رسالہ حضرت سید المرسلین ﷺ کی بارگاہ میں شرف قبول سے سرفراز ہے۔ خواب یہ ہے:-

خواب دیکھا کہ میرے دل میں زیارت نبوی کا داعیہ پیدا ہوا اور میں پیدل مدینہ طیبہ کی طرف چل پڑا، تھوڑی دور چلا تھا کہ مجھے دور سے حرم نبوی نظر آنے لگا، اس طرف جا رہا تھا کہ اچانک خود کو حضرت شیخ زید مجدہ کے حجرے کے سامنے کھڑا پایا، بہت سے لوگ حجرے کے باہر کھڑے ہیں اور مولانا محمد یونس صاحب استاذ حدیث مظاہر علوم سہارنپور (بھارت) حجرے سے باہر آرہے ہیں، انہوں نے مجھ سے کہا کہ آنحضور ﷺ حجرے کے اندر رونق افروز ہیں اور مجھے داخل ہونے کا اشارہ کیا، میں اندر گیا تو فرحت و مسرت ضبط نہ کر سکا اور میرے جسم میں گویا بجلی کی لہر دوڑ گئی، دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ آپ کی چارپائی کے سرہانے کی جانب تکیہ لگائے تشریف فرما ہیں، سفید دستار زیب سر ہے، ریش مبارک سفید ہے اور آنکھوں پر چشمہ لگا رکھا ہے۔ میں نے سلام عرض کیا اور مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا، تو آپ نے سلام کا جواب مرحمت فرما کر مصافحہ کے لئے اپنا دست مبارک بڑھایا اور پھر آپ کی جانب متوجہ ہوئے، آپ حبیب کریم ﷺ کی داہنی جانب زمین پر بیٹھے ہیں اور رسالہ ”حجۃ الوداع“

سارے ہیں، آنحضور ﷺ اُسے سننے میں مصروف ہیں اور میں چارپائی سے نیچے اقدام عالیہ کی جانب بیٹھ گیا (محبتیں، حصہ دوم۔ صفحہ ۱۵ تا ۱۷)۔

اس روایا میں حضور اقدس ﷺ کا سماع کے لئے متوجہ ہونا اور اس بندے کا رسالے کی قرأت میں مصروف ہونا، اس بندہ ضعیف کے لئے شرف و ابہتاج کا کافی سرمایہ ہے۔ فلولہ الحمد و المنة (حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا)۔

۲۳۶۔ ۲۹ شوال ۱۳۹۵ھ بمطابق ۴ نومبر ۱۹۷۵ء کی شب حضرت شیخ زید مجدہ کو سید الکونین ﷺ کی زیارت ہوئی۔ ارشاد ہوا: ”لاؤ اور وہ سناؤ۔“ رسالے کا نام یاد نہیں رہا، لیکن وہ عربی زبان کی فوقیت و فضیلت پر تھا۔ اسی وقت خواب میں رسالہ لکھنے کا ارادہ، بلکہ افتتاح بھی کر دیا۔ اس وقت بہت سی روایات اور مضامین بھی ذہن میں آئے اور بڑی اچھی ترتیب بھی، مگر صبح تفصیل بھول گیا۔ حضرت شیخ الحدیث نے ارادہ کر لیا کہ انشاء اللہ مدینہ منورہ پہنچ کر تکمیل کروں گا۔ (تکمیل ہو گئی یعنی طبع بھی ہو گئی) (محبتیں، حصہ دوم۔ صفحہ ۱۷)۔

۲۳۷۔ حضرت شیخ زید مجدہ نے ایک رویائے صالحہ میں خود حضرت رسالت مآب ﷺ کے یہ الفاظ مبارک سنے کہ مجھے ان کی یہ ادا بہت پسند ہے کہ یہ وقت ضائع نہیں کرتے۔ (محبتیں، حصہ دوم۔ صفحہ ۱۸) حضرت زید مجدہ کا ہمہ وقت مشغول رہنا اور کوئی لمحہ ضائع نہ کرنا بچپن ہی سے طبیعت ثانیہ بن گئی تھی۔ فرماتے تھے کہ بچپن میں میرے والد صاحب نور اللہ مرقدہ مجھے اکثر یہ شعر سناتے تھے:

سہ تراہر سانس نخل موسوی ہے یہ جزر و مد جو اہر کی لڑی ہے

حضرت زید مجدہ، شیخ الحدیث کی مبارک زندگی اس مشغولیت کی شاہد عدل ہے۔

۲۳۸۔ ایک شب ایک بزرگ کو بہت طویل مکاففہ ہوا، جس کا ایک حصہ درج ذیل ہے:

مراقب ہوتے ہی محسوس ہوا کہ جیسے دسترخوان لگا ہے اور سات آٹھ اکابر جلوہ افروز ہیں، جن کی شکلیں نظر نہیں آرہیں، اس حلقہ میں قبر شریف کی جگہ پر قبلہ رخ چارزانوں آفتاب رسالت ﷺ بھی تشریف فرما ہیں، میں آپ کی دائیں جانب پیچھے کی طرف جھک کر بیٹھ گیا، پھر میں نے محسوس کیا کہ آپ حلقے سے اٹھ کر چل دیئے اور ہم باب الرحمة و باب عبدالعزیز کے درمیان سے باب عمر کی طرف جا رہے ہیں۔ حضور انور ﷺ آگے آگے اور میں خادمانہ پیچھے پیچھے جا رہا ہوں، یہاں تک کہ آپ حضرت شیخ زید مجدہ کے پاس پہنچ گئے، جہاں وہ شیخ مولوی محمد اسماعیل صاحب کو قرآن مجید سنا رہے ہیں، (اس وقت قریباً ایک بجاتا تھا اور حضرت شیخ کا اس وقت معمول بھی یہی تھا) وہاں پہنچ کر مرشد اعظم نبی اکرم ﷺ نے حضرت شیخ سے

مصافحہ کیا، حضرت نے حضور ﷺ کے دست مبارک چوم لئے اور معافقہ کرتے وقت حضرت پر گریہ طاری ہو گیا، معافقہ کے فوراً بعد حضرت رسول پاک ﷺ نے اپنے دونوں دست مبارک حضرت شیخ کی ڈاڑھی پر پھیرے، ہاتھ پھیرتے جاتے اور بہت ہی ناز سے فرماتے: ہذا امام عصرہ و برکۃ دھرہ و ابنی البار (یہ اپنے دور کے امام اور زمانے کی برکت ہیں اور میرے نیک بخت بیٹے ہیں)

یہ فرما کر واپس جانے کے لئے حضور اقدس ﷺ کھڑے ہو گئے، پیچھے پیچھے میں ہوں، چارپانچ قدم چلنے کے بعد مسکراتے ہوئے حضرت کی طرف مڑ کر دیکھا تو میں نے بھی دیکھا کہ حضرت نفلوں کی نیت باندھ رہے ہیں، یہ دیکھ کر حضور سراپا نور ﷺ نے مجھ سے فرمایا: بس ان کی یہی ادا مجھے پسند ہے کہ وقت ضائع نہیں کرتے (مطلب یہ ہے کہ وقت ضائع نہیں کیا، اتنا بھی نہیں کہ مجھے ہی محبت سے دیکھتے رہتے، میرے مڑتے ہی فوراً نماز میں مشغول ہو گئے)، پھر قبر شریف پر واپس چلے گئے۔ وہی حلقہ، وہی دسترخوان، وہی کھانا پینا (محببتیں، حصہ دوم۔ صفحہ ۱۹ تا ۲۰)۔

۲۴۹۔ ایک بزرگ کے مکاشفے میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ وہ (شیخ الحدیث) میرے قریب ہیں اور میں ان کے قریب ہوں (محببتیں، حصہ دوم۔ صفحہ ۲۱)۔

۲۵۰۔ ۲۸ رجب ۱۳۹۸ھ بمطابق ۹ جولائی ۱۹۷۸ء بروز جمعہ، حضرت رسول الثقلین ﷺ نے مولانا عبد الحفیظ صاحب سے (مکاشفہ میں) فرمایا کہ ”زکریا کی خدمت کرتے رہو، اس کی خدمت میری خدمت ہے۔“ نیز یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ”میں اکثر اس کے حجرے میں جاتا رہتا ہوں“ (محببتیں، حصہ دوم۔ صفحہ ۲۱)۔

۲۵۱۔ ۱۶ رجب ۱۳۹۸ھ بمطابق ۲۵ جون ۱۹۷۸ء بروز اتوار مغرب کے بعد ایک بزرگ نے روضہ اقدس پر مراقبے میں دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ نے چابی کا گچھا دیا، جس میں چابیاں تھیں اور فرمایا کہ ”یہ رحمت کے خزانے کی چابیاں ہیں، یہ شیخ (شیخ الحدیث زاد مجدد) کو پیش کر دو۔“ (محببتیں، حصہ دوم۔ صفحہ ۲۱)

۲۵۲۔ ۲۶ صفر ۱۳۹۹ھ بمطابق ۲۴ جنوری ۱۹۷۹ء کو شب میں بعد نماز عشاء ایک بزرگ نے اقدام عالیہ میں بیٹھتے ہوئے مراقبے میں دیکھا کہ حضرت (شیخ الحدیث) کے لئے حضور پر نور، شافع یوم النشور ﷺ سے بار بار دعا کے لئے عرض کر رہے تھے کہ بالکل بے ہوشی اور کمزوری ہے، تو دیکھا کہ بائیں جانب ایک عالی شان بگھی ہے اور حضرت شیخ ”بہت تندرستی کی حالت میں گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے ہیں، جیسے کہ بگھی چلا رہے ہوں۔ آپ کے سر پر بہت ہی چمکدار سنہرا تاج ہے اور چہرے اور تاج سے دور دور تک سنہری شعاعیں پھیل رہی ہیں۔ حضور رسالت

مآب ﷺ موصوف سے مسکرا کر فرما رہے ہیں: ”دیکھو! روحانیت کی گاڑی تو یہی چلا رہے ہیں اور تم بتلاتے ہو کہ.....“ (محببتیں، حصہ دوم۔ صفحہ ۲۲ تا ۲۳)۔

۲۵۳۔ ۱۰ صفر ۱۴۰۰ھ آج دوپہر کو حبیب لیب نبی اکرم ﷺ مدرسہ علوم شرعیہ (مدینہ منورہ) کے کمرے میں تشریف لائے، جو قیام گاہ حضرت شیخؒ ہے اور ارشاد فرمایا کہ ”انہیں (شیخ کو) ظہر کی نماز پڑھانے آیا ہوں۔“ (حضرت شیخ الحدیثؒ کا مکاشفہ) (محببتیں، حصہ دوم۔ صفحہ ۲۲)۔

۲۵۴۔ ۲۰ ربیع الثانی ۱۴۰۱ھ بمطابق ۲۴ فروری ۱۹۸۱ء کی شب ایک بزرگ نے اپنا صلوٰۃ و سلام عرض کرنے کے بعد حضرت شیخؒ کی طرف سے صلوٰۃ و سلام عرض کیا اور پھر آپ کے لئے دعا کی درخواست کی۔ دیکھا کہ ایک بڑا سا صندوق ہے جس میں سونے کی بڑی بڑی سلیں رکھی ہیں، جو بہت روشن اور چمک دار ہیں۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ ”ان کا خزانہ اعمال تو ماشاء اللہ بھرا ہوا ہے۔“ پھر تھوڑی دیر بعد دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ کھڑے ہیں اور آپ کے ارد گرد مختلف قسم کے پیکٹ رکھے ہوئے ہیں۔ حضرت ہادی برحق ﷺ نے فرمایا کہ ”ان میں ہمارا سرمایہ ہے“ اور پھر وہ پورا ڈھیر حضرت شیخؒ کی طرف بڑھا دیا اور فرمایا کہ ”اس وقت یہ ہمارے ہر قسم کے خزانے کے وارث ہیں۔“ پھر جیسے دعا میں مشغول ہو گئے اور بہت دیر اسی میں مشغول رہے (محببتیں، حصہ دوم۔ صفحہ ۲۲ تا ۲۳)۔

۲۵۵۔ ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ بمطابق ۷ نومبر ۱۹۷۹ء شب شنبہ صلوٰۃ و سلام کے بعد مصلیٰ جنازہ میں ایک بزرگ نے دیکھا کہ حضرت شیخ زید مجدہ حضور اقدس ﷺ کے سامنے بیٹھے ہیں اور حضور ﷺ بہت محبت سے ان کی طرف دیکھ کر فرما رہے ہیں: ”هذا شیخ المشائخ المحبین۔“ (محببتیں، حصہ دوم۔ صفحہ ۲۳)

۲۵۶۔ ۲۹ ربیع الثانی ۱۴۰۱ھ بمطابق ۵ مارچ ۱۹۸۱ء کی شب میں ایک بزرگ نے صلوٰۃ و سلام کے بعد حضرت شیخ زید مجدہ کی طرف سے صلوٰۃ و سلام اور دعا کے لئے عرض کیا۔ دیکھا جیسے ایک کشتی سی چل رہی ہے، جو سمندر میں گھوم رہی ہے اور پھر جیسے تھوڑی دیر میں وہ کشتی بہت وسیع جزیرہ بن گئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ”ان کی مثال ایسی ہی ہے اور جیسے انبیاء کرام علیہم السلام کے زمانے میں ہر نبی علیہ السلام کے ساتھ اس کے وقت میں اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت ہوتی تھی، اسی طرح آج کل اللہ کی مدد، نصرت و قبولیت ان کے ساتھ ہے۔“ (محببتیں، حصہ دوم۔ صفحہ ۲۳)۔

۲۵۷۔ ۲ رجب ۱۳۹۸ھ بمطابق ۱۴ جون ۱۹۷۸ء بروز بدھ کی شب میں ایک بزرگ نے صلوٰۃ و سلام کے بعد حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ حضرت (حضرت شیخ الحدیثؒ) بہت فکر مند ہیں کہ کس منہ سے سامنا ہوگا؟ حضور اکرام ﷺ نے فرمایا: ”انہ حبیبنا من حزب

المفلحین الغر المحجلین۔“ پھر تھوڑی دیر بعد دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ کے سامنے ایک خوبصورت صندوقچہ ہے، اس کے اوپر تہہ کیا ہوا بہت خوبصورت عمامہ ہے جس پر سفید رنگ کی نہایت چمک دار کڑھائی ہے، حضور ﷺ بہت پیار سے اس کی تہہ کھولتے اور اوپر ہاتھ پھیرتے جاتے ہیں، پھر اسی طرح تہہ کر کے رکھ دیتے ہیں اور مسکرا کر مجھ سے فرمایا کہ ”ہم نے یہ ان کے لئے تیار کر رکھا ہے۔“ (مجتبیس، حصہ دوم۔ صفحہ ۲۴)

۲۵۸۔ ۱۶ شعبان ۱۳۹۸ھ بمطابق جولائی ۱۹۷۸ء بروز بدھ کی شب ایک بزرگ نے روضہ اقدس پر حاضری دے کر صلوٰۃ و سلام پڑھنے کے بعد حضرت شیخ (شیخ الحدیث) کی طرف سے بھی صلوٰۃ و سلام پڑھ کر کچھ خوف وغیرہ کا ذکر کیا، اس پر حضور انور ﷺ نے ایک نہایت خوبصورت ہار اپنے دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر حضرت شیخ کے گلے میں ڈالا اور مسکرا کر فرمایا: ”ہذا عقد الایمان و النور و الحکمتہ“ اور مسکراتے رہے۔ عشاء کے بعد ایک صندوقچہ سے گہرے بادامی رنگ کا ایک جغہ نکالا، جس کی آستینیں بھی ہیں اور حضرت شیخ کو پہنا کر فرمایا: ”و ہذا ستر العافیہ۔“ (مجتبیس، حصہ دوم۔ صفحہ ۲۴ تا ۲۵)

۲۵۹۔ ۲۸ جمادی الاولیٰ بمطابق ۱۳ اپریل کی شب ایک بزرگ نے صلوٰۃ و سلام کے بعد دیکھا کہ جیسے روضہ شریف کی جگہ ایک لمبی قطار میں بہت سے لوگ بیٹھے ہیں، جنہیں ایک دو خادم کھانا کھلا رہے ہیں، بعد میں معلوم ہوا کہ یہ درویشوں کی جماعت ہے، تھوڑی دیر بعد اس جگہ جیسے کوئی حجرہ ہے، جس میں حضور ﷺ کسی کام میں مشغول ہیں اور حضرت (حضرت شیخ الحدیث) بالکل خادمانہ انداز سے آپ کی مدد کر رہے ہیں، حالانکہ حضرت کی ڈاڑھی سفید ہے اور حضور انور ﷺ کی کالی مگر حضرت لگ بھی خادم رہے ہیں اور حضور ﷺ مخدوم، پھر جیسے اس کام سے فراغت ہو گئی اور کھانے کے لئے کچھ آنے لگا، تو حضرت نے جلدی سے کچھ پکڑ کر حضور اقدس ﷺ کی طرف بڑھایا، پھر حضرت کو حضور اقدس ﷺ نے اپنے پاس بٹھالیا اور بہت محبت سے حضرت کی طرف دیکھ کر فرمایا: ”یہ میرا معاون بھی، خادم بھی اور محبوب بھی ہے۔“ (مجتبیس، حصہ دوم۔ صفحہ ۲۵)

۲۶۰۔ حضرت شیخ الحدیث فرماتے ہیں کہ عزیزی عبد الحفیظ بہت تفصیلی واقعات سناتا رہا، جن میں ایک یہ ہے کہ تو (حضرت شیخ الحدیث) بیٹھا ہوا ہے اور حضور ﷺ کی طرف سے کچھ عطایا ہو رہے ہیں اور تو کھار رہا ہے، اسی دوران ابو الحسن صدیقی (خادم خاص حضرت شیخ الحدیث) تجھے کوئی دوا پلانے آیا جو تونے پی لی۔ حضور اقدس ﷺ نے ابو الحسن کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: اکرمک اللہ کما اکرمتنی بکرمک ہذا ہذا، میری طرف اشارہ تھا۔

اللہ تعالیٰ عبد الحفیظ کو بہت بلند درجے عطا فرمائے کہ اس کی برکت سے مبشرات بہت سننے میں آتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس رو سیاہ کو اس قابل بنائے (مجتبئیں، حصہ دوم۔ صفحہ ۲۲۵ تا ۲۶)۔

۲۶۱۔ اس شب عزیز عبد الحفیظ نے صلوٰۃ و سلام کے بعد دعائے صحت و عافیت کے لئے عرض کیا تو دیکھا جیسے حضور اقدس ﷺ کے سامنے ایک طباق ہے، جس میں کوئی میٹھی چیز ہے جو سوجی کے حلوے کی طرح کی ہے، مختلف لوگوں کو ایک ایک چمچہ دے رہے ہیں، تھوڑی دیر میں حضرت شیخ بھی سامنے آگئے تو حضور ﷺ نے پہلے تو چمچہ سادیا پھر خادم سے فرمایا کہ ”سارا طباق انہیں دے دو۔“ اور جب خادم نے ذرا تردد کیا تو پھر فرمایا کہ ”سارا دے دو، یہ تو کریم ابن کریم ہیں۔“ (مجتبئیں، حصہ دوم۔ صفحہ ۲۶)

۲۶۲۔ ۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۰۱ھ بمطابق یکم اپریل ۱۹۸۱ء کی شب میں مولانا عبد الحفیظ صاحب نے مدرسہ مظاہر علوم (سہارنپور، بھارت) کے دوروں (بلسلسلہ چندہ مدرسہ) کی کامیابی و قبولیت و برکت کے لئے دعا کی اور دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ کسی دروازے کے اوپر لکھے ہوئے پر دست مبارک پھیر رہے ہیں اور اس پر دباؤ ڈال کر مضبوط بھی کر رہے ہیں۔ بعد میں واضح ہوا کہ کچھ اور الفاظ کے علاوہ مظاہر علوم بھی لکھا ہے، جیسے تختی ہو اور وہ مدرسہ قدیم کابیر و نی دروازہ ہے، پھر حضور ﷺ جیسے مدرسہ قدیم کی عمارت میں تشریف لے گئے، بعض طلباء کو دیکھ کر بہت خوشی کا اظہار فرمایا اور ارشاد کیا: ”سرپرستانِ محبتین مظاہر کو چاہیے کہ حفاظت و ترقی کے لئے خوب دعا کریں، اصل رسوخ علم مطلوب ہے، اساتذہ و طلبہ کو چاہیے کہ اخلاص اور انہماک فی العلم کا اہتمام کریں۔“ (مظاہر العلوم کے دورے کے بعد معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی توجہ سے غیر معمولی کامیابی ہوئی۔ حضرت شیخ الحدیث کا اس مدرسے سے خاص تعلق رہا ہے) (مجتبئیں، حصہ دوم۔ صفحہ ۲۷)۔

۲۶۳۔ ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۹۷ھ بمطابق ۱۱ مئی ۱۹۷۷ء بروز بدھ کی رات حضرت شیخ الحدیث زیدہ مجدد نے خواب دیکھا کہ ایک ڈرافٹ آیا ہے، جس پر انعام کریم لکھا تھا۔ (اوپر کے کمرے میں مولانا انعام کریم رہتے تھے)، وہ ان کے پاس بھیج دیا جو انہوں نے یہ کہہ کر واپس بھیج دیا کہ تمہارا (حضرت شیخ کا) ہی ہے اگرچہ اس پر میرا نام لکھا ہے، میرے پاس پیام بذریعہ خط براہ راست آچکا ہے، جس کے الفاظ بعینہ تو یاد نہیں۔ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ ”رمضان مدینہ میں کرنا ہے۔“ (سفر ہند کی اجازت نہیں) (مجتبئیں، حصہ دوم۔ صفحہ ۳۱ تا ۳۲)

۲۶۴۔ ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۹۷ھ آج مغرب کے بعد ایک بزرگ نے حضرت شیخ الحدیث کے لئے ہند (ہندوستان) جانے کی اجازت مانگی تو ہر مرتبہ ارشاد ہوا: ”الہند بعید“ گویا اشارہ فرمایا کہ وہ مسجد تک تو آ نہیں پاتا، ہند کیسے جائے گا؟ میں نے سفر ہند کے التوا کا مژدہ سنایا تو

حضور سید المرسلین ﷺ نے فرمایا کہ ”وہ میرے قریب ہیں اور میں ان کے قریب ہوں۔“ (مجتبئیں، حصہ دوم۔ صفحہ ۳۲)۔

۲۶۵۔ ۲۱ صفر ۱۴۰۱ھ بمطابق ۲۸ دسمبر ۱۹۸۰ء کی شب بعد نماز عشا ایک بزرگ نے صلوٰۃ و سلام کے بعد حضرت شیخ الحدیثؒ کی طرف سے صلوٰۃ و سلام کر کے عرض کیا کہ جیسے یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے یہاں بلا لیا ہے، آخرت میں بھی شفاعت کے لیے نہ بھولئیے گا۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا: ”وہ ان میں سے نہیں جن کے بارے میں کہنا پڑے، ان کے لئے تو میں خود ہمیشہ ہر شر سے حفاظت کی دعا کرتا ہوں۔“ پھر دیکھا جیسے پوری دنیا پر حضور ﷺ کی نورانیت پھیل گئی ہے۔ یہ مشاہدہ ہونے لگا کہ اس دنیا پر حضور ﷺ کی حکومت ہے اور وہ احادیث و مضامین ذہن میں آنے لگے، جن میں یہ ہے کہ جو چیز حضور ﷺ کے طریقہ پر نہ ہوگی وہ مردود ہے، بہت دیر تک اس کا مشاہدہ ہوتا رہا پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ ”یہی تو اس حکومت کے کرنے میں ہمارے نائب و وارث ہیں۔“ پھر فرمایا: ”ماشاء اللہ! جس پاک اور صاف طریقے سے یہ کام کر رہے ہیں، اس سے دل خوش ہوتا ہے اور جہاں جہاں یہ جاتے ہیں اس کے اثرات لوگ نہیں جانتے بعد میں ظاہر ہوں گے، ان کی مثال ایسی ہے جیسے مردہ زمین پر ہل چلایا جائے تو جو آدمی ہل کی حقیقت کو نہیں جانتا، وہ نہیں سمجھ سکتا کہ اس سے کیا فائدہ ہوگا؟“ پھر دیکھا کہ روضہ شریف پر کچھ پک رہا ہے اور ارد گرد حضور اکرم ﷺ کے علاوہ حضرت شیخؒ اور دیگر لوگ بھی بیٹھے ہیں۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ ”اس دعوت کا انتظام انہیں (حضرت شیخؒ) کی آمد کی وجہ سے کیا ہے۔“ (مجتبئیں، حصہ دوم۔ صفحہ ۳۲ تا ۳۳)

۲۶۶۔ حضرت شیخ الحدیث زید مجددؒ آنحضرت ﷺ کی اجازت کے بغیر کوئی کام نہیں کرتے، حتیٰ کہ کوئی نقل و حرکت، خود مدینہ طیبہ کی حاضری اور وہاں سے واپسی کچھ بھی بلا اجازت نہیں فرماتے، جب اپنا ارادہ فنا ہو گیا تو جو کچھ بھی فرماتے ہیں، وہ سید پیغمبروں ﷺ کے ارادے کے مطابق ہی ہوتا ہے۔ مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ، پاکستان، افریقہ اور دوسرے ملکوں میں حضرت زید مجددؒ کا فیض پہنچا ہے۔ آپ نے موریشس، رنگون، لندن، انڈمان جیسے مقامات کو جو علم دین سے بالکل خالی تھے، دین و سنت کی اشاعت کا مرکز بنایا۔ آپ کے خلفاء و خدام ان مقامات پر خدمت دین میں مشغول ہیں، جن کی وجہ سے بڑے بڑے مدارس ان مقامات پر قائم ہو گئے اور بڑا فیض پہنچ رہا ہے۔

۷ رجب ۱۳۹۹ھ بمطابق ۲ جون ۱۹۷۹ء کی شب ایک بزرگ نے روضہ اقدس پر صلوٰۃ و سلام کے بعد حضرت شیخ الحدیث زید مجددؒ کی طرف سے سفر لندن و ہند کی اجازت اور

دعا کے لئے عرض کیا تو دیکھا جیسے کسی بڑے ورق پر لکھا ہوا ہے: لکن شکر تم لازیدکم، پھر جیسے حضور ﷺ کے ہاتھ میں دو ورق ہیں، جنہیں آپ الٹ پلٹ کر دیکھ رہے ہیں، اندازہ ہوا کہ مسافروں کی فہرست ہے، پھر دیکھا جیسے حضور ﷺ اور سات آٹھ آدمی مزید ہیں اور وہ سب قرآن خوانی میں مشغول ہیں، پھر موصوف نے دعا اور حضرت شیخؒ کے سفر کی صراحت کے ساتھ اجازت کے لئے عرض کیا، جس کے بعد یہ منظر ختم ہو گیا اور جیسے حضور اقدس ﷺ تنہا ہیں، خوبصورت لکیر دار جبہ زیب تن ہے اور سر پر نہایت خوبصورت عمامہ ہے، حضور ﷺ کا قد بھی جیسے بہت بڑا ہو گیا، گویا مدینہ منورہ سے لیکر مکہ مکرمہ تک ایک لمبا راستہ بن گیا ہے، پھر مکہ معظمہ سے لندن تک ایک راستہ بن گیا اور حضور ﷺ نے لندن میں دارالعلوم کا معائنہ فرما کر دعا فرمائی (حضرت شیخؒ کے خلیفہ خاص مولانا محترم یوسف متالانے حضرت شیخؒ کے حکم سے لندن میں ایک مدرسے کی بنیاد ڈالی، جو کمال سرعت سے ترقی کر کے دارالعلوم بن گیا)، پھر وہیں کھڑے کھڑے سہارنپور تک نظر دوڑائی اور فرمایا: ”خیر ہی خیر ہے۔“ سفر کے بارے میں حضور ﷺ سے دعا کے لئے عرض کیا تو آپ نے فرمایا: ”میں تو ساتھ ہی ہوں۔“ عشا کے بعد دوبارہ عرض کیا تو اسی طرح اسی ہیئت میں مکہ مکرمہ تک ہاتھ مارا اور راستہ صاف ہو گیا، بعدہ مکہ مکرمہ سے حضور اکرم ﷺ لندن تشریف لے گئے، راستے میں جیسے دو شرور نے سر اٹھایا تو حضور انور ﷺ نے ایک کے سر پر ایک اور دوسرے کے سر پر دو سرا پاؤں مارا، جس سے دونوں اسی لمحہ ختم ہو گئے، پھر جیسے انگلستان میں ہیں اور وہاں گندگی کی لوہے کی بہت لمبی چوڑی ٹنکی مدفون ہے، جسے حضور ﷺ نے بہت زور لگا کر نکالنا چاہا مگر وہ بہت گہری تھی، آپ کے زور لگانے سے اس کے کئی ٹکڑے ہو گئے۔ آپ نے ان ٹکڑوں کو اٹھا کر دور پھینک دیا اور فرمایا کہ ”ایسی کئی اور گندگیاں دور کرنی ہیں، قوت و ہمت کی ضرورت ہے۔“ مزید فرمایا: ”یہ سفر انشاء اللہ فیصلہ کن ہوگا۔“ پھر ارشاد فرمایا: ”یہاں بہت فتنے اور شرور سر اٹھا رہے ہیں، انشاء اللہ علم و یقین کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوگا، جس میں قوت و ہمت کی ضرورت ہے۔“ (یہ بار بار فرمایا) موصوف کے ذہن میں اس وقت یہ بات آئی کہ حضرت شیخؒ کے ساتھیوں کو اس پر بہت اہتمام سے توجہ دینی چاہیے اور لندن کے سفر میں ابتدا اور دوران سفر سیر و تفریح وغیرہ کا خیال بالکل ذہن میں نہیں آنا چاہیے، بلکہ خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اُس کے دین ہی کو پوری قوت و ہمت سے مقصد بنانا چاہیے (محبتیں، حصہ دوم۔ صفحہ ۳۳۳-۳۶۵)۔

۲۶۷۔ رجب ۱۳۹۹ھ بمطابق جون ۱۹۷۹ء، جون کی شام کو بعد نماز عشا ایک بزرگ نے صلوٰۃ و سلام عرض کیا ہی تھا تو دیکھا حضور سرور دو عالم ﷺ نہایت جوش میں ہیں اور جیسے قتال

کا لباس پہنا ہوا ہے، ہاتھ میں جھنڈا لئے ہوئے ہیں اور موصوف سے کہا: ”حضرت (حضرت شیخ زید مجدہ) سے کہنا کہ جہاد کی نیت سے سفر کریں، پھر آہستہ سے فرمایا: جہاد کے لئے قتال باسیف ضروری نہیں، ویسے بھی ہوتا ہے۔ پھر فرمایا: انشاء اللہ غلبہ حق ہی کا ہو گا۔“ (محببتیں، حصہ دوم۔ صفحہ ۳۶) ۲۶۸۔ ۷ جون کو بعد عشاء صلوٰۃ و سلام، حضرت شیخ الحدیث زید مجدہ کی طرف سے عرض کرنے اور سفر و حضر کے لئے دعائے خیر کے لئے ایک بزرگ نے عرض کیا: حضور انور ﷺ کے سامنے بہت سی بڑی بڑی رکابیاں اوپر تلے پڑی تھیں، کچھ جارہی تھیں کچھ آرہی تھیں، حضور اکرم ﷺ پر سکون انداز سے تشریف فرماتے تھے اور بار بار موصوف کی دعا کی درخواست پر اہتمام سے فرما رہے تھے: ”اس کی کیا ضرورت ہے۔ میں تو ساتھ ہوں۔“ پھر ارشاد فرمایا کہ ”ایک ہزار بار روزانہ درود شریف کا اہتمام کیا کرو۔“ (محببتیں، حصہ دوم۔ صفحہ ۷۳)

۲۶۹۔ ۸ جون کو نماز عشاء اور صلوٰۃ و سلام کے بعد دعا کے لئے عرض کیا تو دیکھا کہ حضور ﷺ کے سامنے جیسے آگ بجھانے والی موٹریں ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: یہ سفر ایسا ہی ہے، آگ بجھانے جارہے ہیں، راستے میں مکہ مکرمہ بھی آئے گا تو اصل مقصد یاد رکھنا اور وہاں بھی اسی کے لئے خوب دعا کرنا حضرت (شیخ الحدیث زید مجدہ) سے کہیں (محببتیں، حصہ دوم۔ صفحہ ۷۳)

۲۷۰۔ ۱۳ جون کو قبل نماز عشاء صلوٰۃ و سلام کے بعد دعا کے لئے عرض کیا تو جیسے قبر شریف سے لے کر دور تک دو گز چوڑی تہہ در تہہ حد نگاہ تک سڑک سی بنی ہوئی ہے، میں سمجھا اوپر کی تہہ کھیر کی ہے سفید رنگ کی، اس کے نیچے بادامی رنگ کی کوئی غذا ہے اور پھر سفید رنگ کی، تھوڑی دیر میں یہ منظر ختم ہو گیا، پھر دیکھا کہ جیسے حضور اقدس ﷺ تنہائی میں اپنے خاص کمرے میں ہیں اور ایک دو خدام خاص سامان کی تیاری میں لگے ہوئے ہیں آپ نے فرمایا کہ ”تم لوگ بھی تیاری کر رہے ہو، ہم بھی تیاریاں کر رہے ہیں۔“ (محببتیں، حصہ دوم۔ صفحہ ۷۳)

۲۷۱۔ پھر عشاء کے بعد دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ کی جگہ سے جیسے شعاعیں نکل رہی ہیں اور مشرق، مغرب، شمال اور جنوب کی سمتوں میں جارہی ہیں، یہ بھی دیکھا کہ ایک شعاع کی لڑی ایک ہی سمت میں مسلسل مغرب کی طرف جارہی ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: ”تم دعا کے لئے کہتے ہو تو میں مستقل ادھر ہی متوجہ ہوں۔“ (محببتیں، حصہ دوم۔ صفحہ ۷۳ تا ۷۴)

۲۷۲۔ ۱۴ جون کو عشاء کی نماز اور صلوٰۃ و سلام کے بعد حضرت شیخ زید مجدہ کے سفر کے لئے دعا کی تو تھوڑی دیر بعد دیکھا جیسے حضور اکرم ﷺ تشریف فرما ہیں اور سامنے ایک سنہرا اور بلند گیٹ بن گیا ہے، جس کے بعد لگا تار گیٹ بنتے چلے گئے، جو سنہرے اور نہایت خوبصورت ہیں اور ان کے نیچے سفید رنگ کی سڑک ہے۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا: ”بظاہر اس سفر میں تم لوگ

مدینہ سے باہر جا رہے ہو، گویا تم جنت میں جا رہے ہو یا جنت کا راستہ بنا رہے ہو، مزید فرمایا: توجہ الی اللہ اصل ہے اس کا اہتمام خوب ہونا چاہیے، پھر تھوڑی دیر میں یہ منظر ختم ہو گیا اور حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: کثرت سے درود پڑھو۔ میں نے کثرت سے درود پڑھنا شروع کر دیا جس پر دیکھا کہ کوئی راستہ ہے، جو درود شریف پڑھنے سے کشادہ ہو جاتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: درود سے راستے کشادہ ہوتے ہیں۔“ (مجتبئیں، حصہ دوم۔ صفحہ ۳۸)

۲۷۳۔ ۱۵ جون کو قبل عشاء صلوٰۃ و سلام کے بعد پورے سفر میں خیریت، قبولیت اور خیر و عافیت سے واپسی کے لئے دعا کی درخواست کی کہ کل روانگی ہے۔ پہلے تو حضور ﷺ تھوڑی دیر خاموش رہے، پھر حجابات اٹھے اور مختلف جگہوں مکہ مکرمہ، انگلستان، ہندوستان وغیرہ پر انوار نظر آنے لگے اور اوپر آسمان پر بھی جیسے ہنگامہ سا ہے، پھر حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ ”اس سفر کا تو آسمانوں پر بھی شور ہے، بس مخلوق پر رحمت کی نظر اور رحم کھا کر ہدایت کی کوشش و دعا ہونی چاہیے۔“ (مجتبئیں، حصہ دوم۔ صفحہ ۳۸ تا ۳۹)

۲۷۴۔ ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ بمطابق ۲ مارچ ۱۹۸۰ء آج بعد عشاء ایک بزرگ نے روضہ اقدس پر صلوٰۃ و سلام کے بعد حضرت شیخؒ کی صحت اور رمضان شریف کے بارے میں، جہاں خیر ہو وہاں کے لئے دعا اور توجہ کے لئے عرض کیا۔ حضور ﷺ نے سکوت فرمایا تو تھوڑی دیر بعد موصوف نے پھر عرض کیا اور یہ بھی کہ ان (حضرت شیخؒ) کے دل میں پاکستان آرہا ہے، تو حضور پر نور ﷺ نے فرمایا کہ ”دل میں تو اللہ ہی کی طرف سے آرہا ہے۔“ موصوف نے عرض کیا کہ حضور ﷺ کی طرف سے بھی کچھ چاہیے تو آپ نے دعا فرمائی شروع کر دی، بہت دیر تک متوجہ رہے اور پھر فرمایا: رحلۃ الخیر الكثير الی پاکستان انشاء اللہ۔ اس عبارت کو دو تین مرتبہ نہایت سنجیدگی سے فرمایا، پھر فیصل آباد کا دارالعلوم سامنے نظر آنے لگا تو حضور ﷺ نے فرمایا: ”یہ ٹکڑا تو رمضان میں انشاء اللہ ریاض الجنۃ بن جائے گا۔“ گویا ذکر کثیر کی طرف اشارہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ مفتی (مفتی زین العابدین صاحب) کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ بہت اہتمام فرما رہے ہیں۔ حضرت شیخؒ کی صحت کے لئے عرض کرنے پر فرمایا: لہ ابنی و حبیبی و انا بہ حُبّی اور بہت دیر تک دعا فرماتے رہے (مجتبئیں، حصہ دوم۔ صفحہ ۳۹ تا ۴۰)

۲۷۵۔ ۱۴ ربیع الثانی ۱۴۰۱ھ کی شب بعد عشاء ایک بزرگ نے روضہ اطہر پر صلوٰۃ و سلام کے بعد صحت و عافیت کے لئے اور خالص طور پر رمضان المبارک کے لئے دعا کی درخواست کی کہ جہاں خیر ہو وہاں کے لئے آسانی کی دعا فرمائیں اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی عرض کیا کہ حضرت شیخؒ یوں فرماتے ہیں کہ ان کا دل فیصل آباد میں کرنے کو چاہ رہا ہے۔ اس پر حضور ﷺ نے

تھوڑی دیر کے لئے سکوت فرمایا، جیسے کچھ سوچ رہے ہیں، پھر اچانک دیکھا کہ سامنے مفتی زین العابدین صاحب کے مدرسے و مسجد کا احاطہ ہے مگر ایک چیز یہ نوٹ کی کہ دیواروں کے ساتھ ساتھ چھوٹے چھوٹے پودے لگے ہوئے ہیں۔ حضور ﷺ تھوڑی دیر اس منظر کا معائنہ فرماتے رہے، پھر تھوڑی ہی دیر میں ایک دوسرا منظر سامنے آیا جیسے ایک بہت بڑی مکعب صورت میں نورانی شکل کی ٹنکی سی ہے۔ موصوف کے ذہن میں آیا کہ گویا یہ حضرت شیخ کی شبیہ ہے اور حضور پر نور ﷺ اس نورانی شکل کی طرف نہایت مسرت اور سنجیدگی سے دیکھ کر بار بار فرما رہے ہیں کہ ”ماشاء اللہ! یہ تو نور کا بہت بڑا خزانہ ہے، اگر فیصل آباد میں رمضان ہو جائے تو پورے علاقے کے لئے بہت خیر کا ذریعہ بنے یا سبب بنے۔“ ان الفاظ کو دو تین بار فرمایا اور یہ منظر کافی دیر تک سامنے رہا اور حضور انور ﷺ سنجیدگی سے بغور اسے دیکھتے رہے (محببتیں، حصہ دوم۔ صفحہ ۴۰)

۲۷۶۔ ۱۷ جمادی الثانی ۱۴۰۱ھ بمطابق ۲ مئی ۱۹۸۰ء کی شب میں ایک بزرگ نے روضہ اطہر پر صلوٰۃ و سلام کے بعد حضرت شیخ کی صحت و عافیت اور سفر میں قبولیت و سہولت کے لئے دعا کی اور عرض کیا تو حضور ﷺ تھوڑی دیر خاموش رہے، پھر دیکھا جیسے حضور ﷺ کے سامنے مدور شکل میں دس پندرہ موم بتیاں روشن ہیں۔ حضور ﷺ نے توجہ سے انہیں گھمایا، جس سے ان کے انوار پوری مسجد میں پھیل گئے، اس پر حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: ”اب جو قلوب اس طرف متوجہ ہونگے وہ مستفید ہونگے، مزید فرمایا: ایک استفادہ تو ہر آنے والے کو ہوتا ہے اور ایک خصوصی فیض جو خاص متوجہ ہونے والوں کو ہوتا ہے، جو یہ تھا۔ موصوف نے باادب حضرت شیخ کے بارے میں عرض کیا تو حضور اقدس ﷺ نے مسکرا کر فرمایا: ان کی طرف تو میں بذات خود متوجہ رہتا ہوں۔“ (گویا وہ متوجہ ہوں یا نہ ہوں) (محببتیں، حصہ دوم۔ صفحہ ۴۱)

۲۷۷۔ ۲۳ رجب ۱۴۰۰ھ بمطابق ۶ جون ۱۹۸۰ء آج بعد عشاء عزیز عبد الحفیظ صاحب نے صلوٰۃ و سلام کے بعد میری (حضرت شیخ) طرف سے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ یہاں حرمین کا رمضان چھوڑ کر فیصل آباد (پاکستان) اس لئے جا رہا ہوں کہ وہاں لوگوں کو اللہ اور اس کے حبیب (ﷺ) کا نام لینا آجائے، اس کے لئے دعا فرمائیں۔ حضور اقدس ﷺ نے اس پر فرمایا: ”اس سے بڑھ کر کون سا کام ہو سکتا ہے، پھر فرمایا: حرمین کا ثواب تو انشاء اللہ کہیں گیا نہیں۔ پھر بہت دیر تک دعا فرماتے رہے اور باوقار انداز میں فرمایا: ہمیں تو فیصل آباد کا خود بھی اہتمام ہے، انشاء اللہ تعالیٰ میں بھی اپنے عصا کے ساتھ وہاں موجود رہوں گا۔“ (محببتیں، حصہ دوم۔ صفحہ ۴۱ تا ۴۲)

۲۷۸۔ ۱۷ شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ بمطابق ۳۰ جون ۱۹۸۰ء آج بعد ظہر ایک بزرگ نے روضہ اقدس پر صلوٰۃ و سلام عرض کیا اور حضرت شیخ کی طرف سے اس سفر کے بارے میں

عرض کیا کہ سہم سوار ہے، جس کے لئے خیریت کی دعا فرمائیں، تو دیکھا جیسے ایک بڑی سی گٹھڑی ہے، جس میں مختلف قسم کا سامان ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: ”ہم تو اپنا سامان سفر باندھ چکے ہیں۔“ موصوف نے پھر دعا کے لئے عرض کیا تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”میں تو خود ساتھ ہوں انشاء اللہ تعالیٰ۔“ (محببتیں، حصہ دوم۔ صفحہ ۴۲)

۲۷۹۔ لندن اور پاکستان کے سفروں کے بعد جنوبی افریقہ کے خدام کا تقاضا ہوا کہ حضرت شیخ الحدیث زید مجدہ کا ایک رمضان وہاں گزرے۔ یہ بھی حسب دستور اجازت ملنے پر طے پا گیا۔ ۲ صفر ۱۴۰۱ھ بمطابق ۳ جنوری ۱۹۸۱ء بعد عشاء ایک بزرگ نے صلوٰۃ و سلام عرض کرنے کے بعد حضرت شیخ الحدیث کی طرف سے بھی صلوٰۃ و سلام کے بعد حضور و سفر میں صحت و عافیت اور رمضان شریف بخیر و عافیت گزرنے کے لئے دعا کی گذارش کی۔ حضور پر نور ﷺ پہلے تو ذرا مسکرائے پھر دعا فرمائی، تھوڑی دیر بعد ایسے لگا کہ دنیا کا نقشہ سامنے ہے، مدینہ منورہ سے لے کر افریقہ تک نگاہ دوڑائی تو محسوس ہوا کہ بیچ میں کہیں کوئی اٹک سی ہے، اس جگہ کو ہاتھ سے ٹولا تو لوہے کا ایک بہت بڑا وزنی چکی کا پاٹ سا تھا جو زمین کے اندر کافی گہرائی میں دھنسا ہوا تھا، حضور اقدس ﷺ نے زور لگایا تو وہ اکھڑ کر باہر آ گیا، پھر آپ نے اسے دھکیل کر سمندر میں پھینک دیا، جس جگہ سے نکالا تھا وہاں گڑھا سا بن گیا تھا پھر اپنے دست مبارک سے ادھر ادھر کی مٹی سے پہلے اسے پر کیا اور پھر ہاتھ پھیر کر زمین کی سطح کو برابر کر دیا، اس سے فارغ ہو کر فرمایا: ”ان (حضرت شیخ) کی مثال بادل کی سی ہے کہ یہ انبیاء کے وارث ہیں، اس میں سے جو پانی برستا ہے وہ خیر و رحمت ہی ہوتا ہے، مگر اس سے فائدہ وہی زمین اٹھاتی ہے جو نرم ہو، بخر اور سخت زمین کو اس سے فائدہ نہیں ہوتا۔“ پھر افریقہ کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ ”یہاں کی زمین تو ماشاء اللہ بہت اچھی اور نرم ہے۔“ (محببتیں، حصہ دوم۔ صفحہ ۴۳)

۲۸۰۔ ۳ ربیع الاول ۱۴۰۱ھ کی شب میں ایک بزرگ نے صلوٰۃ و سلام کے بعد حضرت شیخ الحدیث کی طرف سے صلوٰۃ و سلام پیش کیا اور عرض کیا کہ رمضان شریف کے بارے میں حضرت شیخ کو پوچھتے ہوئے شرم آتی ہے، قوانین اور پابندیوں کی وجہ سے آپ دعا بھی فرمائیں اور حکم بھی فرمائیں۔ دیکھا جیسے حضور ﷺ کسی باغیچے میں مشغول ہیں۔ فرمایا: ”کیا ابھی طے نہیں کیا؟ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے طے کر ہی لیں۔“ پھر دیکھا جیسے کسی اور علاقے میں کھڑے ہیں اور ہاتھ میں ایک ڈبہ (کارٹن) ہے جس میں بہت سی ٹافیاں ہیں اور انہیں اس علاقے میں بانٹتے جارہے ہیں، اسی طرح مختلف علاقوں میں گھومتے اور بانٹتے جارہے ہیں۔ اس دوران فرمایا: ”بہت اچھے لوگ ہیں اور اگر اصول سے کام کیا جائے تو کام کے لئے بہت اچھا میدان

ہے۔ ”مجھے ایسا لگا کہ وہ تمام علاقہ گویا فریقہ کا علاقہ ہے، اس کے بعد حضور ﷺ تھوڑی دیر اور ان علاقوں میں رہے، اس کے بعد فرمایا کہ ”طے کر ہی لو اور یہ آیت تلاوت فرمائی: فاذا عزمت فتوکل علی اللہ۔“ ترجمہ = اور جب (کسی کام کا) مصمم ارادہ کر لو تو اللہ پر بھروسہ رکھو (سورۃ آل عمران۔ آیت ۱۵۹) اللہ برکت فرمائے (محببتیں، حصہ دوم۔ صفحہ ۴۴)

۲۸۱۔ ۳ ربیع الثانی ۱۴۰۱ھ کی شب میں ایک بزرگ نے صلوٰۃ و سلام کے بعد حضرت شیخ الحدیثؒ کے لئے خاص طور پر فریقہ کے لئے دعا کی گزارش کی، چونکہ صوفی اقبال صاحب نے بھی کہا تھا اس لئے ان کے لئے بھی دعا کی درخواست کی۔ دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ کے دائیں جانب کسی چیز کی ڈھیری لگی ہوئی ہے، جس میں سے حضور اکرم ﷺ نے دونوں ہاتھوں سے صوفی جی کو دینا شروع کیا، صوفی صاحب کے ہاتھ میں ایک تھیلا ہے، حضور ﷺ نے کئی مٹھیاں (دو ہتھے) اس میں ڈالیں، حکیم عبدالقدوس بھی پیچھے کھڑے تھے ان کے تھیلے میں بھی حضور پر نور ﷺ نے کئی مٹھیاں ڈالیں، دیکھا کہ تھیلوں میں جو چیز ڈالی گئی ہے بہت پھیلی اور نیچے تک بھری ہوئی ہے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس سفر کے لئے تو ہم نے یہ مستقل کوٹہ کر دیا ہے، اس کے بعد دیکھا کہ سامنے دور کئی باغ اور باغیچے قائم ہیں، حضور ﷺ نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اس سفر میں انشاء اللہ کئی باغ اور کئی باغیچے لگیں گے، پھر تھوڑی دیر میں دیکھا جیسے حضور ﷺ کے پاس کچھ لوگ بیٹھے ہیں اور آپ ان سے مشورہ اور حساب کتاب کی باتیں کر رہے ہیں، موصوف نے دعا کے وقت یہ بھی عرض کیا تھا کہ حضرت شیخ پر فریقہ کے سفر کا بہت بوجھ ہے، کیونکہ اس کا زور و شور بہت ہو گیا ہے، اس پر حضرت سرور دو عالم ﷺ نے اس پر فرمایا: ”کہ تمہارے یہاں بھی شور ہے اور ہمارا تو سارا عملہ اسی فکر میں لگا ہوا ہے۔ پھر فرمایا: انہیں (حضرت شیخ زید مجدہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) زیادہ بوجھ اپنے اوپر نہیں لینا چاہیے، البتہ دعا ضرور کرتے رہیں۔“ (راقم الحروف کا انتظام سفر بہت آسانی سے ایسی جگہ سے ہو گیا جہاں کا وہم و گمان بھی نہ تھا) (محببتیں، حصہ دوم۔ صفحہ ۴۳ تا ۴۴)۔

۲۸۲۔ ۲۸ جمادی الثانی ۱۴۰۱ھ بمطابق ۲ مئی ۱۹۸۱ء کی شب شنبہ میں صلوٰۃ و سلام عرض کرنے کے بعد حضرت (شیخ الحدیث زید مجدہ) کے لئے دعا کی عرض کی تو دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ تشریف فرما ہیں، سامنے ایک دیگ ہے اور اس میں سفید رنگ کا حلوہ ہے، آپ نے ایک رکابی اس سے بھری اور کسی کو کہیں لے جانے کے لئے دی، پھر موصوف کی جانب دیکھ کر مسکرا کر فرمایا: یہ رکابی حسب معمول انہیں ہی بھجوا رہا ہوں۔ اس کے بعد صوفی اقبال صاحب کے لئے دعا کی درخواست کی، دیکھا جیسے حضور ﷺ کے ہاتھ میں خوبصورت فوجی بوٹ ہے جو اوپر

سے پھاڑا گیا ہے اور اس میں ایک مادہ، جیسے دو انڈوں کی زردی سفیدی ملا کر ڈال رہے ہیں اور اپنی انگلیوں کو اس پر مل رہے ہیں اور ساتھ ساتھ مسکرا کر فرما رہے ہیں: ”پختگی اور پائیداری تو ہے ہی عمدہ چیز، مگر نرمی کے ساتھ ہونی چاہیے“ اور بوٹ کو مروڑ کر دکھایا کہ جو تاپائیدار بھی ہو مگر سخت ہو تو پاؤں پر اچھا نہیں لگتا، کجا انسان اور صوفی، ان میں بھی پختگی اور مضبوطی تو ہونی چاہیے اور جتنی بھی ہو اچھا ہے مگر نرمی کے ساتھ، پھر صوفی صاحب کو وہ بوٹ پہنائے تو وہ نیچے سے خود بخود اونچے ہونے لگے اور ایڑی زمین پر رہی، حضور نبی الثقلمین ﷺ نے مسکرا کر فرمایا: ”اس سے انشاء اللہ ترقی ہوگی۔“ صوفی صاحب نے عرض کیا کہ افریقہ میں رمضان کی نیت کر لی ہے، بقیہ انتظام وغیرہ کی سہولت کے لئے دعا کرائی ہے، دیکھا جیسے سامنے آیت ”ان تنصر اللہ ينصرکم“ نقش ہے اور حضور پر نور ﷺ نے گویا توجہ سے یہ فرمایا کہ ”اس کی فکر سے یہ بالاتر ہیں، اس کا تو اللہ نے وعدہ فرمایا ہوا ہے۔“ پھر موصوف نے ڈاکٹر اسمعیل صاحب کی طرف سے عرض کیا کہ وہ اور ان کے صاحبزادے دونوں ہی حضرت شیخ کے ہمراہ افریقہ و لندن جا رہے ہیں اور پیچھے کوئی ذمہ دار نہیں، دکان وغیرہ کے مسائل ہیں، اس کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں، پہلے تو وہی آیت مذکورہ مع سابقہ تفہیم سامنے آئی، پھر حضور ﷺ نے سنجیدگی و وقار سے فرمایا کہ ”یہ (حضرت شیخ زید مجدہ) دین کے ستون اور حق کی علامت ہیں، ان کی ہر قسم کی خدمت دین کی خدمت ہے اور ان کا قرب و معیت حق کا قرب و معیت ہے۔“

(مجتبئیں، حصہ دوم۔ صفحہ ۳۶ تا ۳۷)

۲۸۳۔ شب جمعرات ۲۶ جمادی الثانی ۱۴۰۱ھ ۱۳۰ اپریل ۱۹۸۱ء ایک بزرگ نے صلوٰۃ و سلام کے بعد دعا کے لئے عرض کیا تو دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ ایک پیالے کا معائنہ فرما رہے ہیں اور بہت اہتمام سے اس میں جو انگور جیسا پھل ہے اس پر دست مبارک پھیر رہے ہیں، پھر فرمایا کہ ”ہم نے رات ان (حضرت شیخ) کو خرید بھیجا تھا اور اس وقت یہ بھجوا رہے ہیں،“ پھر موصوف نے افریقہ کے سفر کے لئے دعا کی عرض کی تو فرمایا: ”جتنی دعا و توجہ زور سے ہوگی، اتنی ہی برکت انشاء اللہ زیادہ ہوگی، اور فرمایا: سفر میں پورے افریقہ کی نیت کریں۔“ تھوڑی دیر بعد محسوس ہوا جیسے حضور اقدس ﷺ حضرت (شیخ زید مجدہ) کی طرف بہت محبت سے دیکھ رہے ہیں کہ اس وقت یہ میرا لاڈلا بیٹا ہے اور لاڈلا بیٹا جب سمجھدار اور باادب بھی ہو، تو پھر کتنا پیارا ہوتا ہے، بہت دیر تک محبت بھرے انداز سے دیکھتے رہے (مجتبئیں، حصہ دوم۔ صفحہ ۳۷)

۲۸۴۔ شب جمعہ ایک بزرگ نے صلوٰۃ و سلام کے بعد حضرت (شیخ الحدیث زید مجدہ) کیلئے دعا کی درخواست کی، خصوصاً افریقہ کے رمضان کے لئے تو دیکھا جیسے کہ اسٹینگر کی مسجد کے

اوپر سے بہت بڑا نورانی شعلہ آگ کی طرح نکلا اور یکا یک دور دور تک اس کے اثرات پھیل گئے اور اس کا اثر جیسے ہر چیز میں محسوس ہو رہا ہے، تھوڑی دیر بعد حضور اقدس ﷺ نے فرمایا (حضرت شیخ کے بارے میں) وجود ہ برکة و مشیہ او ذہابہ رحمة، پھر جیسے حضور ﷺ تشریف فرما ہیں اور آس پاس اور اصحاب بھی ہیں، حضور ﷺ نے ایک گلاس کسی شربت کا موصوف کو عنایت فرمایا اور ایک نہایت خوبصورت جگ پاس رکھا ہے، آپ کچھ پڑھ کر اس پر دم فرماتے جاتے ہیں جیسے یہ جگ حضرت (شیخ الحدیث زید مجدہ) کو ارسال کرنا ہے (مجتبیس، حصہ دوم۔ صفحہ ۴۸)

۲۸۵۔ ایک بزرگ نے اپنا طویل مکاشفہ بیان کیا، جس میں شیخ الحدیث زید مجدہ پر خصوصی انعام و الطاف دیکھے تو ان کے دل میں خیال گذرا کہ حضرت شیخ قطب زماں ہیں۔ اس خیال کے آنے پر حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: ”قطب کیا چیز ہے وہ قطب الاقطاب ہیں۔“ (اسی کو اصطلاح صوفیہ میں غوث مدار بھی کہا جاتا ہے) (مجتبیس، حصہ دوم۔ صفحہ ۴۸)

۲۸۶۔ قطب الاقطاب شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب نے اپنا ایک خواب بیان فرمایا، جسے حضرت ہی کے الفاظ میں درج کرتا ہوں۔ فرمایا: مجھے سید الکوین حضور اقدس ﷺ کی زیارت ہوئی، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نور اللہ مرقدہ حضور ﷺ کے پاس بیٹھے تھے، انہوں نے حضور ﷺ سے شکایت کی کہ زکریا کو حضور ﷺ کی خدمت میں حاضری کا بہت اشتیاق ہو رہا ہے، لیکن میرا جی چاہتا ہے کہ کچھ اور اس سے کام لیا جائے۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: ”ہاں! اس کو یہاں آنے کا اشتیاق تو بہت ہے، مگر میرا بھی یوں ہی جی چاہتا ہے کہ اس سے کچھ اور کام لیا جائے۔“ اس خواب کے بعد میں بہت حیرت میں پڑ گیا کہ میں کسی کام کا نہیں، ساری عمر یوں ہی ضائع کی، اب کیا کام کر لوں گا اور یہ کہ میں کیا حضور ﷺ کی خدمت میں حاضری کا اشتیاق کروں؟ میرا حاضری کا منہ ہی نہیں، مگر کچھ دنوں بعد چچا جان (حضرت مولانا محمد الیاس صاحب دہلوی) کا واقعہ یاد آیا کہ جب چچا جان (حضرت دہلوی) مدینہ منورہ آئے تو ان کا یہاں ٹھہر جانے کا ارادہ ہوا، روضہ اقدس سے اشارہ ہوا کہ ”ہندوستان جاؤ، تم سے کام لینا ہے۔“ چچا جان نے فرمایا کہ میں بہت دنوں تک پریشان رہا کہ بولنا مجھے نہیں آتا، تقریر مجھے نہیں آتی، میں ضعیف کیا کام کروں گا؟ کچھ دنوں کے بعد شیخ الاسلام حضرت سید حسین احمد مدنی کے بڑے بھائی مولانا سید احمد صاحب نے جب انہیں پریشان دیکھا تو کہا اس میں پریشانی کی کیا بات ہے؟ یہ تو نہیں کہا گیا کہ تم کام کرو، بلکہ کہا گیا کہ تم سے کام لیا جائے گا، لینے والا خود لے لے گا۔ اس کے بعد چچا جان کو اطمینان ہوا اور ہندوستان واپس آ کر تبلیغی کام شروع ہوا، جو ماشاء

اللہ خوب چلا (آپ مجدد تبلیغ اور امام تبلیغ کہلائے۔ ۱۳۳۹ھ بمطابق ۱۹۲۱ء سے لے کر آج تک پوری دنیا میں تبلیغی جماعتیں خوب کام کر رہی ہیں)۔ میں نے سوچا کہ یوں نہیں کہا کہ تو کر، بلکہ یوں کہا کہ کام لیا جائے، میں سوچتا رہا کچھ دنوں بعد خیال ہوا کہ ذکر شغل کی لائن ٹوٹ گئی ہے، ہندوستان اور پاکستان کی اکثر خانقاہیں برباد ہو گئی ہیں، اس لیے شاید حضرت گنگوہیؒ کا بھی یہی منشا ہو کہ ذکر شغل ان کی خانقاہ کا اہم مشغلہ تھا اور جب حضرت آنکھوں سے معذور ہو گئے تو تعلیم کی جگہ بھی ذکر شغل نے لے لی تھی، لہذا مجھے ذکر شغل کا اہتمام ہو گیا اور اسی بنا پر اپنے معمولات اور معذوری کے باوجود لندن، پاکستان (اور اب افریقہ) جہاں جہاں بھی خانقاہ قائم کرنے کا وعدہ ہو تو جس حال میں بھی ہوں، پہنچنے کی کوشش کرتا ہوں، اللہ کرے یہ کام اس کے فضل سے کچھ چل جائے اور یہی مراد حضرت کی بھی ہو تو کچھ سرخروئی ہو جائے۔ (”ذکر و اعتکاف کی اہمیت“ مرتبہ جناب صوفی محمد اقبال صاحب مدنی۔ صفحہ ۷ تا ۸)

آج کل ہر دینی شعبے میں انتشار اور فتن کا خوب زور ہے اور تمام خرابیوں کا باعث اخلاص اور تعلق باللہ کی کمی ہے، جس کا واحد علاج ذکر اللہ کی کثرت ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ ”جب اللہ اللہ کرنے والا کوئی نہ رہے گا تو دنیا کو ختم کر دیا جائے گا۔“ تو جس چیز پر سارے عالم کے قیام کا مدار ہو وہ چیز مدارس اور ہر دینی شعبے کی بقا اور ترقی و فلاح کا باعث ہوگی لہذا حضرت شیخ الحدیثؒ کے تمام منتسبین کو خصوصیت سے ذکر کی لائن کے فروغ کی طرف متوجہ ہونا چاہیے (صفحہ ۸)

۲۸۷۔ (تبلیغی جماعت کے ایک مخلص و صالح ہمہ وقت کارکن کارویاً صالح) ایک زاہد و صالح عالم دین حضرت شیخ الحدیث دام مجدہ کو اپنا خواب تحریر کرتے ہیں، جسے اختصار سے بیان کیا جاتا ہے: مواجہہ شریف کے سامنے کھڑا صلوة و سلام پڑھ رہا ہوں کہ ایسا محسوس ہوا کہ اندر سے اعراض فرما رہے ہیں کہ ”یہ کام تو کرتے نہیں ہو۔“ دل میں یہ محسوس ہوا کہ اشارہ دعوت تبلیغ کی طرف ہے، بس یہ محسوس کر کے بندہ رونے لگا، آنسو بہہ رہے ہیں اور عرض کرتا جا رہا ہوں: اب کیا کروں گا، اب کیا کروں گا۔ پھر سورہ نسا کی آیت نمبر ۶۴ (ولوا نھتم..... رحماً) (ترجمہ = اور یہ لوگ جس وقت انہوں نے اپنا برا کیا تھا، اگر آتے تمہارے پاس اور اللہ سے بخشش مانگتے اور اللہ کے رسول بھی ان کے لئے بخشش طلب کرتے، تو اللہ کو معاف کرنے والا اور مہربان پاتے) پڑھ کر کہتا جا رہا ہوں: ”ربی تب علی۔“ فارغ ہو کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلام عرض کرتا ہوں، پردے ہٹ جاتے ہیں اور دیکھتا ہوں کہ حضور اقدس ﷺ جلوہ افروز ہیں، آپ کی بائیں جانب حضرت صدیق اکبر اور دائیں جانب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم تشریف فرما ہیں، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبلہ رخ دوزانو بیٹھے ہاتھ میں تسبیح لئے ذکر فرما

رہے ہیں، محسوس ہوا کہ وہ بھی مجھ سے اعراض فرما رہے ہیں کیونکہ رخ دوسری جانب فرمایا ہوا ہے، پھر اچانک حضور انور ﷺ کھڑے ہو گئے اور رخ مبارک میری جانب فرما کر ارشاد فرمایا: ”تم یہ کام تو کرتے نہیں ہو۔“ بندے نے جلدی سے ادھر حاضر ہو کر گھٹنوں کے بل کھڑے ہو کر دست مبارک کو بوسہ دیا اور عرض کرنے لگا: ”کیا کروں گا حضور، اب کیا کروں گا۔“ پھر حضور اقدس ﷺ نے مجھے ایک تسبیح عنایت فرما کر ارشاد فرمایا: ”لو اس پر پڑھا کرو۔“ بندے نے نہایت مسرت سے وہ لے لی، پھر آپ نے ارشاد فرمایا: ”ہم تم سے کام لیں گے۔“ بندے نے خوشی سے عرض کیا: ضرور! ضرور! حضور (ﷺ) سے دعا کی درخواست ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے تبسم فرماتے ہوئے سر مبارک کو اثبات میں ہلایا اور پھر ارشاد فرمایا: ”ہاں اور تم کو چھوڑیں گے تھوڑے ہی۔“ بندہ نے شاید پھر یہی عرض کیا ”ضرور ضرور“ پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ تسبیح خوشی اور تبسم فرماتے ہوئے مجھ سے لے کر اپنی تسبیح کے ساتھ ملا کر دونوں مبارک تسبیحیں اس سیاہ کار کو تبسم فرماتے ہوئے عنایت کیں تو بندہ ان عطایا کو پا کر خوشی سے جھومنے لگا۔ حضرت والا (حضرت شیخ الحدیثؒ) کے مبارک فیض کی برکت سے میں نے یہ خواب دیکھا ہے (ذکر و اعتکاف کی اہمیت۔ صفحہ ۷۱ تا ۷۲)۔

ذکر بہت اہم ہے، اس کی طرف ضرور توجہ کرنی چاہیے، میرے چچا جان (حضرت مولانا محمد الیاسؒ) اس کی بار بار تاکید فرماتے تھے اور مبلغین کو بھی اس کی تاکید کرتے کہ ذکر ہمارے کام کی روح ہے، بالخصوص تبلیغی احباب کو اس کی طرف توجہ کی ضرورت ہے) (صفحہ ۷۳)۔

ذکر مقدم ہے یا تبلیغ؟ میرا (حضرت شیخ الحدیثؒ کا) جواب ہوتا تھا کھانا مقدم ہے یا پینا؟ تبلیغ بمنزلہ غذا کے ہے اور ذکر بمنزلہ پانی، اگر غذا نہ ہو تو زندہ رہنا مشکل اور پانی نہ پئے تو غذا کا ہضم ہونا مشکل۔ خود چچا جان (حضرت دہلویؒ) کے یہاں ذکر کی تاکید کی جاتی تھی، خاص طور پر تبلیغی احباب کو ذکر کی طرف توجہ کی بہت زیادہ ضرورت ہے، اس لئے کہ ذکر صفائی قلب کے لئے بہت ضروری ہے۔ (”ذکر و اعتکاف کی اہمیت“ صفحہ ۷۵۔ ادارہ اسلامیات، ۱۹۰۔ انارکلی، لاہور) ۲۸۸۔ علامہ یوسف نبہانیؒ فلسطین کے رہنے والے تھے۔ ۱۳۵۲ھ میں وصال فرمایا۔ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ فرماتے ہیں کہ میں ۱۳۵۶ھ میں فلسطین گیا تو وہاں ایک عالم دین سے ملاقات ہوئی، جو علامہ نبہانیؒ کے احباب اور رفقاء میں سے تھے۔ فرمانے لگے کہ نبہانی کے انتقال کے کچھ روز بعد مجھے خواب میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ)! نبہانی ہمارا ساتھی تھا، اس نے آپ کی مدح، تعریف اور فضائل میں بہت سی کتابیں لکھیں، اس کے انتقال کے بعد اس کے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ حضور اقدس ﷺ نے

فرمایا: ”نبہانی تو ہمارا احسان تھا۔“ آپ نے صرف اتنا فرمایا۔ (تذکرہ مولانا محمد ادریس کاندھلوی از محمد میاں صدیقی۔ صفحہ ۱۷۱ تا ۱۷۲)۔ علامہ نبہانی نے قریباً پچاس کتابیں حضور اقدس ﷺ کے بارے میں تالیف فرمائیں اور وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے مقبول بندوں میں سے تھے۔

حضرت کاندھلوی ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۱۷ھ کو بھوپال (بھارت) میں پیدا ہوئے، ویسے وطن آپ کا کاندھلہ (یو۔ پی، بھارت) تھا، ۱۹۵۱ء میں دارالعلوم دیوبند (یو۔ پی، بھارت) سے جہاں آپ شیخ التفسیر تھے، پاکستان تشریف لے آئے اور پھر پورے ۲۳ سال زندگی کے آخری دن ۱۹۷۴ء تک جامعہ اشرفیہ، لاہور سے متعلق رہے، اپنے دور کے جید عالم تھے اور ایک سو کے قریب کتابیں تصنیف و تالیف فرمائیں۔ آپ کو لاہور سے خاص انس تھا اور وہیں دفن ہیں۔

۲۸۹۔ آپ نے اپنا نام عبد اللہ رکھا، گواصل نام محمد اعظم تھا اور اسی نام سے مشہور ہوئے۔ آپ کے دادا اور پردادا سب کامل ولی تھے، جب کتاب و سنت سے شناسائی ہوئی تو فوراً عامل بالحدیث ہو گئے۔ آمین بالجہر اور رفع یدین کھلم کھلا کرنے لگے جس کی وجہ سے بڑی بڑی تکالیف پہنچیں، قیدیں کاٹیں، درے کھائے، جلا وطن ہوئے اور بالآخر غزنی (افغانستان) سے ہجرت کر کے امرتسر آ گئے اور ربیع الاول ۱۲۹۸ھ میں واصل بحق ہو کر یہیں مدفون ہوئے۔ آپ سے ہزار ہا لوگوں نے روحانی فیض پایا اور آپ سے ہزار ہا کرامات صادر ہوئیں۔ مولوی عبدالکریم فیروز پوری نے ایک بار آپ سے پوچھا کہ حضرت کیا آپ کو کبھی آنحضرت ﷺ کی زیارت بھی ہوئی ہے؟ اس پر آپ نے فرمایا: ”عبدالکریم! کیا پوچھتے ہو؟ بخدا اگر کسی ہفتے یہ نعمت عظمیٰ نہ ملے تو میں بے قرار ہو جاتا ہوں، اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ مجھے ہفتے میں ایک بار ضرور آنحضرت ﷺ کی زیارت نصیب ہو جاتی ہے۔“ آپ کے صاحبزادوں میں مولانا عبدالجبار غزنوی بھی صاحب کشف و کرامات تھے، جن سے سینکڑوں تحیر خیز کرامات صادر ہوئیں۔ حضرت مولانا عبداللہ غزنوی قدس سرہ کی اولاد سے علم کا ایسا چشمہ جاری ہوا، جس کی نظیر کسی اور خاندان میں نہیں ملتی (کرامات اہل حدیث مؤلف مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی۔ صفحہ ۲۵۔ اسلامی کتب خانہ، سیالکوٹ)۔

۲۹۰۔ سید شاہ اللہ یار، ساکن بجواڑہ، ضلع ہوشیار پور (مشرقی پنجاب) حضرت شاہ عنایت اللہ قادری کی خدمت میں قادر یہ، چشتیہ و نقشبندیہ سلسلے کے اذکار و اشغال میں مشغول تھے کہ حضرت مرشد حرمین شریفین کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے اور آپ سے کہہ گئے کہ تمہارا باقی نصیب دہلی میں ملے گا۔ حضور اقدس ﷺ نے خواب میں آپ کو حکم دیا کہ ”دہلی میں سید حسن رسول نما کے مدرسے میں چلے جاؤ۔“ اس کے بعد آپ نے دیکھا کہ ایک دریا بہ رہا ہے، جس کے پل کے زینہ پر اس غرض سے اتر آیا کہ وضو کر لوں، دوہان وضو پیر پھسلا اور میں دریا میں گر

گیا، غیب سے ایک شخص نمودار ہوا اور مجھے گھوڑے پر سوار کر کے حضرت مرشد سید حسن رسول نما کے مدرسہ عالیہ میں پہنچا دیا اور وہاں میں تحصیل علم میں مشغول ہو گیا (مناقب الحسن و فوائح العرفان)۔

۲۹۱۔ مقبول الابرار سید شاہ اللہ یار، حضرت شیخ وجیہ الدین شیر سوار کی اولاد سے تھے، جو حضرت امام علی موسی رضا کے پوتے تھے۔ والدہ کی طرف سے رشتہ مخدوم بہاء الدین زکریا ملتانی سے جا ملتا ہے۔ حضرت رسالت مآب ﷺ نے حضرت سید حسن رسول نما سے ارشاد فرمایا کہ ”ایک شخص اللہ یار شاہ عرف قریشی میری اولاد سے تمہارے پاس آئے گا، اس کو اپنے سلسلے کی تعلیم دینا۔“ پس جب آپ تشریف لائے تو برخلاف دوسرے طالب علموں کے ان کے آتے ہی حضرت سید حسن رسول نما نے ان کا وظیفہ مقرر کر دیا اور حضرت رسالت مآب ﷺ کے ارشاد کی تعمیل کی گئی۔ سید شاہ اللہ یار پھٹے پرانے کپڑے پہنتے، لذیذ کھانے بہت کم کھاتے اور شب بیدار تھے۔ دو ہزار مرتبہ اور کبھی اس سے بھی زیادہ نفی اثبات کی ضرب لگاتے اور رات کے آخری پہر میں بڑے ذوق و شوق سے ذکر کیا کرتے تھے۔ حضرت سید حسن رسول نما ان کا ذکر سن کر تے اور خاموش رہتے تھے (مناقب الحسن و فوائح العرفان)

۲۹۲۔ حضرت سید حسن رسول نما فرماتے ہیں کہ ہم نے عمداً سکوت اختیار کیا تھا، کیونکہ سید شاہ اللہ یار کا ذکر جناب نبوی ﷺ میں مقبول ہے۔ مدرسے کے بعض طالب علم اس کے ذکر جہر پر اعتراض کرتے تھے، لیکن یہ اعتراض ہماری مرضی کے خلاف تھا۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس کا یہ فعل ہمارے نزدیک پسندیدہ ہے، اس کو کہہ دو کہ وہ اسی طرح ذکر کیا کرے تاکہ معترضین کی خوب ذلت ہو۔“ (مناقب الحسن و فوائح العرفان) (چراغ معرفت یعنی شجرہ طییبہ قادریہ اللہ یاریہ۔ حسب اجازت جناب محمد عبدالعزیز شرقی۔ صفحہ ۳۰۔ دفتر پیام اسلام، سرور روڈ، ملتان) مناقب الحسن رسول نما و فوائح العرفان کو سید محمد ہاشم بن محمد ناظم حسن حسینی نجفی نے ۱۱۰۴ھ بمطابق ۱۶۸۵ء میں تالیف کیا تھا۔ اصل کتاب فارسی میں تھی، جس کا ۱۹۲۱ء میں اردو ترجمہ لاہور کے نامور وکیل شیخ عمر بخش ہوشیار پوری نے کیا تھا، اب تو یہ بھی نایاب ہے۔ کاش! کوئی ناشر اسے پھر شائع کرے تو بڑی اچھی خدمت ہوگی۔

۲۹۳۔ حضرت شاہ حسینؒ جب مدینہ منورہ پہنچے تو پختہ ارادہ کر لیا کہ بقیہ تمام عمر روضہ رسول ﷺ پر حاضری میں گذرے گی۔ ایک رات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواب میں تشریف لا کر فرمایا: ”اے شاہ حسین! تم اپنے وطن پنجاب واپس جاؤ کہ تم سے لکھو کھا مخلوق فیض یاب ہوگی۔“ آپ نے عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ)! میرا ارادہ آپ کے دربار سے دور ہونے کا نہیں، میری جان اور دل کا سکون آپ کی حضوری ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے دوبارہ ارشاد

فرمایا کہ ”اس میں کمال حکمت پوشیدہ ہے۔“ نیز ارشاد فرمایا کہ ”اگر کسی کامل شخص سے ملاقات کو جی چاہے تو علاقہ کھڑی کھڑیالی، موضع سمواں، علاقہ جہلم میں ہمارے مقربوں میں ایک شخص حافظ محمود ہیں، ان کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف ملاقات حاصل کرو۔“ چنانچہ آپ حسب ارشاد رسول پاک ﷺ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ ہوتے ہوئے اپنے وطن مکان شریف موضع رتھچھتر رونق افروز ہوئے، چند روز بعد شوق ملاقات حافظ محمودؒ غالب ہوا، تاکہ آپ کی زیارت سے آنکھوں کو نور اور دل کو سرور حاصل ہو۔ حافظ صاحب کے پاس پہنچے تو وہ اس زمانے میں اواخر سلوک تجلی صدی سے مشرف تھے اور اس حالت میں سالک کھانے پینے کی حاجت سے بے پروا ہو کر فرشتوں کی صفات سے بہریاب ہو جاتا ہے، جب آپ نے یہ حالت ملاحظہ کی تو فرمایا کہ آپ کو حضور انور ﷺ کی نسبت ترک نہیں کرنی چاہیے اور جبراً منہ کھول کر لقمہ ڈالا، اس طرح ہر روز ایک لقمہ بڑھاتے گئے اور آپ کی کوشش ظاہری و باطنی سے حافظ صاحب کے اندر دوبارہ طعام کی خواہش پیدا ہو گئی اور وہ اس مقام سے ترقی فرما کر اعلیٰ علیین پر فائز ہوئے۔ حضرت شاہ حسینؒ فرماتے ہیں کہ سالک کے لئے یہ مقام آخری ہے اور اکمل درجہ اہل ولایت کا یہاں ختم ہوتا ہے (حیات جاوید مؤلف ملک حسن علی۔ رفیق عام پریس، لاہور)۔

۲۹۳۔ ارشد علی کے والد جناب اختر علی کو آغاز جوانی سے ہی کثرت سے درود شریف پڑھنے کا شوق رہا ہے۔ ۱۹۸۷ء میں عمرے کے بعد آٹھ دن کے لئے مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ تیسرا دن تھا اور نماز فجر کی تیاری کر رہے تھے کہ اچانک بائیں گردے میں شدید درد شروع ہو گیا، جس کی وجہ سے مسجد نبویؐ نہ جاسکے اور اپنے کمرے ہی میں مسجد نبویؐ کے امام صاحب کی اقتدا میں نماز فجر کی نیت باندھ لی، مگر آنکھوں سے آنسو نہ تھمتے تھے، انتہا درجہ رنج و ملال تھا کہ پیارے حبیب ﷺ کے قدموں میں حاضر ہو کر بھی دور ہوں، اسی کرب و پریشانی کے عالم میں نیند آگئی، خواب میں خود کو مسجد نبویؐ میں پایا، جہاں کوئی نماز پڑھ رہا تھا، کوئی تلاوت قرآن پاک میں مشغول تھا اور کوئی روضہ اطہر پر حضور اقدس ﷺ کی خدمت مبارک میں درود و سلام پیش کر رہا تھا، میری آنکھوں سے آنسو رواں تھے کہ اچانک دیکھا ہوں آفتاب و مہتاب سے زیادہ روشن ایک شخصیت میری جانب تشریف لارہی ہے، جس نے آتے ہی مجھے گلے لگالیا اور عرب رواج کے مطابق میری گردن اور ماتھے پر بوسے دیئے اور فرمایا: ”تم مجھ سے ملنے آئے ہو۔“ بس اس کے بعد آنکھ کھل گئی اور جہاں بوسے دیئے تھے، نمایاں اثرات موجود تھے (غیر مطبوعہ) ارشد علی فیروز سنز، راولپنڈی میں ملازم ہیں۔ جناب اختر علی تقریباً ساٹھ سال کے نہایت نیک اور دیندار بزرگ ہیں۔ اس عظیم خواب پر جتنے بھی نازاں ہوں کم ہے۔

سے حضور خواجہ کونین باریاب ہوا
 نگاہ مہر سے یہ ذرہ آفتاب ہوا
 درود نے میری ہر گاہ دست گیری کی
 یہی کلید ہے وہ جس سے فتح باب ہوا
 دل و دماغ منور ہوئے ہدایت سے
 مثال جس کی نہیں ہے وہ انقلاب ہوا
 جو پہنچا بام نبوت پہ انبیاء کا کمال
 تو ذات ختم نبوت کا انتخاب ہوا

۲۹۵۔ خوشاب سے تعلق رکھنے والے عظیم ملک نے ۲۰ رجب ۱۴۱۹ھ بمطابق ۱۰ نومبر

۱۹۹۸ء کو خواب میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت بابرکت کی سعادت حاصل کی۔ یہ خواب ۱۲

فروری ۱۹۹۹ء کے روزنامہ جنگ، راولپنڈی میں شائع ہو چکا ہے۔ اس کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے:-

عظیم ملک کہوٹہ کے ایٹمی پلانٹ میں بیتابانہ افزودہ یورینیم تلاش کر رہا ہے تاکہ اس

کی حفاظت کر سکے، پھر اسے حاصل کر کے برق رفتاری سے تصاویر بھی بنا ڈالیں، مگر تین

امریکیوں (یعنی یہودیوں) کو اپنے تعاقب میں دیکھا تو کمرے میں سے نکل کر تیزی سے مغرب

کی جانب بھاگا، تھوڑی دیر بعد اپنے سامنے تین بزرگوں کو دیکھا۔ فوراً غیب سے آواز آئی کہ

آپ رحمۃ اللعالمین، نبی آخر الزمان حضرت رسول اللہ ﷺ مع اپنے دو ساتھیوں حضرت

صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”متحدہ مسلم افواج کے سربراہ خالد بن ولید ہونگے، میرے مشیر ابو بکر صدیق اور عمر فاروق ہوں

گے اور خالد بن ولید کی رہنمائی علی کریں گے۔“ پھر فرمایا: ”مدینہ کی حدود حرم ہیں میل

ہیں، ہم اس میں کسی کافر کو داخل نہیں ہونے دیں گے۔“ حضور سرکارِ دو عالم ﷺ جنگی لباس

پہنے ہوئے تھے، جب کہ آپ کے دونوں نائبین اجلے سفید لباس میں تھے۔

پابند صوم و صلوة عظیم ملک کا یہ عظیم خواب مجھے جناب ہمایوں ظفر ساکن، اسلام آباد

نے عنایت فرمایا، جس کے لیے میں ان کا شکر گزار ہوں۔ اس خواب کی مفصل تعبیر مصنف و

مؤلف کتاب ہذا کی دو مشہور و معروف کتابوں ”جنگ آرہی ہے“ اور ”دنیا جنگوں کے دہانے پر“

(ناشر = فیروز سنز۔ ۶۰ شاہراہ قائد اعظم، لاہور) میں ملے گی۔

سے ہمارے سب مسائل کا حل اطاعت رب عزوجل

۲۹۶۔ حکیم حنیف اللہ فرماتے ہیں کہ شاہ جی (امیر شریعت حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری)

کی بیماری اس قدر جو پکڑ چکی تھی اور اس کے لئے ایسی قیمتی دواؤں کی ضرورت تھی، جن کا میں متحمل

نہیں ہو سکتا تھا اور شاہ جی سے پیسے مانگنے میں بھی عار تھا، اس فکر میں ایک رات خواب میں حضور

سرور کائنات ﷺ کی زیارت ہوئی تو میں نے دیکھا کہ آپ کے ایک جانب شاہ جی ہیں اور

دوسری جانب ایک برقعہ پوش خاتون بیٹھی ہے۔ پریشانی تھی کہ حضرت خاتم الاعیاء ﷺ کے

کے

دربار میں عورت کون ہو سکتی ہے؟ آخر تعبیر سے پتہ چلا کہ وہ برقعہ پوش خاتون شاہ جی کی بیوی تھیں۔ اس سے میں نے اندازہ لگایا کہ شاہ جی کا خاندان (میاں بیوی) عالی نسب سید ہیں اور مجھے علاج کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اس کے بعد میں نے بلا جھجک شاہ جی کا علاج کیا اور قیمتی سے قیمتی دوائیں استعمال کرائیں (حیات امیر شریعت از جانباز مرزا۔ صفحہ ۴۲۵)۔

۲۹۷۔ ۱۹۶۰ء میں شاہ جی کے معالج حکیم حنیف اللہ نے حج بیت اللہ کا ارادہ کیا۔ شاہ جی کو علم ہوا تو حکیم صاحب سے فرمایا: جب آپ حضور سرور کائنات ﷺ کے روضہ اطہر پر حاضر ہوں تو میرا سلام عرض کریں اور میری صحت کے لئے دعا کی درخواست کریں۔ یہ سن کر حکیم صاحب خاموش رہے۔ انہی دنوں شاہ جی نے حکیم صاحب کے والد حکیم عطا اللہ خان صاحب سے اس بات کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا: شاہ جی گذشتہ دنوں میں نے آپ کی یہ درخواست حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کی خدمت میں پیش کر دی ہے، ہوا یوں کہ مجھے حضور اقدس ﷺ کی زیارت بابرکت کا شرف حاصل ہوا، آپ کے گرد ایک حلقے میں لوگ بیٹھے ہیں اور میں بھی اس میں شامل ہوں، میں نے حضور انور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: سید عطا اللہ شاہ بخاری کی صحت کیلئے دعا فرمائیں، مگر آپ نے دعا کے لئے ہاتھ نہیں اٹھائے، بلکہ ایک کاغذ کی طرف اشارہ کیا جس پر لفظ ”صحت“ لکھا تھا۔ یہ سن کر شاہ جی بہت خوش ہوئے اور حکیم حنیف اللہ سے کہا کہ آپ نے تو حامی بھری نہیں، مگر بڑے حکیم صاحب نے یہ کام کر دیا۔

اس خواب کی یہ تعبیر نہیں جو شاہ جی سمجھے ہیں بلکہ یہ ہے کہ شاہ جی کو روحانی صحت ہو گی یعنی ان کے وصال کا وقت قریب آ گیا ہے، لیکن مصلحتاً شاہ جی کو یہ تعبیر بتائی نہیں گئی (حیات امیر شریعت صفحہ ۴۴۳ تا ۴۴۴)۔ ایسا ہی ہوا اور ۲۱ اگست ۱۹۶۱ء شام ۶ بج کر ۵۵ منٹ پر ملتان میں آپ کا وصال ہو گیا (انا للہ وانا الیہ راجعون)۔

۲۹۸۔ ”درس قرآن“ کے مؤلف جناب مولانا محمد احمد (ادارہ اشاعت القرآن۔ اے۔ ۷۴۲ بلاک ایچ، شمالی ناظم آباد، کراچی) کا آخری خط میرے (مؤلف/مصنف کتاب ہذا کے) پاس ۱۲ ذیقعدہ ۱۴۱۹ھ بمطابق یکم مارچ ۱۹۹۹ء کو آیا تھا اور اس کے ایک ماہ بعد بمر ۹۴ سال کراچی میں آپ کا وصال ہو گیا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)۔ لکھتے ہیں:

احقر کی تالیف ”درس قرآن“ کے متعلق کراچی کے مفتی رشید احمد نے مخالفت کا ایک طوفان کھڑا کر دیا اور فتویٰ دیا کہ اس کتاب کا شائع کرنا، پڑھنا، گھر میں رکھنا اور اس کے مؤلف کو مولانا کہنا جائز نہیں، بلکہ حرام اور بہت سخت گناہ ہے۔ معراج شریف کے موقع پر ایک مرتبہ مدینہ منورہ حاضر ہوا اور رورو کر میں نے حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں ان اذیتوں کا ذکر کیا

جو مفتی رشید احمد نے احقر، احقر کے گھر والوں اور احقر کے محبتین و مخلصین کو پہنچائی تھیں، جواب میں دو لفظ میرے سینے میں آئے اور اس طرح کہ میرا سینہ بالکل سرد اور سن تھا، وہ دو لفظ ”عفو و درگزر“ تھے، یہ میرے لئے بڑا شرف اور عزت تھی، لہذا میں نے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ عفو و درگزر ہی سے کام لوں گا، چنانچہ احقر نے حتی الامکان مفتی رشید احمد کی حکایت و شکایت سے زبان و قلم کو روک رکھا اور حکیم الامت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانویؒ کی وصیت کے موافق اپنے وصیت نامے میں تحریر کر دیا کہ اللہ پاک میری وجہ سے کسی کی گرفت نہ فرمائے (غیر مطبوعہ)۔

اب دنیا کے اکثر ممالک میں جہاں اردو دان موجود ہیں ”درس قرآن“ طلب کیا جا رہا ہے۔ سعودی عرب کی دینی تنظیم رابطہ عالم الاسلامی، مکہ معظمہ نے اسے منظور کر لیا اور الحمد للہ عرب ممالک میں اسے طلب کیا جا رہا ہے، جہاں کوئی تفسیر یا قرآن مجید رابطہ عالم الاسلامی کی منظوری کے بغیر نہیں جاسکتا۔

۲۹۹۔ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی تحریر فرماتے ہیں کہ میں حضرت مولانا عبدالرحمن بن احمد شریف صاحب حیدرآبادی سے بخوبی واقف ہوں۔ مولانا علوم دینی و اسلامی کے فاضل ہیں۔ جنوبی ہند کے دینی و علمی حلقوں میں آپ کی پیش بہا خدمات رہی ہیں۔ حضرت مولانا عبدالرحمن نے انومبر ۱۹۹۱ء کو جدہ سے مولانا محمد احمد صاحب کو تحریر فرماتے ہیں کہ محترم جناب قرار احمد نے اطلاع دی ہے کہ فتنہ سرد پڑ گیا ہے اور مکمل سکوت ہے، اللہ کرے ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو جائے۔ مزید لکھتے ہیں کہ میری ایک کم سن لڑکی جسے کئی بار نبی کریم ﷺ کی منامی زیارت ہوتی رہی ہے، نے خواب دیکھا کہ بہت بڑا مجمع ہے، اُسے بتایا گیا کہ یہ سب صحابہ اکرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں، درمیان میں حضرت نبی کریم ﷺ تشریف فرما ہیں اور آپ کے سامنے حضرت امام ابوحنیفہؒ کھڑے ہیں، چند حضرات حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کاغذات پیش کر رہے ہیں، جنہیں آپ بغور ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ کچھ دیر بعد فرمایا ”رشید احمد غلط ہیں“ یا یہ فرمایا ”ٹھیک نہیں ہیں“ (لڑکی نے کہا غالباً دونوں لفظ فرمائے) اس کے بعد مجمع برخاست ہو گیا، میری یہ کم سن لڑکی آٹھ دس سال کی عمر سے نبی کریم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہو رہی ہے، یہ اس پر اللہ کا فضل عظیم ہے، یہ لڑکی مفتی رشید احمد صاحب سے واقف ضرور ہے، لیکن ان کے حالات سے قطعاً ناواقف ہے، اس کو تو یہ بھی معلوم نہیں کہ مفتی کیا ہوتا ہے؟ پھر یہ ان کی ”دعوت فکر“ والی مکروہ تحریک سے بھی واقف نہیں، نہ میں نے یا اس کی ماں نے کبھی ایسا کوئی تذکرہ کیا، خاص طور پر میرے مکتوبات اربعہ کا بھی اُسے علم نہیں، اس کو یہ خواب ٹھیک اس کے دوسرے دن پیش آیا، جب میں نے اپنا چوتھا مکتوب بنام ”ائمہ مساجد پاکستان“ آپ کی خدمت میں روانہ کیا تھا، یہ

عجیب بات ہے کہ دوسری ہی رات ہمیں بشارت مل گئی، بچی نے خالی الذہن اپنی ماں سے یہ خواب بیان کیا، اس کی ماں کو بھی میرے چوتھے اور آخری مکتوب کا علم نہ تھا، تیسرے دن ایک ضمنی بات چیت میں اہلیہ نے بچی کا یہ خواب سنایا اور تعبیر دریافت کی۔

خواب بالکل واضح ہے اور تعبیر کی ضرورت نہیں، خواب خود حقیقت ہے بلکہ اپنی ذات میں خود تعبیر ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو مبارک کرے کہ عظیم بشارت ہے، سرکارِ دو عالم ﷺ کے دربارِ عالی سے فیصلہ صادر ہو گیا ہے، انشاء اللہ آپ حق پر قائم رہیں گے اور خاتمہ بالخیر نصیب ہوگا (غیر مطبوعہ)۔

۳۰۰۔ جناب زاہد محمود سلطان، راولپنڈی سے لکھتے ہیں کہ مجھے کئی مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت نصیب ہو چکی ہے۔ آپ نے بار بار فرمایا کہ مسلمانوں پر جو جو تکالیف آرہی ہیں اس کی بڑی وجہ بے ادبی ہے۔ جاہل اور نادان لوگ اخباروں اور رسالوں وغیرہ پر آیات قرآنی اور احادیث مبارکہ لکھ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے اسمائے مبارکہ لکھتے ہیں، جس سے ان مبارک ناموں کی بے ادبی ہوتی ہے، کیونکہ لوگ ان اخباروں وغیرہ کو پڑھ کر پھینک دیتے ہیں، کوڑے کے ڈھیروں اور گندے نالوں میں ایسے صفحات پڑے نظر آتے ہیں (نعوذ باللہ، معاذ اللہ)، پھر سرکارِ دو عالم ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ ”تم فلاں جگہ جا کر دیکھو کہ وہاں بے ادبی ہو رہی ہے۔“ جب میں نیند سے بیدار ہو کر اس مقام پر گیا تو اللہ کی قسم! گنبد خضرا اور مسجد نبویؐ کی تصاویر اور قرآنی آیات و احادیث مبارکہ وہاں گندگی کے ڈھیر پر پڑی تھیں۔ افسوس صد افسوس۔ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”ابو جہل جاہلوں کا باپ تھا، اگر اس کا نام بھی کسی کاغذ پر لکھا دیکھو تو اسے بھی زمین پر سے اٹھا لو۔“

پیارے بھائیو آپ سے التماس ہے کہ پیارے آقا ﷺ اور اللہ عزوجل کی خاطر جہاں کہیں بھی کوئی اخبار یا رسالہ زمین پر پڑا نظر آئے، اسے اٹھا کر محفوظ جگہ پر رکھ دیں، جلا کر شہید کر دیں، دریا میں بہادیں یا زمین میں دفن کر دیں (غیر مطبوعہ)۔

۳۰۱۔ درس قرآن والے مولانا محمد احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ۶ دسمبر ۱۹۸۶ء کو میں اپنی جامع مسجد الفلاح، کراچی میں فجر کی اذان کے وقت پہنچ گیا، تنہا تھا کہ ایک صالح، عابد و زاہد، نہایت تتبع سنت اور متشرع نوجوان جنہیں میں ایک نمازی کی حیثیت سے جانتا تھا، میرے پاس آ کر کہنے لگے کہ میں نے رات کو خواب دیکھا، جس میں مجھے حضور اقدس ﷺ کی زیارت ہوئی ہے۔ نوجوان چہرے اور آواز سے کچھ پریشان اور متفکر نظر آتے تھے۔ میرے دریافت کرنے پر کہ کیا خواب دیکھا ہے؟ کہنے لگے کہ تقریباً چار بچے شب زیارت نصیب ہوئی، مجھے

حضور انور ﷺ کا چہرہ مبارک غمگین نظر آیا تو میں نے عرض کیا کہ حضور ﷺ کا چہرہ غمگین معلوم ہوتا ہے۔ جواباً آپ نے فرمایا: ”ہاں۔“ میں نے پھر عرض کیا کہ حضور ﷺ غمگین ہیں؟ پھر جواب میں آپ نے فرمایا: ”ہاں۔“ پھر میں نے حضور ﷺ سے غم کی وجہ پوچھی تو آپ ایک طرف کو جانے لگے، میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے چلنے لگا، تھوڑی دور چل کر حضور اقدس ﷺ کھڑے ہو گئے اور میری جانب متوجہ ہو کر فرمایا: ”اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر عتاب (عذاب) کا فیصلہ فرما چکا ہے۔“ اس وقت آپ کے آنسو بہ رہے تھے، یہ سن کر میں بھی رونے لگا، پھر حضور اکرم ﷺ نے دست مبارک دعا کے لئے اٹھائے اور فرمایا کہ ”اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو عافیت عطا فرمائے۔“ (غیر مطبوعہ)

میں نے نوجوان کی بابت کسی سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ قریب ہی ایک کلیٹ میں رہتے ہیں۔ کالج میں پڑھتے تھے مگر کالج چھوڑ کر اب عالم دین بننے کے لئے نیوٹاؤن کے مدرسہ الاسلامیہ میں داخلہ لے لیا ہے۔

دسمبر ۱۹۷۱ء میں سقوط مشرقی پاکستان (اب بنگلہ دیش) میں جو کچھ ہوا، وہ قہر الہی تھا اور اللہ تعالیٰ نے ہماری بد اعمالیوں کی سزا کے طور پر نفاق کا مرض ہم پر مسلط کر دیا تھا، جس کے باعث مسلمانوں نے ایک دوسرے کو لاکھوں کی تعداد میں نہایت بیدردی سے قتل کیا تھا۔

اسی زمانے میں لاہور کے قاری محمد اشرف صاحب نے خواب دیکھا تھا جسے ماہنامہ بینات، کراچی اور دوسرے بہت سے رسائل و اخبارات، ماہنامہ ”الہادی“ (کراچی) پندرہ روزہ ”وفاق“ (کراچی) وغیرہ نے شائع کیا تھا۔ سیرت النبی بعد از وصال النبی، جلد اول میں ۱۶۸ نمبر کا خواب یہی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ”تم مجھے ان باتوں کے ترک کر دینے کی ضمانت دو، میں تمہیں دنیا و آخرت کی بھلائی کی ضمانت اور دشمن پر غلبہ کی بشارت دیتا ہوں، لیکن اگر تم اب بھی ایسا کرنے کے لئے تیار نہیں ہو تو خوب یاد رکھو عنقریب ایک سخت ترین عذاب بصورت نفاق آنے والا ہے، جس سے تم کو اللہ کے سوا کوئی نہیں بچا سکتا۔“ (العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ)۔

اس کے بعد حضور (ﷺ) نے سورہ انفال کی آیت نمبر ۲۵ تلاوت فرمائی:۔ (ترجمہ) ”اور اس فتنے سے ڈرو جو خصوصیت سے ان ہی لوگوں پر واقع نہ ہو گا جو تم میں گنہگار ہیں اور جان رکھو کہ اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔“ اس آیت کے سنتے ہی سب لوگوں پر گریہ طاری ہو گیا، ہم رو رہے تھے اور حضرت رسول اللہ ﷺ بار بار سورہ نور کی آیت نمبر ۳۱ دہرا رہے تھے: (ترجمہ) ”اے مسلمانو! تم سب اللہ کے سامنے توبہ کرو، تاکہ فلاح پاؤ۔“

۳۰۲۔ ۲۴ صفر ۱۳۹۳ھ بمطابق ۱۹۷۳ء کو ”پاکستان کے موجودہ حالات سے متعلق بشارت

وہدایت“ کے تحت حضرت مولانا مفتی محمد شفیع (مفتی اعظم پاکستان) فرماتے ہیں:

میرے جانے پہچانے ایک صالحہ بزرگ مقیم مکہ مکرمہ کو حال ہی میں خواب میں حضرت رسول مقبول ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی، جس میں آنحضرت ﷺ نے پاکستانی مسلمانوں کو یہ تسلی دی کہ وہ مایوس و پریشان نہ ہوں، اللہ تعالیٰ کی رحمت پھر پاکستان کی طرف متوجہ ہو رہی ہے، مگر ضرورت اس کی ہے کہ اب پھر از سر نو اپنے آپ کو اس رحمت و نعمت کا مستحق ثابت کریں جس کی صورت صاحب خواب کے الفاظ میں یہ ہے:

(۱) پانچ وقت کی نمازوں کا اہتمام کریں، جو نہیں پڑھتے ان کو حکمت اور نرمی سے فہمائش کر کے نماز کا پابند بنانے کی کوشش کریں (۲) ہر مسلمان مرد و عورت روزانہ جتنا ہو سکے قرآن مجید تلاوت کرے، خواہ معنی سمجھے یا نہ سمجھے تلاوت کا ناغہ نہ کرے (۳) درود شریف کی کثرت جتنی ہو سکے، ہر شخص اختیار کرے (۴) نیک نمازی لوگ اپنے آپ کو بھی گنہگاروں میں شامل سمجھ کر اپنے اور سب گنہگار مسلمانوں کے لئے توبہ و استغفار اور دعا کریں، اگر عربی کے الفاظ یاد نہ ہوں تو ان الفاظ میں اردو ہی میں دعا کر لیا کریں:

(۱) اے اللہ! ہماری خطاؤں اور گناہوں سے درگزر فرما اور ہمیں دنیا و آخرت کے ہر عذاب سے بچالے۔

(۲) اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے، اگر تو ہماری مغفرت نہ فرمادے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم تباہ و برباد ہو جائیں گے۔

(۳) اے اللہ! ہمارے گناہوں کو اور ہماری زیادتیوں کو جو ہم نے اپنے کاموں میں کی ہیں معاف فرمادے اور دین پر ہمارے قدم جمادے اور کفار کے مقابلے پر ہماری مدد فرما۔

(۴) یا اللہ! ہم سب آپ سے مدد مانگتے ہیں اور آپ سے مغفرت چاہتے ہیں اور آپ پر ایمان لاتے ہیں۔

(۵) یا اللہ! ہمارے اور سب مومن مردوں، مومن عورتوں اور سب مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کو معاف فرما، ان سب کے دلوں میں ایمان اور حکمت پیوست فرما دے انہیں اپنے رسول ﷺ کی سنت و ملت پر ثابت قدم رکھ، انہیں اس نعمت کا شکر ادا کرنے کی توفیق دے جو تو نے ان پر مبذول فرمائی ہے، اور یہ کہ وہ اس عہد کو پورا کریں جو انہوں نے تجھ سے کیا ہے اور اپنے اور ان کے دشمنوں کے مقابلے میں ان کی مدد فرما۔ اے تجھے معبود! تو پاک ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ (ضرورت ہے کہ ہر طبقے کے مسلمان مرد و عورت مذکورہ اعمال اور دعاؤں کا خاص اہتمام کریں)۔

۳۰۳۔ ”مسلمانوں کے لئے ایک اہم انتباہ“ از افادات عارف باللہ حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحی عارفی قدس سرہ:

(مجلس بروز جمعہ بعد نماز عصر مورخہ ۲۰ ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ) آج چوتھا روز ہے کہ شام کو لائڈھی سے پشاور کی طرف کے کچھ لوگ مجھ سے ملنے آئے، متکلم نے اشارہ کر کے کہا کہ یہ جو بڑے میاں بیٹھے ہیں انہوں نے کچھ خواب دیکھے ہیں جن کی تعبیر لینے آئے ہیں۔ کہنے لگے: میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ کے پاس تفسیر پڑھنے جا رہا ہوں، انہوں نے فرمایا: بھائی! ہم پشتو میں تو پڑھائیں گے نہیں، تفسیر پڑھا دینگے اور تمہاری سمجھ میں آجائے گی۔ اتنے میں پیچھے سے ایک آواز آئی: ”دیکھو، مسلمانوں سے کہہ دو کہ بیدار ہو جائیں، اللہ کا قہر نازل ہونے والا ہے جس سے کوئی نہ بچے گا، اللہ کا قہر نازل ہونے والا ہے مسلمانوں سے کہہ دو سنبھل جائیں، کہہ دو مسلمانوں سے، اعلان کر دو کہ گناہوں کو ترک کریں اور توبہ واستغفار کریں۔“

جنہوں نے خواب دیکھا تھا سیدھے سادھے آدمی تھے۔ دو ایک آدمیوں سے اس خواب کا ذکر کر دیا۔ دوسری رات پھر حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ”تم نے ہمارا اعلان لوگوں سے کیوں نہیں کہا؟ تم نے لوگوں تک ہمارا پیغام کیوں نہیں پہنچایا کہ لوگوں میں طغیان اور عصیان بڑھ گیا ہے، اللہ کا قہر متوجہ ہونے والا ہے، بیدار ہو جاؤ، جلد توبہ کرو، استغفار کرو، گناہوں کو ترک کرو، سب مسلمان توبہ واستغفار کریں اور گناہوں کو ترک کریں۔“

بیدار ہو کر کچھ لوگوں ہی سے انہوں نے اپنے اس خواب کا ذکر کیا۔ اس کے بعد تیسری رات پھر انہیں حضور سرور کائنات ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ نے فرمایا: ”تم نے لوگوں سے کیوں نہیں کہا؟ لوگوں سے علی الاعلان کہو کہ قہر الہی متوجہ ہونے والا ہے، لوگ تائب ہو جائیں، اپنے اپنے گناہوں کو چھوڑ دیں، توبہ واستغفار کریں ورنہ اللہ کا قہر متوجہ ہو جائے گا۔“

صاحب خواب نے مسلسل تین راتیں یہ خواب دیکھے اور مجھ سے کہا کہ ان کی تعبیر بتائیے۔ اس پر میں نے ان سے کہا میں ان کی کیا تعبیر بتاؤں؟ تعبیر تو صاف ظاہر ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا رحم اور شان کرم ہے کہ اپنے نبی الرحمت ﷺ کے ذریعے یہ اعلان کروادیا۔ اسی طرح کے خواب اور چند حضرات نے بھی دیکھے جن سے ان خوابوں کی تائید ہوتی ہے، یہ معمولی بات نہیں بلکہ نہایت ضروری اور اہم اعلان ہے، گناہوں کی کثرت پر قہر الہی متوجہ ہوتا ہے، اس سے پناہ مانگو (ناشر = بیگم عائشہ بوانی وقف۔ پوسٹ بکس ۸۷۸، کراچی نمبر ۲)۔

۳۰۴۔ ”انتباہ خصوصی“ یعنی حضور اکرم ﷺ کے ایک فرمان گرامی کا ترجمہ اور تشریح جو خواب میں ارشاد فرمایا گیا، از افادات عارف باللہ حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحی صدیقی قدس

سرہ خلیفہ خاص حضرت حکیم الامت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ العزیز مولف / مصنف کتاب ہذا اس مضمون کا خلاصہ پیش کرتا ہے:

کوٹ جاتی، ڈیرہ اسماعیل خان کے مولوی محمد قاسم صاحب عالم اور حافظ تھے، جن کا حال ہی میں انتقال ہو گیا۔ بہت عرصہ قبل کراچی کی ایک مسجد میں پیش امام تھے، انہیں اکثر حضور اقدس ﷺ کی زیارت مبارکہ خواب میں نصیب ہوتی تھی اور کیسا ہی طویل خواب ہو، اس کے ایک ایک جزو کو بغیر کسی سہو و نسیان کے قلمبند کر لیا کرتے تھے، آپ ڈاکٹر مولانا عبدالحیؒ کے مخلص احباب میں سے تھے، اپنے وطن سے ڈاکٹر صاحب کو ایک طویل خواب لکھ کر بھیجا، جو مختصر الفاظ میں کچھ اس طرح ہے:

خواب میں دیکھا کہ بہت سے علماء و صلحاء اور اپنے سلسلے کے اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ ڈاکٹر مولانا عبدالحی صاحبؒ کے مکان پر تشریف لا رہے ہیں، کچھ دیر بعد جناب امام الانبیاء سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ ﷺ مع خلفائے اربعہ و دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی تشریف لے آئے اور مکان کے احاطہ پر گھاس کے میدان میں اس جگہ تشریف فرما ہو گئے، جہاں جمعہ کے دن بعد نماز عصر ڈاکٹر صاحبؒ کی مجلس ہوتی ہے، کوئی سٹیج یا تخت نہیں مگر پورا مجمع حضور پر نور ﷺ کے دیدار پر انوار سے مشرف ہو رہا ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے پہلے عربی میں خطبہ ارشاد فرمایا اور پھر قرآن مجید کی آیات تلاوت فرمائیں، ہر آیت کے بعد عربی میں تشریح فرمائی، جس کا اردو میں حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ ترجمہ کرتے جاتے تھے اور حضور انور ﷺ کے حسب الحکم ڈاکٹر عبدالحی صاحبؒ اس کو قلمبند کرتے جاتے تھے تا آنکہ وہ ایک کتابچہ بن گیا۔ جو آیات حضور اقدس ﷺ نے تلاوت فرمائیں، وہ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۸۵ (ترجمہ) اور جو شخص اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کو طلب کرے گا تو وہ اس سے مقبول نہ ہوگا اور وہ آخرت میں تباہ کاروں میں سے ہوگا۔
(۲) سورہ آل عمران آیت نمبر ۸۳ (ترجمہ) کیا یہ (کافر) اللہ کے دین کے سوا کسی اور دین کے طالب ہیں، حالانکہ سب اہل آسمان و زمین خوشی یا زبردستی، اللہ کے فرماں بردار ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

(۳) سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۹ (ترجمہ) بلاشبہ دین اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہی ہے اور اہل کتاب نے جو اختلاف کیا تو ایسی حالت کے بعد کہ ان کو دلیل پہنچ چکی تھی، آپس کی ضد سے کیا اور جو شخص اللہ کے احکام کا انکار کرے گا تو بلاشبہ اللہ بہت جلد اس کا حساب لینے والا ہے۔

(۴) سورۃ النساء آیت نمبر ۵۹ (ترجمہ) اے ایمان والو! تم اللہ کا کہنا مانو اور رسول کا اور تم میں جو صاحب حکومت ہیں ان کا بھی، پھر اگر کسی امر میں باہم اختلاف کرنے لگو تو اس امر میں اللہ اور رسول کی طرف رجوع کرو، اگر تم اللہ اور یوم قیامت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ امور سب سے بہتر ہیں اور ان کا انجام خوش تر ہے۔

اس کے بعد حضور انور ﷺ نے دو احادیث بیان فرمائیں:

(۱) (ترجمہ) یہ بات سن لو کہ بہترین کلام اللہ کی کتاب ہے اور بہترین طریقہ (راستہ) اور طرز عمل محمد (ﷺ) کا طریقہ اور طرز عمل ہے۔ بدترین چیز نو ایجاد بدعتیں ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے (مسلم شریف)۔

(۲) (ترجمہ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پہلے کہہ کہ میں اللہ پر ایمان لایا اور پھر اس بات پر جم جا (مسلم شریف)۔

اس کے بعد صاحب خواب لکھتے ہیں کہ جو کچھ آپ (مولانا ڈاکٹر عبدالحی) نے تحریر کیا تھا وہ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ نے اسے ملاحظہ فرمانے کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے فرما دیا، جنہوں نے باقی خلفاء اور صحابہ اکرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دکھا کر حضرت مولانا تھانوی قدس سرہ کو دے دیا، جنہوں نے مجمع کو مخاطب کر کے فرمایا کہ یہ مسودہ حضور انور ﷺ کے فرمان گرامی کا ترجمہ اور تشریح ہے، جس کی اشاعت بھی ہماری طرف سے ڈاکٹر محمد عبدالحی صاحب ہی کریں گے۔ حضرت مولانا محمد ڈاکٹر عبدالحی نے اقتال امر میں یہ مضمون بصورت کتابچہ ہزار رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ کے بعد پیش کر کے اپنا فرض ادا کر دیا۔ الحمد للہ (ناشر = مکتبہ زکریا۔ چاندنی چوک، سٹیڈیم روڈ، کراچی)۔

۳۰۵۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک ایسی جگہ ہوں، جہاں بہت سے راستے ہیں اور اس کے بعد تمام راستے ختم ہو گئے، صرف ایک پگڈنڈی رہ گئی اور میں اس پر چلا یہاں تک کہ ایک پہاڑ پر پہنچا، وہاں حضور اقدس ﷺ تھے اور آپ کے پہلو کے قریب حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، حضور انور ﷺ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اشارہ کر رہے تھے کہ آ جاؤ، تو میں نے کہا: انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ کی قسم! امیر المومنین کی وفات ہو گئی۔ میرے دل میں آیا کہ میں اس بات کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھوں، مگر پھر میں نے مناسب نہیں سمجھا کہ خود انہیں ان کی خبر مرگ دوں (اخرج ابن سعد جلد ۳۔ صفحہ ۳۲۲)۔

۳۰۶۔ کثیر بن صلت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ جس روز حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شہید کئے گئے، اس روز وہ سوئے اور بیدار ہونے کے بعد فرمایا کہ اگر تم یہ نہ کہو کہ عثمانؓ فتنے کی تمنا کرتا ہے تو میں تم سے بیان کروں۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا کہ آپ بیان کیجئے، ہم ان میں سے نہیں کہ اس طرح کہیں جیسے کہ لوگ کہتے ہیں، تو آپ نے فرمایا کہ میں نے ابھی خواب میں حضرت رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ”تو ہمارے ساتھ جمعہ کی نماز میں حاضر ہو گا۔“ ایک روایت میں ہے کہ وہ جمعے ہی کا دن تھا (اخراج الحاکم جلد ۳ صفحہ ۹۹)۔

۳۰۷۔ مسلم ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے، جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام تھے، بیان کیا کہ حضرت عثمانؓ نے بیس مملوک غلام آزاد کئے، پاجامہ منگا کر پہنا، جبکہ اس سے پہلے زمانہ اسلام اور زمانہ جاہلیت میں پاجامہ نہیں پہناتا تھا اور فرمایا کہ آنحضرت ﷺ اور حضرات ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو میں نے گذشتہ رات خواب میں دیکھا ہے، ان حضرات نے مجھ سے کہا کہ تم صبر کرو، تم ہمارے پاس آنے والی رات میں روزہ افطار کرو گے، اس کے بعد قرآن مجید منگوا کر اسے کھول کر اپنے سامنے رکھا اور اسی حالت میں شہید کر دیئے گئے (قال ابوشامی جلد ۷ صفحہ ۲۳۲)۔

۳۰۸۔ ابوصالح سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا تو میں نے آپ کی امت کی شکایت کی کہ مجھے جھٹلاتے اور تکلیف پہنچاتے ہیں اور میں رو دیا، تو حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ ”اے علی! امت رو اور دیکھ۔ میں نے جو التفات کیا تو دو آدمی بندھے ہوئے تھے اور ایک بڑا پتھر ان دونوں کا سر پھوڑ رہا تھا، یہاں تک کہ ان کا سر پھٹ جاتا اور پھر جڑ جاتا تھا۔ راوی کہتے ہیں: میں علی الصبح حضرت علیؓ کے پاس گیا جیسے کہ ہر روز ان کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا، میں قصائیوں کے محلے میں لوگوں سے ملا تو انہوں نے بتایا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کر دیئے گئے ہیں (کذافی المنتخب جلد ۵ صفحہ ۶۱) (حیاء الصحابہ جلد سوم صفحہ ۷۷۲۔ تالیف مولانا محمد یوسف کاندھلوی۔ ایچ۔ ایم سعید کمپنی، کراچی)۔

۳۰۹۔ مشرق وسطیٰ کے اخبارات میں ایک ایمان افروز خبر شائع ہوئی تھی جسے روزنامہ نوائے وقت نے ۱۳ صفر ۱۴۱۹ھ بمطابق ۹ جون ۱۹۹۸ء کو شائع کیا تھا:

محمد ادریس سات سال کا بچہ اریئیریا (افریقہ) کا کم سن شہری ہے۔ اسے ایک رات حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت بابرکت کا شرف حاصل ہوا، بیدار ہوا تو اسے پورا قرآن مجید مکمل طور پر حفظ ہو چکا تھا، نہ صرف یہ بلکہ اریئیرین زبان میں تحریر و تقریر پر کامل دسترس حاصل ہو چکی تھی۔ اس بچے کی غیر معمولی صلاحیتیں دیکھ کر اہل عقل و خرد انگشت بدنداں ہیں۔ گورنر مکہ مکرمہ شہزادہ ماجد بن عبدالعزیز سے اس کی ملاقات کی خبر بھی شائع ہوئی تھی۔ (روزنامہ جنگ، لاہور۔ مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۹۹۸ء)۔ یہ بچہ سعودیہ میں مزید تعلیم حاصل کرنے کا خواہش مند

ہے۔ لوگ یقیناً اسے عجوبہ کہیں گے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ ہمارے پیارے نبی پاک ﷺ کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے، جن کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

۳۱۰۔ ہندوؤں کی کتابوں میں حضور اقدس ﷺ کی تشریف آوری کے سلسلے میں آج بھی بہت سی بشارات موجود ہیں:

- (۱) اتھروید میں لکھا ہے: (ترجمہ) پیدا کرنے والا کون ہے عظمت والے رسول محمد (ﷺ) کا..... اللہ۔
- (۲) رگھوید کے منتر میں نام احمد علیہ السلام اور یجر وید کے منتر میں نام محمد (ﷺ) موجود ہے۔
- (۳) ان کہی عبارت جو ہندوؤں میں مشہور ہے اور جس کو ننانواں بھی کہتے ہیں۔ (ترجمہ) یعنی لا الہ گناہ دور کرنے والی چیز ہے، الا اللہ سے بہت بڑے درجے ملتے ہیں، اگر تم جنت میں ہمیشہ رہنا چاہتے ہو تو محمد (ﷺ) کے نام کا وظیفہ کیا کرو یعنی آپ پر درود و سلام بھیجا کرو۔
- (۴) چھٹی کانڈ بارھویں اسکند پوتھی راسنگ رام میں جو بیاس جی نے لکھی ہے، اس کے بھاشا زبان کے ترجمے میں گوشائیں تلسی داس جی نے حاشیے کے اوپر یوں لکھا ہے، جس کا اردو میں ترجمہ پیش کرتا ہوں:

یہاں میں آپ کی طرفداری میں کچھ نہ کہوں گا
جو وید پر ان میں لکھا ہے وہی سچ کہوں گا
یعنی برس دس ہزار تک رسالت تمام ہوگی
بعد کو یہ مرتبہ کوئی نہیں پاسکتا (یعنی رسالت ختم ہوگی)
دیس عرب میں ایک خوشنما ستارہ ہوگا
اچھی شان کی زمین ہوگی
انہونی بات (یعنی معجزات) ان سے ظہور میں آئیں گے
ولی اللہ قاسم کہا جاوے گا
صدی بکر ماجیت کی سمندروں کی تعداد کے مطابق (یعنی ساتویں صدی میں پیدا
ہوگا، کیونکہ سات سمندر ہیں)
نہایت اندھیری رات میں مثل چار آفتاب کے چمکے گا
بادشاہی کے قاعدے کے موافق باوقار انداز میں خلق و محبت ظاہر کرے گا
اور اپنا مذہب سب کو سمجھا دے گا
اس کے چار خلیفہ ہوں گے
ان سے نسل بہت بڑھے گی

اس دین کے جاری رہے تک جو اللہ تک پہنچنا چاہے گا
بغیر ذریعہ محمد (ﷺ) کے پار نہ ہوگا

تب ایک مرد کامل پیدا ہوگا
امام مہدی کہیں گے اس کو سب جہان والے
بعد ان کے ولایت نہیں ہوگی
تلسی داس یہ بات سچ کچھ کہتا ہے

(۵) بابا گرو نانک کی نصیحت:

پہلا نام خدا کا اور دوجا نام رسولؐ تیرا کلمہ پڑھ لے نازکا جو درگہ پویں قبول
(ترجمہ) پہلا نام خدا کا دوسرا نام رسولؐ کا تیسرا کلمہ پڑھ لے نازکا تاکہ اللہ کی درگاہ میں قبول ہو جائے۔
(۶) گوشائیں تلسی داس کی نصیحت:

کاشی پرست یاد ہن تیر تھ نکام بیکٹھہ باس نپائی بنا محمد نام
(ترجمہ) کاشی پہاڑ پاؤں تیر تھ کے لئے سب بے کار، بغیر محمد ﷺ کا نام لئے جنت میں جگہ
نہیں مل سکتی۔

(۷) گرو کبیر داس کی نصیحت:

لالہ کا تانا الا اللہ کا بانا داس کبیر بن کو بیٹھا الجھاسوت پرانا
حضور اقدس ﷺ کے لیے اور بہت سی بشارتیں اور شہادتیں دنیا کے ہر مذہب کی کتابوں میں
آج تک موجود ہیں، جن سے غیر مسلم رہبری حاصل کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ:
آسمانی شہادتیں:

۶ شعبان ۱۳۲۵ھ م ۸ فروری ۱۹۲۷ء	بمقام جبل پور (بھارت)
۲۲ شعبان ۱۳۲۶ھ م ۱۵ فروری ۱۹۲۸ء	بمقام آگرہ (بھارت)
۲۶ رمضان ۱۳۲۶ھ م ۱۹ مارچ ۱۹۲۸ء	بمقام پرتاب گڑھ (بھارت)
۱۰ ذی الحجہ ۱۳۲۶ھ م ۳۱ مئی ۱۹۲۸ء	بمقام فرید پور (ضلع بریلی، بھارت)
۹ محرم ۱۳۳۷ھ م ۲۸ جون ۱۹۲۸ء	بمقام امرتسر (بھارت)

مذکورہ بالا تمام مقامات پر ان تاریخوں میں آسمان پر بخط نور، نام نامی، اسم گرامی جناب
محبوب کبریا محمد رسول اللہ ﷺ جلوہ گر ہوا، جسے ایک عالم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا، مشاہدہ کیا،
پھر یہ خبریں اخبارات و اشتہارات کے ذریعے خوب شائع ہوئیں اور ان شہادتوں کو دیکھ کر بے شمار
غیر مسلم مسلمان ہوئے۔ اس زمانے کا اخبار ”سیاست“ اور ”مسلم گزٹ“ نکالے اور پھر فرمائیے

کہ اس سے زیادہ کیا تصدیق آپ (ﷺ) کی نبوت کی ہو سکتی ہے؟
شجری شہادت:

رائے سینا (نئی دہلی، بھارت) میں ایک بڑے پتھر کو جب تراشا گیا تو درمیان میں نام نامی جناب رسول معظم محمد رسول اللہ ﷺ نہایت صاف اور نورانی خط میں لکھا ہوا پایا گیا۔ اس زمانے میں اسمبلی کی عمارت زیر تعمیر تھی، لہذا اس پتھر کو اس عمارت میں نہ لگایا گیا بلکہ عجائب خانے میں داخل کر دیا گیا تھا۔ ایسے اور بھی بہت سے واقعات ہیں۔
شجری شہادت:

جمادی الثانی ۱۳۴۰ھ مئی ۱۹۲۱ء کو بمقام ٹنڈو سائب داد خان (ضلع حیدر آباد، سندھ) مولوی محمد حسن صاحب کے مکان میں پہلو کے درخت پر موسم خزاں کے بعد جس قدر پتے آئے ان سب پر جناب روحی فداہ رحمت عالم محمد رسول اللہ ﷺ کا اسم مبارک نہایت نورانی خط سے لکھا ہوا تھا، اسی طرح دیگر اضلاع سندھ میں درختوں کے پتوں پر نام نامی جناب سید الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ اس سن میں قدرتی خط سے لکھا ہوا ظاہر ہوا۔

تاریخ انسانی گواہ ہے کہ کلمہ طیبہ، آیات قرآنی، اسمائے الہی اور حضور اکرم ﷺ کا اسم گرامی مختلف چیزوں پر قدرتی طور پر لکھا ہوا ملتا رہا ہے، کوئی باہمت فروامت اگر اس پر تحقیق کرے تو پی ایچ ڈی کے لئے ضخیم مقالہ تیار ہو سکتا ہے۔ طوالت کے پیش نظر اسلام کی حقانیت کے اس پہلو کو یہیں ختم کرتا ہوں۔

سہ کاش ہر موئے من زباں گرو در شائے تو یا رسول اللہ ﷺ

۳۱۱۔ جناب ڈاکٹر نصیر احمد ناصر (ایم اے، ڈی لٹ) سابق وائس چانسلر، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور (پاکستان) ”حسن تفسیر“ لکھنے کی علت غائی بیان کرتے ہوئے اپنی زندگی کا یہ احسن و مبارک اور اہم ترین و ناقابل فراموش واقعہ تحریر فرماتے ہیں:

”۱۹۴۳ء کی وہ کتنی حسین و مبارک شب منور تھی، جس میں ایک جمالیاتی لمحہ وقوع پذیر ہوا کہ جس نے میری زندگی کی کایا پلٹ دی، قلب میں شمع آرزو فروزاں کر دی اور مجھے مخلص تلمیذ القرآن بنا دیا۔ وہ شب حسین میرے لئے نوید حیات جاودانی اور پیام ”دوست“ لے کر آئی تھی، طالع میرا بیدار ہوا، میں محو خواب تھا، کیا دیکھتا ہوں کہ لاہور کی شاہی مسجد جیسی لیکن اس سے کہیں زیادہ جمیل و جلیل اور وسیع و عریض مسجد ہے۔ اس کا حوض صحن کے بجائے ڈیوڑھی میں ہے، حوض کے قریب قبلہ رخ کھڑا تھا کہ دفعتاً ایک برقی حسن لہرائی اور میں یہ دیکھ کر حیرت زدہ ہو گیا کہ میرے ہادی و مسیحا حضرت محمد ﷺ دالان مسجد کے آخری بائیں دروازے میں

جلوہ افروز ہوئے، آپ کا سراپا پیکر جمال و جلال، نظریں شعلہ بارِ حسن و نور اور چہرہ مبارک چندے آفتاب و چندے ماہتاب تھا، اس مشاہدہ حسن و نور نے میرے قلب و نظر کو مسحور کر دیا۔ اس عالم حیرت و مستی میں تھا کہ آپ نے اپنے گریبان مبارک سے دستِ منیر نکالا اور مجھے دکھایا۔ دست مبارک کیا تھا؟ حسن و نور کا آفتاب بے مثال تھا، جس کی حریف بشر کی نظر ہو سکتی تھی نہ ہوئی، میں سچ سچ شہید نظارہ ہو گیا، برق حسن و نور قلب و جاں پر گری اور مار کر مجھے امریا زندہ جاوید کر گئی، یہ موت نہ تھی بلکہ تمہید تھی حیات جاوید کی، یہ موت ایسی شہادت تھی جس کے عوض صد ہزار بار بھی جان دنیا بٹنے تو اہل آرزو دریغ نہ کریں اور اس سودے کو سرمہ مفت نظر سمجھیں، مجھے یاد ہے کہ میں تیور اکرفرش زمین پر گرا، پھر چراغوں میں روشنی نہ رہی، اس ”عالم شہادت“ میں تھا کہ ایک حسین و جاں آفریں آواز سے میرے اندر کی دنیا صبح حیاتِ نو سے منور ہو گئی۔ روح نے سنا:

”اٹھ ناصر! تفسیر کبیر پڑھ! اٹھ ناصر! تفسیر کبیر لکھ! اٹھ ناصر! تفسیر کبیر لکھ!“

یہ آواز تھی کہ صدائے ”کن فیکون“ تھی، اس نے مجھے زندہ و بیدار کر دیا، عالم خواب ہی میں دیکھتا ہوں کہ حضور پر نور ﷺ کے پائے مبارک میں پڑا ہوں، آنکھ کھلی تو زندگی کی سحر ہو چکی تھی۔ صلوٰۃ الفجر کی اذان کے حسین و روح پرور بول کانوں میں رس گھولنے اور قلب کو زندہ و بیدار کرنے لگے، یہ میرا پہلا تجربہ تھا، خوش نصیبی کی انتہا کیا ہو سکتی تھی کہ میں ایک نظر میں محبوب کبریا ﷺ کا منظور نظر، زندہ جاوید اور قرآنِ عظیم کی تفسیر کبیر لکھنے پر مامور ہو چکا تھا۔ مجھے یقین کامل تھا کہ جو کچھ دیکھا اور سنا ہے، جس حسین و غیر معمولی تجربے سے گذرا تھا اس کی یاد سے میرا قلب و نفس عجیب و غریب عالم کیف و سرور میں تھا، پیکر جمال و جلال ﷺ کی دید، آپ کے ید بیضا کا مشاہدہ، شہید نظارہ ہونے کا تجربہ، پھر نشاۃ ثانیہ کی ارزانی اور تفسیر کبیر لکھنے پر ماموریت اس قدر عظیم و حسین نعمتیں تھیں کہ ان کا کبھی تصور تک نہیں کر سکتا تھا، دن بھر صہبائے مسرت کے نشے میں سرشار رہا اور آج تک ہوں، شہید نظارہ ہونے کی آرزو جو پہلے تھی سواب بھی ہے، دن ایک سرور انگیز عالم اضطراب میں گذرا، رات آئی تو وہی ناظورہ شب دوش تھی، وہی اس کے نظارے تھے، میں پھر اس تجربے سے گذرا، شہید نظارہ ہوا، دوبارہ زندہ ہوا اور تفسیر کبیر لکھنے پر مامور ہوا۔

بیدار ہوا تو کل کی طرح اذان کے حسین و جانفزا بول گلشن حیات میں بارانِ رحمت برسا رہے تھے، میرے حواس کی بیداری میرے قلب کی بیداری بھی تھی، اپنے الہ جمیل و رب ذوالجلال و لا کرام کے فیضان بے پایاں سے یہ رازِ حقیقت منکشف ہو چکا تھا کہ مفسر قرآن بننے

کے لئے مخلص تلمیذ القرآن بنانا گزیر ہے، جس کے لئے سرکاری ملازمت سے سبکدوش ہو جانے کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا، پس بلا خوف و خطر مستعفی ہو گیا اور ایک سچے اور مخلص طالب علم کی طرح قرآن حکیم کا تلمیذ بن گیا اور اسے اپنا ہادی و مرشد بنا لیا، راہ حق میں قدم رکھا تو امتحان و قافا شروع ہو گیا، یکے بعد دیگر شکیب زبا امتحان آتے رہے اور میں ”دوست“ کی نظر کرم سے کامیاب گذرنا رہا اور یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے، قرآن مجید شاہد ہے کہ رہ نور دان عشق کا امتحان و فالینا سنت الہی ہے، یہ واقعیت ہر وقت دل میں حوصلہ اور حوصلے میں توانائی پیدا کرتی رہتی تھی کہ جس رب رحمن نے اپنے پیغمبر اعظم و آخر صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے مجھے اپنے حسن کلام آخر کی ”تفسیر کبیر“ لکھنے پر مامور کیا ہے، اس کی نصرت و ہدایت سے یقیناً اس عظیم ذمے داری سے عہدہ بر آہو جاؤں گا۔“

ڈاکٹر صاحب کی یہ تفسیر بینظیر ”حسن تفسیر“ کے نام سے فیروز سنز، لاہور شائع سے شائع ہو چکی ہے۔ اپریل ۱۹۹۷ء میں لاہور میں ڈاکٹر صاحب وفات پا گئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ میں اس تفسیر کے لیے جناب سعید احمد، راولپنڈی کا ممنون ہوں۔

۳۱۲۔ بہزاد صاحب کے مجموعہ کلام ”کرم بالائے کرم“ میں ان کے دوسرے حج کا ذکر ہے کہ کس طرح غیب سے سامان ہوتا چلا گیا، جو میں (مصنف کتاب ہذا) نے ان ہی کے الفاظ میں اس کتاب کے پانچویں حصہ میں ۳۱۳ نمبر پر شامل کر دیا ہے، پہلے حج کا مفصل تذکرہ آپ کے مجموعہ کلام ”نغمہ روح“ میں ہے، کوشش بسیار کے باوجود مجھے یہ اُس وقت نہ مل سکا تھا۔ اب کراچی سے جناب نصیر احمد صدیقی (اسلام آباد) نے لا کر دیا ہے۔ ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اختصار سے اسے اس حصے میں شامل کر رہا ہوں۔

بہزاد صاحب ۳۰ سال سے اختلاج قلب کے مریض ہیں، روز مرہ کی زندگی میں بھی کسی ہمراہی کے بغیر کہیں آجا نہیں سکتے، ریڈیو پاکستان سے بس اتنا ہی معاوضہ ملتا ہے کہ گذر بسر کر لیں۔ صاحب جائیداد نہیں، ایسا بے بس اور بے مایہ انسان ایسے لمبے اور پرہنگام سفر کا تصور بھی نہیں کر سکتا مگر ہر مسلمان کی طرح دل میں آرزو ہے کہ اپنی جبین عقیدت اس روضہ اقدس کے سامنے جھکا دے جو کون و مکان کا مقصود ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جب ان کا کرم ہوتا ہے تو بگڑی بن جاتی ہے۔ ان حالات کے باوجود کرم ہو گیا۔ سندھ کے ایک زمیندار، نورانی صورت کے یہ رئیس بہزاد صاحب کے پاس ریڈیو سٹیشن پہنچے اور فرمایا: بہزاد صاحب! میرا جی چاہتا ہے کہ آپ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو آئیں اور ساتھ ہی حج بھی کر لیں، آپ اپنے گھر میں سے بھی کسی کو اپنے ہمراہ لے جائیں، میں اخراجات آپ کی خدمت میں نذر کر دوں گا،

یہ کام میں اللہ کے واسطے کر رہا ہوں، آپ پر کوئی احسان نہیں۔ یہ کہہ کر وہ چلے گئے (نام ظاہر کرنے کی اجازت نہیں)، پھر حج کے لئے درخواستیں طلب کی گئیں اور ان بزرگ کو چار سو روپے کا چیک ملا۔ درخواست داخل کرنے کے بعد بہزاد صاحب نے جو نعت نشر کی اس کا مطلع ہے:

سے اے صل علی حسرت و ارمانِ مدینہ خالق نے کیا غیب سے سامانِ مدینہ

اب فکر تھی کہ کوئی ہمراہی نہیں، سو بہزاد صاحب نے یہ التجائیہ نعت ریڈیو سٹیشن سے نشر کی:

سے اللہ کرم شہِ ذیشانِ مدینہ دل ہی میں نہ رہ جائے یہ ارمانِ مدینہ

اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد مولوی سید محمد سہیل نقشبندی چشتی کو میرے پاس بھیج دیا جو میرے پرانے دوست اور ہم مذاق بزرگ ہیں، وہ بھی متمنی زیارت تھے، لہذا ان سندھی بزرگ نے دو ہزار روپے کا ایک اور چیک بھیج دیا، بحری جہاز تھا اور ڈیک کی بجائے سیکنڈ کلاس کے لئے ایک ہزار روپے کی کمی تھی جو حضرت بہزاد کی گھڑ و بزرگ بیگم نے پوری کر دی (اس زمانے میں حج اتنی ہی رقم میں ہو جاتا تھا۔ ۱۹۴۸ء میں پاکستانیوں نے پہلا حج کیا تھا جو ایک ہزار روپے سے بھی کم میں ہو گیا تھا)، غرض سمندری راستے سے ۲۰ جون ۱۹۵۷ء کو حج اور زیارتِ روضہ رسول ﷺ کی نیت سے روانگی ہوئی، حج کے بعد تقریباً ایک ماہ مکہ مکرمہ میں رہے، مدینہ شریف پہنچے تو جدہ اور مکہ شریف کی طرح یہاں پر بھی قدم قدم پر قدردان خدمت کے لئے بچھے جاتے تھے، جاتے ہی روضہ اطہر پر نہایت ہلکی آواز میں اپنے آقا ﷺ کے حضور وہ سلام پیش کیا، جو مکہ مکرمہ میں قلمبند کیا تھا:

سے سلام اے شاہِ شاہاں جانِ جاناں روحِ ایمانی سلام اے خاتمِ پیغمبراں محبوبِ ربّانی

اس شیفتہ رسول ﷺ کی ہر دو مقدس مقامات پر جو پذیرائی ہوئی، وہ نعمہ روح میں پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ ۱۸ اگست ۱۹۵۷ء کو جدہ سے واپسی ہوئی اور وہی سندھی بزرگ جنہوں نے

حضرت بہزاد کو رخصت کیا تھا، نے اب الحاج حضرت بہزاد لکھنویؒ کا اپنی کوٹھی پر استقبال کیا،

بڑی محبت سے بہت دیر وہاں کے واقعات سنتے رہے اور آخر میں فرمایا: بہزاد صاحب! آپ

انٹرنیشنل پاسپورٹ بنوائیں اور بغداد شریف، کربلائے معلیٰ اور نجف اشرف کی بھی زیارت کر لیں۔

بہزاد صاحب نے کہا: بہت خوب، اور نگاہ آسمان کی طرف کی تو دل کہہ رہا تھا: باری

تعالیٰ! تیرے کرم کا کہاں تک شکر ادا ہو سکتا ہے۔ اس شعر پر میں اس بیان کو ختم کرتا ہوں:

سے زندگی تھی بڑے قرینے سے ہو کے کیوں آگئے مدینے سے

۳۱۳۔ قیام پاکستان سے بہت پہلے حکیم الامت، مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

نے اپنے ایک رسالے ”حفظ الایمان“ کے اندر علم غیب کی بابت ایک ایسا جملہ لکھ دیا تھا جس پر

ہر صحیح الفکر مسلمان نے اعتراض کیا تھا، پس مجروح قلوب پر مرہم کی خاطر مولانا تھانویؒ نے ۱۳۲۹ھ میں رسالہ ”بسط النبان“ تحریر فرمایا مگر اس کا خاطر خواہ اثر نہ ہوا۔ کچھ عرصے کے بعد حضرت تھانویؒ حیدر آباد دکن تشریف لے گئے، جہاں اس زمانے میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے خلف الرشید حضرت مولانا حافظ محمد احمد چیف جسٹس تھے۔ حافظ صاحب کے مکان پر علماء کا اجتماع تھا اور حضرت تھانویؒ بھی موجود تھے اور پیر صاحب حضرت سید محمد بغدادی حیدر آبادیؒ بھی مدعو تھے۔ ان کی خدمت میں رسالہ ”حفظ الایمان“ پیش کیا گیا جس میں اس جملے کو پڑھ کر آپ نے فرمایا کہ اس عبارت سے تو بوائے کفر آتی ہے اور خلاف فتویٰ دیا۔ چند روز بعد حضرت بغدادیؒ نے حضرت رسول مقبول ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ کے ”حفظ الایمان“ کی وہ عبارت رد کرنے اور اس کو افتح کہنے پر اظہار خوشی فرما رہے ہیں اور فرمایا: ”ہم تم سے خوش ہوئے، تم کیا چاہتے ہو؟“ آپ نے عرض کیا کہ میری تمنا ہے کہ اپنی باقی عمر مدینہ منورہ میں بسر کروں اور وہاں کی مٹی میں دفن ہوں۔ آپ کی درخواست منظور ہو گئی۔ اس کے بعد آپ مدینہ منورہ ہجرت کر گئے اور دس سال وہاں مقیم رہ کر ۱۳۵۴ھ میں وہیں وصال فرمایا۔ قدس اللہ سرہ۔

حضرت سید محمد بغدادیؒ کے فتویٰ کے بعد ۱۸ صفر ۱۳۴۲ھ کو حضرت تھانویؒ نے رسالہ ”تغیر العنوان فی بعض عبارات حفظ الایمان“ لکھا اور اس فتیح عبارت کا کلی طور پر خاتمہ کر دیا اور صراحت کے ساتھ لکھ دیا کہ ”اس طرح بدلتا ہوں“ اور ”اس طرح پڑھا جائے۔“ (یہ مضمون کتاب ”مقامات خیر“ از مولانا حضرت شاہ زید ابوالحسن فاروقی مجددی۔ حضرت شاہ ابوالخیر اکاڈمی دہلی نمبر ۶ (بھارت) طبع اول ۱۳۹۲ھ کے صفحات ۲۵۲-۲۵۳ اور ۶۱۶ پر تحریر شدہ عبارات سے تیار کیا گیا ہے)۔ ”حفظ الایمان“ شائع کرنے والے اداروں کا اب شرعی اور اخلاقی فرض ہے کہ وہ اس عبارت کو اس رسالے میں شائع کرنا بند کر دیں، کیونکہ حضرت تھانویؒ اس سے رجوع فرما کر بری الذمہ ہو چکے ہیں۔ قرآنی تصریحات کے مطابق عالم الغیب صرف اللہ ہی کی ذات ہے، جس کا علم ذاتی ہے عطائی یا اطلاعی نہیں۔ اس کا علم ماضی، حال اور مستقبل کی قید سے بالاتر ہے۔ وہ ازل میں بھی عالم الغیب ہے اور ابد میں بھی۔ حضرت رسول اللہ ﷺ کا قرآنی زبان میں یہ فرمانا:-

و لو كنت اعلم الغیب لقوم یومنون O (سورہ الاعراف۔ آیت

۱۸۸)۔ (ترجمہ) ”اگر میں عالم الغیب ہوتا تو خیر کثیر جمع کر لیتا اور مجھے برائی نہ چھو سکتی۔ میں تو صرف ایک ڈرانے والا اور بشارت سنانے والا ہوں، ایمان والوں کے لئے۔“ یہ آیت قیامت تک اعلان کرتی رہے گی کہ حضرت رسول مقبول ﷺ عالم الغیب نہیں ہیں۔ رسالت کی ایسی تعظیم جس میں حق تعالیٰ کی توہین کا پہلو نکلتا ہو تو یاد رکھیے اس سے رسالت کی توہین پہلے ہو جاتی

ہے، پس سید الاولین و الآخرین ﷺ کے ہر مداح اور عاشق کو ایسی تعظیم سے اجتناب کرنا چاہیے۔ آیات قرآنی کی ایسی تاویلات پیش کرنا جو میزان فکر و عقل اور قرطاس علم و نقل پر کسی صورت پوری نہ اتر سکیں اور جن میں صرف ناخواندہ مسلمانوں کے لئے سامان کشش ہو اس سے بھی پرہیز کی ضرورت ہے۔ یہود و نصاریٰ کی حق سے برگشتگی کا باعث یہی بنا کہ انہوں نے اللہ کی صفات بندوں میں اور بندوں کی صفات اللہ میں تسلیم کر لینے کی بنیادی غلطی کی، جس نے انہیں توحید کی صراط مستقیم سے ہٹا کر شرک کی پرپیچ وادیوں میں پہنچا دیا، جہاں وہ آج تک بھٹک رہے ہیں۔ کوئی بھی شخص، کسی بھی جہت سے سید البشر، افضل الموجودات حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کی ہمسری و برابری کا دعویٰ نہیں کر سکتا اور نہ آپ کی علمی خصوصیات میں کوئی آپ کا شریک و سہم ہو سکتا ہے۔ آپ ہی کو علم کا معجزہ یعنی قرآن مجید عطا کیا گیا اور اس لئے آپ ہی علوم بشریہ کے منتہا اور خاتم بنائے گئے۔ آپ ہی خاتم العلوم و الکلمات، اعلم الخلاق اور اکمل المخلوقات ہیں۔ مراتب نبوت اور کمالات رسالت آپ پر ختم ہو چکے ہیں۔ ہر نبی کے ساتھ ایک ایک کمال مخصوص ہے یعنی ہر نبی تو ”کلمہ رب“ ہے جب کہ حضور انور ﷺ جامع کمالات انبیاء ہیں، جامع کمالات یعنی آپ ”کلمات رب“ ہیں، کلمات الرب ناقابل رقم ہیں، ضبط تحریر میں نہیں لائے جاسکتے پس حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی تعریف کرنا محال اور ناممکن ہے۔ ازل سے ابد تک کے انسان اور خلاق مل کر بھی آپ کی تعریف و توصیف اور صفات کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ بے شک اللہ قادر ہے اور وہ کر سکتا ہے۔ محبوب رب العالمین ﷺ کی اس قدر وقیع اور شاندار تعریف کے باوصف قرآن حکیم نے علم غیب کے خاصہ رب ذوالجلال ہونے کے بارے میں حصر کے ساتھ علی الاطلاق یہ اعلان کر دیا ہے:-

فقل انما الغیب للہ (سورہ یونس۔ آیت ۲۰)

(ترجمہ) آپ فرمادیجئے کہ غیب کی خبر صرف اللہ کو ہے۔

قل لا یعلم من فی السموات و الارض الغیب الا اللہ (سورہ النحل۔ آیت ۶۵)

(ترجمہ) آپ کہہ دیجئے کہ جتنی مخلوقات آسمانوں اور زمین (یعنی عالم) میں موجود ہیں (ان میں سے) کوئی بھی غیب کی بات نہیں جانتا بجز اللہ کے۔

(علم غیب پر یہ کسی عالم کا مضمون ہے جو شامل کیا جا رہا ہے)۔

سے مولای صل وسلم دائماً ابداً علی حبیبک خیر المخلوق کلہم

☆--- تمت بالخیر ---☆

marfat.com

Marfat.com

قطعاتِ بے بہا

جناب محمد عبدالمجید صدیقی صاحب کی کتاب مستطاب ”سیرت النبی ﷺ بعد از وصال النبی ﷺ“ کی مختلف جلدیں اور دوسری کتب پڑھ کر فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، راولپنڈی برانچ کے سعید احمد صاحب اس قدر متاثر ہوئے کہ انھوں نے دل کی گہرائیوں سے اپنے جذبات کی ترجمانی ان اشعار میں کی ہے، جنھیں پڑھ کر آپ بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکیں گے۔ ملاحظہ فرمائیے اور داد دیجئے:

اے صدیقی۔ اے صدیقی

(جناب محمد عبدالمجید صدیقی ایڈووکیٹ مدظلہ العالی)

دلِ مُسلم میں عشقِ نبی ﷺ کو فروزاں کر دیا
عظمتِ رسالت کو سب ہی پہ عیاں کر دیا
مقامِ مصطفیٰ ﷺ نے کتنوں کو حیراں کر دیا
اے صدیقی امت پہ تو نے اک احساں کر دیا

شانِ حبیبِ پاک ﷺ کی اک ہمیں جھلک دکھا دی
تو نے قلوب میں شمعِ عشقِ نبی ﷺ جلا دی
آرزوئے زیارتِ حضور ﷺ کی لو لگا دی
سوئی ہوئی کتنوں کی تو نے قسمت جگا دی

واللہ کیا انوکھی سیرت ہے یہ سیرت النبی ﷺ
عظمتِ رسول ﷺ کی شہادت ہے یہ سیرت النبی ﷺ
بیانِ حق و پیامِ صداقت ہے یہ سیرت النبی ﷺ
سالکوں کے لیے شمعِ ہدایت ہے یہ سیرت النبی ﷺ

واہ کیا مبارک ہے یہ موضوع زیارتِ نبی ﷺ کا
کیسا دل افروز ہے اندازِ رحمتِ نبی ﷺ کا
اُمت یہ کس قدر احساں ہے اس نسبتِ نبی ﷺ کا
حیاتِ اگنئی ﷺ پہ ایماں ہے اس اُمتِ نبی ﷺ کا

تیرے کام سے سب مکاتب نے ہے فیض پایا
عشقِ رسولِ پاک ﷺ فرقوں کو قریب لے آیا
اتحادِ امت کا تو نے ہے اک دیپ جلایا
اپنے علم سے کتنوں کو ہے آئینہ دکھایا

عظمتوں والا ہے بہت انوکھا یہ کام تیرا
سیرت نگاروں میں ہے اک منفرد مقام تیرا
زمانہ بھلا نہ سکے گا کبھی بھی نام تیرا
رضائے ربِ کریم ہو بس انعام تیرا

تیرا کام خوابِ غفلت سے مسلم کو جگاتا ہے
اغیار کی چالوں کا ہمیں پتہ بتلاتا ہے
مستقبل کی ایک تصویر ہم سب کو دکھاتا ہے
غلبہٴ اسلام کی جانفزا نوید سناتا ہے

رقصاں تیرے آنگن میں سدا بہارِ چمن رہے
رحمتِ الہی تجھ پہ ہمیشہ سایہٴ گلن رہے
اپنے مقاصد کی تکمیل میں تا عمر گلن رہے
خدمتِ اسلام کی تیری تروتازہ گلن رہے

تیرے چاہنے والوں کا تجھے سلام اے صدیقی
 ہو نصیب کام کو تیرے شہرتِ دوام اے صدیقی
 رہیں دور تجھ سے دو جہاں کے آلام اے صدیقی
 نذرانہء سعید ہے یہ تیرے نام اے صدیقی

سعید احمد
 فیروز سنز، راولپنڈی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ایک شاہکار تعزیتی خط

جب حضرت معاذ بن جبلؓ کے صاحبزادے فوت ہوئے تو حضرت رسول اللہ ﷺ نے انہیں اس مضمون کا ایک تعزیتی خط بھیجا تھا:-

اللہ رحمان ورحیم کے نام سے اس خط کا آغاز کرتا ہوں۔ اللہ کے رسول محمد (ﷺ) کی طرف سے معاذ بن جبل کے نام۔ تم پر سلامتی ہو، میں تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی حمد لکھ کر بھیجتا ہوں، اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

اما بعد، اللہ تعالیٰ تمہارے اجر میں اضافہ فرمائے اور تمہارے دل میں صبر جاگزیں کرے اور مجھے بھی اور تمہیں بھی شکر کی توفیق عطا فرمائے۔ بلاشبہ ہماری جانیں، ہمارے اموال، گھریاں اور ہماری اولاد یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہیں۔ یہ سب عطیات عارضی طور پر ہماری تحویل میں دیئے گئے ہیں۔ ہم ان سے ایک مقررہ مدت تک فائدہ اٹھاتے ہیں پھر اس مقررہ مدت کے بعد اللہ عزوجل ان کو واپس لے لیتا ہے، جب وہ ہمیں ان عطیات سے نوازے تو ہم پر اس کا شکر واجب ہے اور جب آزمائش میں ڈالے تو اس وقت صبر لازم ہے۔

تمہارا فرزند بھی اللہ تعالیٰ کا ایک عطیہ تھا، جو تمہیں بلا مشقت حاصل ہوا اور یہ اس کی ایک امانت تھی جو تمہارے سپرد کی گئی تھی۔ اس نے تمہیں خوشحالی اور مسرت میں فائدہ اٹھانے کا موقع دیا، پھر اس نے تم سے اپنی امانت واپس لے لی اور اس کے بدلے میں اجر کثیر عطا کیا۔ تم پر اس کی رحمتیں ہوں اگر تم نے اس کے اجر کی توقع رکھی۔ اب صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا کہ کہیں تمہاری اس ذرا سی دیر کی بے صبری سے تمہارا اجر ضائع ہو جائے اور پھر تم پچھتاؤ۔ یاد رکھو کہ تمہاری بے صبری سے وہ لڑکا واپس نہیں آسکتا اور نہ تمہارا رنج و الم ہی اس طرح دور ہو سکتا ہے، جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا۔ والسلام۔ (رواۃ الحاکم وابن مردویہ)۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آئیے ڈاڑھی رکھیں

ڈاڑھی رکھنا یہ مانا ہے مشکل مگر

روز محشر یہ آقا نے پوچھا اگر

میری صورت میں کیا نقص آیا نظر

کیا کہو گے جو ابنا بتاؤ وہاں

سپاہی، فوجی، وکیل، جج وغیرہ سب اپنے مخصوص لباس اور حلیے سے فوراً پہچان لئے

جاتے ہیں۔ ڈاڑھی مسلمان کی پہچان ہے، جبکہ کلین شیو ہونا غیر مسلمین کا شعار ہے۔ زندگی کا کیا

بھروسہ؟ کل کس نے دیکھا ہے اور ویسے بھی نیک کام میں انتظار کیسا!

منجانب

آپ کا بہی خواہ

محمد عبدالمجید صدیقی

جناب محمد عبدالمجید صدیقی نے ”سیرت النبی بعد از وصال النبی“ مرتب کر کے ایک نہایت ہی مبارک کام سرانجام دیا ہے۔ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے فوراً بعد ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ جہت نگاہوں کے سامنے آگئی تھی۔ صحابہ کرامؓ، تابعینؓ و تبع تابعینؓ، بعد کے صلحاء، اتقیا، علماء اور مجاہدین اسلام الغرض تمام اہل بصیرت پر یہ حقیقت اچھی طرح منکشف ہوتی چلی گئی کہ اب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کے حالات سے اچھی طرح باخبر ہیں، بڑی شفقت، رہنمائی اور مدد فرماتے اور اپنی زیارت سے بھی مشرف فرمایا کرتے ہیں، لیکن یہ شرف چودھویں صدی ہجری کے اختتام پر جناب عبدالمجید صدیقی کو حاصل ہوتا تھا کہ اس حقیقت باہرہ سے ہر ایک کو آگاہ کرنے کے لیے محققانہ انداز میں ایک کتاب تصنیف کر دیں تاکہ طلوع ہونے والی پندرہویں صدی ہجری میں مسلمان ہر آن اسے اپنی نگاہوں کے سامنے رکھیں اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (روحی فداہ) سے محبت و عقیدت کو اپنا سرمایہ حیات سمجھیں۔ یہ مبارک کتاب ہر لائبریری میں موجود ہونی چاہیے اور ہر مسلمان کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

جناب ڈاکٹر سید محمد عبداللہ

پروفیسر امیرطس، پنجاب یونیورسٹی، لاہور۔



فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ

لاہور، راولپنڈی، کراچی

ISBN 969-0-01688-1



9 789690 016881